

کلیاتِ امدادیہ

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

جو تصوف و سلوک، تذکیہ نفس اور اصلاح اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ



دارالاحیاء

آؤدو بازار، ایم ایس بہار روڈ، کراچی، پاکستان فون: 2631861

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُنْزِلُ مَنْ تَشَاءُ ط

کلیاتِ امدادیہ

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

۱۔ ضیاء القلوب	۲۔ فیصلہ ہفت مسئلہ	۳۔ نالہ امدادِ غریب
۴۔ ارشادِ مرشد	۵۔ جہادِ اکبر	۶۔ مثنوی تحفۃ العشاق
۷۔ غذائے روح	۸۔ دردِ غمناک	۹۔ گلزارِ معرفت
	۱۰۔ وحدۃ الوجود	

جو تصوف و سلوک، تزکیہ نفس اور اصلاح اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں

مصنفہ:

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

کتاب اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف

از بندہ محمد رضی عثمانی

ہندو پاک کے مرشد کامل اور سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ ہاجر کی ان عظیم ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے برصغیر ہندو پاک میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیے جس کی مثال مشکل ہے۔ اور آج برصغیر میں جو کچھ مسلمانوں میں اسلام باقی ہے۔ وہ انہی کامیوں منت ہے۔ اپنے ایک طرف تو دین و مذہب اور شریعت و طریقت کی شمع روشن فرمائی اور دوسری طرف جہاد بائین کے لئے عملاً میدان جہاد میں شریک ہوئے۔ اور ۱۲۴۴ھ کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف شاملی ضلع مظفر نگر کے محاذ پر جہاد کر کے اسلام کا علم بلند فرمایا۔

آپ کی ولادت ۲۲ صفر ۱۲۲۲ھ بروز روزہ شنبہ بمقام قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور یوپی میں ہوئی۔ لیکن آپ کا آبائی وطن تھانہ بھون ضلع مظفر نگر ہے۔

آپ کے والد نے امداد حسین اور تارینی نام طفر احمد رکھا۔ اور شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلویؒ کو اسہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے آپ کو امداد اللہ کا لقب عطا فرمایا۔

آپ تعلیم کے لئے سولہ سال کی عمر میں مولانا مملوک العل صاحب کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل فرمائی۔ اگرچہ حاجی صاحب کا ظاہری علم بہت زیادہ نہ تھا لیکن باطنی علوم کی وجہ سے کیونکہ آپ کو علم لدنی سے نوازا گیا تھا۔ بڑے بڑے اور عظیم الشان مسائل حل فرما دیا کرتے تھے۔ آپ کا روحانی مقام اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہندوستان کے تقریباً سب بڑے بڑے علماء اور صلحاء آپ کے مرید اور خلفاء ہوئے مثلاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتویؒ مولانا ذوالفقار علی صاحب مولانا اشرف علی تھانویؒ وغیرہ جن لوگوں نے بعد میں اپنے اپنے طرز پر اسلام کی وہ عظیم الشان خدمات انجام دیں جن کی مثال دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ جنگ آزادی کے بعد جب ہندوستان میں مسلمان شرفاد کار بہنا مشکل ہو گیا تو آپ نے مکہ معظمہ کی ہجرت منظور فرمائی اور ۱۲۷۱ھ میں مکہ معظمہ ہجرت فرمائے۔ اور وہیں پورا سی سل کی عمر میں وفات پائی ۱۲- یا ۱۳ جمادی الآخر ۱۳۱۴ھ بروز بدھ اپنے مالک حقیقی سے جاملے آپ کا مزار جنت العلیٰ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے کچھ فاصلے پر مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کے پہلو میں ہے آپ کی تصانیف میں سے سب سے عظیم کارنامہ تو مشنری مولانا روم پر فارسی زبان میں حواشی لکھنے کا ہے جسکی خوبیوں سے سب اہل علم واقف ہیں ان کے علاوہ آپ کی دس تصانیف کا مجموعہ بنام کلیات امدادیہ عوام و خواص میں مقبول و مشہور ہو چکی ہے۔ اب تک شائع شدہ نسخوں میں غلطیاں بہت تھیں اور طباعت بھی بہت ناقص تھی اور عرصہ سے یہ کتاب نایاب ہو گئی تھی اسلئے بنام خدائے تعالیٰ دارالاشاعت کراچی سے اسکا جدید عکسی ایڈیشن تصحیح و صلاح کے بعد شائع کیا جا رہا ہے۔ اور ابتداء کتاب میں تمام تصانیف کی یکجائی اور مکمل فہرست مضامین کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے جسکی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ کتاب مفید سے مفید تر ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائیں۔ اور اس کو ذخیرۂ آخرت بنائیں آمین۔ فقط۔

بندہ محمد رضی عثمانی

۲۵ دسمبر ۱۹۶۴ء

۴ محرم ۱۳۹۶ھ

۱۔ یہ حالات امداد الشاق صفحہ نمبر ۱۸۷ مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حیات امداد از پروفیسر محمد الزرارطن سے لے گئے ہیں جو حضرات تفصیلی حالات دیکھنا چاہیں ان کتب کے علاوہ شائلم امدادیہ وغیرہ بھی ملاحظہ فرمائیں ۲۔ (فقط محمد رضی عثمانی ناشر)

مکمل فہرست مضامین

کلیات امدادیہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۲	ذکر آہ کا طریقہ	۲	کتاب اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف
۲۲	ذکر آہ کا دوسرا طریقہ		ضیاء القلوب
۲۳	دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں	۸	ابتدائیہ از مصنف
	خطرات سدہ کا انسداد جس ذکر سے ہو جاتا ہے اس کا	۹	مقدمہ
۲۳	بیان	۱۰	پہلا طریقہ صلحاء و اخیار کا ہے
۲۳	جس نفی و اثبات کا طریقہ	۱۰	دوسرا طریقہ مجاہدات و ریاضات کا ہے
۲۴	نفی و اثبات کے جس کا دوسرا طریقہ	۱۰	تیسرا طریقہ اصحاب اشطاریہ کا ہے
۲۵	شغل سہ پایہ دورہ چشتیہ کا طریقہ	۱۰	فصل اول: طریقہ بیعت میں
۲۶	شغل سلطان نصیر کا طریقہ		باب اول: حضرات چشتیہ کے اذکار و اشغال اور
۲۶	شغل سلطان محمود کا طریقہ		مراقبات کے تفصیلی حالات
۲۷	شغل سلطان الازکار کا طریقہ	۱۲	پہلی فصل
۲۷	شغل سرمدی کا طریقہ	۱۲	توجہ کا طریقہ
۲۸	شغل بساط کا طریقہ	۱۲	دوسرا طریقہ
	تیسری فصل: ان انوار اور مراقبات کے بیان میں جو	۱۳	ذکر کا بیان
۲۹	ذکر اور مراقبہ کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں۔	۱۴	مراتب ذکر کے بیان میں
۲۹	مراقبہ کا طریقہ	۱۵	نفی و اثبات کا دوسرا طریقہ
۳۰	دوسرا طریقہ	۱۶	اثبات مجرد کے ذکر کا طریقہ
۳۰	مراقبہ رؤیت	۱۶	اسم ذات کے ذکر کا طریقہ
۳۰	مراقبہ اقربیت	۱۷	نفی و اثبات کا اس ذکر کے علاوہ دوسرا طریقہ
۳۱	دیگر مراقبات بہت ہیں	۱۸	پاس انفاس کا طریقہ
۳۱	دوسرا مراقبہ	۱۹	پاس انفاس کا دوسرا طریقہ
۳۲	فنا کے مراتب کا بیان	۱۹	مرید غبی کا دوسرا طریقہ
۳۶	اچھے اور برے انوار و آثار کی کیفیت	۲۰	اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان
	دوسرا باب، حضرات قادریہ جیلانیہ کے اذکار و اشغال	۲۰	اسم ذات مع الضرب کا طریقہ
۳۶	کے بیان میں	۲۰	دوسرا طریقہ
۴۰	جس نفی و اثبات کا طریقہ	۲۱	چہار ضربی کا دوسرا طریقہ
۴۰	پاس انفاس کا طریقہ	۲۱	اسم ذات قلندری کا طریقہ
۴۰	اسم ذات با ضربات کا طریقہ	۲۱	ذکر جاروب کا طریقہ
	دوسری فصل: اشغال قادریہ کے بیان میں اسم ذات	۲۱	ذکر حدازی کا طریقہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۵	آئندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ	۴۰	خفیہ کا طریقہ
۵۶	بلا کے دفعہ کرنے کا طریقہ	۴۱	برزخ اکبر کا شغل
	چوتھا باب: قرآن پاک پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور	۴۱	اسم ذات کا شغل
۵۶	دیگر اعمال کی کیفیت	۴۱	شغل دورہ قادریہ کا طریقہ
۵۷	اول قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ	۴۲	تیسری فصل: مراقبات قادریہ کے بیان میں
۵۸	نماز پڑھنے کا طریقہ	۴۲	دوسرا مراقبہ
۶۰	نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ	۴۲	آیت کا مراقبہ
۶۰	نماز کا ایک اور طریقہ	۴۳	اول مراقبہ توحید افعالی
۶۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ	۴۳	دوسرا مراقبہ توحید صفائی کا ہے
۶۱	نماز کن فیکون کا طریقہ	۴۴	تیسرا مراقبہ
۶۲	نماز استخارہ کا طریقہ	۴۴	ذکر برائے شائے مریض
۶۳	استخارہ کا دوسرا طریقہ	۴۴	ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ
۶۳	ایک اور طریقہ	۴۴	آئندہ کے حالات سے باخبر کر دینے والا ذکر
۶۳	صبح و شام کے مختلف اعمال کا بیان	۴۴	بیماری کی شفا کے لئے ذکر
۶۵	ختم خواجگان چشت کا طریقہ		مشکل چیزوں کے حصول اور آئندہ کے متعلق واقفیت
۶۵	ختم خواجگان قادریہ کا طریقہ	۴۵	حاصل کرنے کا ذکر
	سلوک کے راستوں کے موانع کا بیان اور ان کے	۴۵	کشف قبور کے واسطے ذکر
۶۵	دفعیہ کا بیان		آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف
۶۶	تفصیلات کی کیفیت اور ان کا علاج	۴۵	کا ذکر
۶۷	چلہ کا طریقہ	۴۵	حاجت براری کا ذکر
۶۸	خلوت کی شرطیں		تیسرا باب: حضرات نقشبندیہ کے اذکار و اشغال میں
۶۹	نصیحت اور وصیت آمیز کلمے	۴۶	استخارہ کا طریقہ
	مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے	۴۶	لطائف ستہ کا بیان اور ان کے ذکر کا طریقہ
۷۳	سلسلوں کی کیفیت	۴۸	لطائف ستہ کے شغل کا بیان
۷۴	سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان	۴۸	ذکر جارب کا طریقہ
۷۴	سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ	۴۹	سلطان الاذکار کا طریقہ
۷۴	سلسلہ عالیہ قادریہ قدوسیہ کا بیان	۴۹	نفی و اثبات کا طریقہ
۷۵	سلسلہ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ	۴۹	شغل نفی و اثبات کا طریقہ
۷۶	سلسلہ سہروردیہ قدوسیہ	۵۰	توحید افعالی کا طریقہ
۷۶	سلسلہ کبریہ قدوسیہ	۵۱	مراقبہ نیافت
	۲ فیصلہ لغت مسئلہ	۵۲	مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ
۷۷	ابتدائیہ	۵۲	مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے
۷۸	پہلا مسئلہ مولود شریف کا		زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا
۸۱	دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا	۵۵	طریقہ خطرہ معلوم کرنے کا طریقہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۹۸	شجرہ قادریہ	۸۲	تیسرا مسئلہ عروس و سماع کا
۹۹	شجرہ نقشبندیہ	۸۳	چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا
۹۹	شجرہ سہروردیہ	۸۴	پانچواں مسئلہ جماعت ثانیہ کا
۱۰۰	شجرہ پیران چشت اہل بہشت (منظوم)	۸۵	چھٹا و سواتواں مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا
۱۰۵	نصائح متفرقہ	۸۶	وصیت
	۵ جہاد اکبر (نظم)	۸۶	اشعار مثنوی معنوی در تمثیل اختلاف از حقیقت شناسی
۱۰۶	حمد	۸۷	۳۰ نالہ امداد غریب (نظم)
۱۰۶	مناجات بجناب قاضی الحاجات	۸۸	خمسہ بر مناجات حضرت ابوبکرؓ
۱۰۸	لغت شریف	۹۰	غزل در شوق زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
	مثنوی افسوس اور ندامت غفلت پر اور تنبیہ کرنا، نفس	۹۰	مناجات
۱۰۸	سرکش کو اور اللہ کی طرف رجوع کرنا	۹۱	مناجات حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
۱۰۹	تنبیہ کرنا اور ڈاکھ نفس مردود کو، جواب دینا نفس کا	۹۱	مناجات دیگر
۱۱۱	نفس سے عاجز ہو کر بادشاہ روح سے مدد چاہنی		۴۰ ارشاد مرشد
۱۱۲	جاسوس و سواس کو باخبر کرنا کہ نفس کو تن میں رہنا ہے	۹۲	وظائف صبح
	خبر ہونی وزیر عقل کو اور بھیجنا اسیر قناعت کو بمقابلہ حرص	۹۳	وظیفہ بعد ہر نماز
۱۱۳	سنگھ کے اور حکم کو غصہ کے اور ان کی فتح ہونا	۹۴	بیان اذکار و اشغال اور مراقبات کا
۱۱۴	آنا شہوت سنگھ کا مقابلہ وزیر عقل کے	۹۵	طریقہ اثبات مجرد
	بھیجنا وزیر عقل کی امیر تقویٰ کو مع افواج شرم و حیا	۹۵	طریق اسم ذات
۱۱۴	بمقابلہ شہوت سنگھ کے اور فاحش ہونا امیر تقویٰ کا	۹۵	طریق ذکر پاس انفاس
	غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور سوار ہونا لڑنے کے	۹۶	پاس انفاس کا دوسرا طریقہ
۱۱۵	لئے شیطان روح سے	۹۶	بیان ذکر اسم ذات ربانی
	آگاہ ہونا سلطان روح کا اور بھیجنا وزیر عقل کو مع لشکر	۹۶	طریق ذکر نفی اثبات
۱۱۵	دین و تقویٰ اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا	۹۶	طریق شغل اسم ذات کا
	سلطان روح کا دیوان کل کو طلب کرنا کہ وہ پیر روشن	۹۶	طریق شغل نفی اثبات کا
۱۱۶	ضمیر ہے اور شامل کرنا صلاح جنگ میں	۹۷	مراقبہ کا ایک اور طریقہ
	آگاہ کرنا جاسوس نفس کا شیطان وزیر کو اور بھیجنا طول	۹۷	مراقبہ کا دوسرا طریقہ
	اہل سنگھ کو عقل اور پیر کے قتل کے لئے زہر ہے اور اس کا	۹۷	طریق ذکر اسم ذات کا
۱۱۷	نام امید ہونا۔	۹۷	اول لطیفہ قلبی
	مطلع کرنا جاسوس دین کا کہ جو مفتیاں یقین کے ہیں	۹۷	دوسرا لطیفہ روحی
۱۱۷	سلطان روح کو اس امر سے۔	۹۷	تیسرا لطیفہ نفسی
۱۱۸	پیر اور عقل کی تمہبانی روح کے طول اہل کے شہر سے	۹۷	چوتھا لطیفہ ستیری
	نام امید ہونا طول اہل سنگھ اور بھیجنا نفس کا حد سنگھ اور نجل	۹۷	پانچواں لطیفہ خفی
	سنگھ اور ریاسنگھ اور عجب سنگھ کو لڑائی کے لئے وزیر عقل	۹۷	چھٹا لطیفہ خفی
۱۱۸	اور دیوان پیر کے۔	۹۸	شجرات و سلاسل شجرہ چشتیہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۵	بیان کرنا تحفہ بی بی کا کہ میرا محبوب و معشوق قادر مطلق ہے یعنی اللہ ہے۔	۱۱۹	وزیر عقل کا اس واقعہ سے آگاہ ہو کر امیر سخاوت کو بخل کے مقابلہ میں بھیجنا۔
۱۳۶	رجوع بقصہ	۱۱۹	اور فتح ہونا صدق و اخلاص کو حسد پر خوف و جا کور یا پر۔
۱۳۷	حکایت حضرت شیخ منصور	۱۲۰	خبر ہونا نفس کو اس شکست کی اور بھیجنا ہر اول طمع کو اور حب جاہ اور حب دنیا اور فضول کلام کو لڑنے وزیر عقل سے۔
۱۳۷	ملاقات ہونا شیخ سری سقطی کی تحفہ کے مالک سے		بھیجنا وزیر عقل کا اسیر توکل کو مقابلہ کو مقابلہ طمع کے اور خضوع کے غرور کے لئے اور زہد و تقویٰ کو حب دنیا کے لئے اور فنا کو جاہ کے لئے اور خاموشی کو فضول کلام کے لئے۔
۱۳۸	تاجر کا حال بیان کرنا بی بی تحفہ کا ظاہر ہونا تحفہ کے عشق کا	۱۲۱	بھیجنا نفس کا بخشی تکبر کو جنگ کے لئے اور مقابلہ بہ آنا تواضع کا تکبر سے اور فتح پانی اسلام کی اور بھاگنا شیطان کا اور پکڑا جانا نفس کا۔
۱۳۹	تحفہ کو بیمارستان میں مقید کرنا اور اس کا غلبہ عشق الہی		حکم کرنا روح کا نفس کے قتل کا اور چھڑانا وزیر عقل کا قتل سے اور قید کر دینا اس کو۔
۱۵۰	شیخ سری سقطی کا تحفہ سے اس کا حال پوچھنا	۱۲۲	خاتمۃ الرسائل
۱۵۰	ذکر عطا بے انتہائے الہی در عبادت	۱۲۳	۶ مثنوی تحفۃ العشاق (نظم)
	سری سقطی کا تحفہ کو خریدنا اور تاجر کا منظور نہ کرنا اور تحفہ کو آزاد کر دینا	۱۲۷	مناجات بجناب الہی تعالیٰ شانہ
	مناجات شیخ سری سقطی در طلب قیمت تحفہ کاملوں کی	۱۲۸	مناجات دیگر
۱۵۲	صحبت کی تائید اور ان کی فرصت کی حرص	۱۲۹	نعت شریف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
۱۵۳	تحفہ کا آزاد ہو کر مخلوق سے بھاگنا	۱۳۰	در مدح چار یار کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
	شیخ اور تاجر اور امیر بن ثنی کا بیت اللہ کو جانا اور امیر کا راستہ میں انتقال ہونا تحفہ کا اور ملاقات ہونا شیخ کی تحفہ سے اور انتقال ہونا تحفہ کا اور تاجر کا۔	۱۳۱	در مدح اہل بیت
۱۵۵	نظم از جناب مولانا اشرف علی تھانوی	۱۳۱	تصفیف مثنوی کی وجہ
۱۵۶	۷ غذائے روح (نظم)	۱۳۳	رجوع بقصہ
	حمد		در بیان محرومی و ندامت بر حال خود حسرت مفارقت بزرگان و یاران
۱۵۷	نعت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳۴	شروع داستان حضرت بی بی تحفہ مغنیہ
۱۵۷	مدح مبارک ہر چہار خلفاء و دیگر اصحاب	۱۳۵	تمیز عشق حقیقی و عشق مجازی و ذم عشق مجازی
۱۵۷	مدح حضرت میاں جیونو محمد تھنجانوی	۱۳۵	داستان و بیان حال حضرت سری سقطی
۱۵۹	مناجات بجناب باری تعالیٰ	۱۳۸	کیفیت بیمار خانہ مقولہ سری سقطی
	بیان لطف و احسان حضرت مولانا و مرشد ناقطب میاں و مولوی نور محمد صاحب قدس سرہ جو ہمارے شیخ ہیں۔	۱۳۸	ملاقات سری سقطی از بی بی تحفہ و بیان حال عشق
۱۶۰	ذوق و شوق محبت الہی کا بیان	۱۳۹	بیان چروالہ موسیٰ علیہ السلام (تمثیل)
۱۶۱	کتاب نان و طلوہ مصنفہ بہاؤ الدین عالی جو ہمارے حسب حال ہے	۱۴۱	موسیٰ علیہ السلام کا عذر کرنا شبان چروالہ سے
۱۶۲	داستان ندامت کہ عمر بیکار خرچ کی اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جھوٹا مومن کا شفا ہے	۱۴۱	بی بی تحفہ مغنیہ کا ذکر اور ان کا ذکر زور و شور عشق
۱۶۲	قطع علائق اور گوشہ نشینی	۱۴۳	حکایات بطریق تمثیل
۱۶۳	ایک جاہل عابد کی حکایت جو غار میں رہتا تھا اور ایک		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۸۷	کسی کے برا بھلا کہنے کا خیال نہ کرے بلکہ خدا اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق عمل کرے	۱۶۳	جوان دنیا دار کی
۱۸۸	ایک بے وقوف مرد کی حکایت	۱۶۸	ان علماء کی مذمت جو امراء سے مشابہت رکھتے ہیں اور فقراء سے دور رہتے ہیں
۱۸۹	خاموشی جو انسان کی تمام عادتوں سے بہتر ہے	۱۶۹	متفرق چیزوں کا بیان اور اشارہ قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً
۱۸۹	ایک حکایت بطور مثال	۱۷۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول حب الوطن من الایمان کی کیا غرض ہے۔
۱۹۰	ان لوگوں کی مذمت جو بظاہر فقراء سے مشابہت رکھتے ہیں لیکن اصل میں وہ شقی ہیں	۱۷۱	ایک حکایت بطور مثال
۱۹۰	حضرت بایزید بسطامی کی حکایت	۱۷۲	عشق کی راہ کی مصیبتیں جو اگرچہ بھاری ہیں لیکن عشاق کے لئے باعث تسکین و راحت ہیں
۱۹۱	خدا کی عبادت صرف خدا ہی کے لئے ہونی چاہئے نہ طمع جنت یا خوف دوزخ کے لئے	۱۷۳	دنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار میں رہنے والا عابد اور خدا کی طرف سے اس کی آزمائش اور نصیحت یعنی ایک کتے سے۔
۱۹۱	محمود غزنوی اور ایاز غلام کی حکایت	۱۷۴	ریا کاروں اور مکاروں کی مذمت جو بڑا لشکر شیطان کا ہے
۱۹۲	ماسوا کو ترک کر کے محبت الہی کی طرف رغبت	۱۷۵	حکایت بطور مثال
۱۹۳	ہر چیز اسم ذات اللہ کا مظہر ہے اور ہر چیز سے اللہ تعالیٰ کا نام نکالنے کا حسابی طریقہ	۱۷۵	ان مدرسوں کی مذمت کہ جن کا مقصد اپنا فضل اور بزرگی ظاہر کرنا اور مخلوق کو دھوکہ دینا ہے
۱۹۳	تاریخ وفات شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی	۱۷۶	ان لوگوں کی مذمت جو ہمیشہ اسباب دنیا جمع کرتے ہیں لیکن عقبی سے غافل ہیں
۱۹۵	۸۔ رسالہ درد غمناک (نظم)	۱۷۷	آخرت کے کاموں کی انجاری دنیا کے کاموں سے بہتر ہے
	۹۔ گلزار معرفت	۱۷۸	ایک زاہد کا اسیر دنیا دار کو تنبیہ
۲۰۳	التماس جامع اوراق	۱۷۸	جو شخص دنیا سے بھاگتا ہے دنیا اس کے پاؤں پڑتی ہے اور جو دنیا کی طرف دوڑتا ہے دنیا اس سے بھاگتی ہے
۲۰۳	مناجات بدرگاہ الہی	۱۷۹	ایک صوفی کا ارشاد اپنے مریدوں کی دل جمعی و تسکین کے لئے اور طائرؤں کا اپنا حال بیان کرنا
۲۰۵	چار نعتیہ غزلیں	۱۷۹	حکایت بطور مثال
۲۰۷	عشقیہ و نعتیہ غزلیں	۱۸۰	ان لوگوں کی مذمت جو بادشاہوں سے مصاحبت رکھتے ہیں اور اہل سلوک ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ یہ محال ہے۔
۲۱۵	غزلیات فارسی	۱۸۱	ایک مرد عارف کے سامنے دنیا کا عورت نازنین کی شکل میں آتا
۲۱۵	جواب خط سید علی احمد تخلص صلی علی احمد انصاری	۱۸۲	قصہ دوہنا ایک چرواہے کا آزمائش اور بد اعتقادی سے۔
۲۱۶	غزل شوقیہ ارکان حج	۱۸۶	ان کی مذمت جو دنیا کی بے لذت چیزوں میں غرق ہیں۔
۲۱۶	عرضی عبداللہ مسکین در مدح شریف عبداللہ		
۲۱۶	شجرہ قادریہ تمیمیہ منظومہ		
۲۱۷	رباعی، اور عیدی		
	۱۰۔ رسالہ وحدۃ الوجود		
۲۱۸	آغاز و جواب		
۲۲۰	نقحرہ دور بطریق انتخاب از مضامین مکتوب		
۲۲۳	مختصر حال وصال حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کئی		



ابتدائیہ از مصنف رح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف کے تمام مرتبے اس یکتا کیواسطے مخصوص ہیں جس کو تمام موجودات پوجتے ہیں اور چاہنے و جوہر
 قیدوں سے آزاد ہے اور بڑے مرتبہ والا ہے اور ہر شان کی نعمت ان محترم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ہے جو
 دنیا کے وجود کا سبب اور خدا کے سچے قائم مقام ہیں خدا ان پر اور ان کے متعلقین اور دوستوں پر باران رحمت کی بارش
 کرے۔ یہ مذہبی فرض ادا کرنے کے بعد جناب تقدس مآب مجمع الفضائل والمناقب صاحب الشریعتہ والطریقہ مولانا
 و مرشدنا و ادینا میان جیو نور محمد چمنجانوی چشتی قدس سرہ کا ایک ادنیٰ خادم اور ان کی درگاہ اقدس کا ایک
 کمترین خاکروب امداد اللہ فاروقی چشتی با ادب عرض کرتا ہے۔ کہ میرے بعض خالصین دیاران طریقت
 علیٰ مخصوص میرے عزیز حافظ محمد یوسف نے جو امام العاشقین عارف باللہ کامل اکمل حضرت حافظ محمد
 ضامن شہید فاروقی چشتی کے تحت جگر ہیں۔ باصرار کہا اور تحریک کی کہ خاندان چشتیہ صابر یہ قدم وسیعین اشغال
 میں مشغول ہوئے تھے۔ اور جواز کار و مراقبات ان کے معمول بہا تھے ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کر دیجئے جس
 پر عمل کیا جائے۔ اور آئندہ کام آئے کیونکہ آپ کے حرم محترم کی جاوہر کشی کی وجہ سے ہمارے اور آپ کے درمیان
 جدائی کی ایک بہت وسیع خلیج ہو گئی ہے۔ کجا آپ کہ حرمین شریفین کی خدمت کر رہے ہیں اور کجا ہم کہ ہندوستان
 میں پڑے ہوئے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس حالت میں تعلیم و تعلم بغیر کتابی صورت کے نہیں ہو سکتی ہے۔ اگرچہ
 اس کمترین اور نالایق کی کم بیاقتی اس ارشاد کے پورا کرنے سے مانع ہوتی تھی لیکن ان حضرات کے غیر معمولی
 اصرار سے رفتاری کا کوئی موقع نہیں دیکھا اور درگاہ احدیت سے اعانت کا خواستگار ہوا۔ اور حکم الہی اس کی
 کتابت پر مامور کیا۔ کیونکہ عادت الہی یونہی ہے کہ جس شخص سے لوگوں کو عقیدت ہوتی ہے اس کے زبان و قلم سے
 لوگوں کو فائدہ ضرور پہنچتا ہے، اسوجہ سے مجھ کو اپنے خاندان کے اکابرین اور سرور و مرشد سے جو کچھ سلسلہ چشتیہ
 قادریہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے متعلق واقفیتیں حاصل ہوئی ہیں۔ ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع
 کرتا ہوں شاید میری یہ کوشش بار آور ہو اور جن حضرات کے اصرار نے مجھ کو مجبور کیا ہے ان کو مستندہ فائدہ اور
 جو مقصود اس اصرار کا مقنا حاصل ہو و اللہ بھدی من یشاء مانی صراط مستقیم۔ اب معلوم کرنا چاہئے کہ چونکہ قاری حضرت
 و شائع چشتیہ میں بہت بڑا بستی تھا ہے اسوجہ سے ان دونوں کے اشغال و اذکار تقریباً ایک دوسرے سے مخلوط ہو گئے ہیں اور امتیازی
 فرق فنا ہو گیا یہاں تک کہ ایک دوسرے کے مخصوص اشغال و اذکار میں مشغول ہوتا ہے اور چونکہ مقصود اور دونوں کی متحد ہے اس واسطے میں
 دونوں سلسلوں کے اذکار مخلوط لکھتا ہوں اور مجبور پر فرق و امتیاز خود ظاہر ہو جائیگا۔ اور اس کا مصنف ضیاء القلوب لکھا واللہ اعلم بالصواب

مقدمہ

جان تو خدا تیری طریقہ سلوک میں مدد کرے، اگر کبھی سالک کو خدا کی راہ پر چلنے اور اس کے عراط مستقیم پر گامزنی کی توفیق دی جاتی ہے تو اس کا قلب انوارِ ہدایت سے منور کر دیا جاتا ہے۔ اور ضلالت اور گمراہی سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ یہودی اللہ لنورہ من یشاد اس نور کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اس کے دل میں دنیا کی طرف سے نفرت اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے خاص کو یاد کر کے عنانِ استغفار ہاتھ میں لے کر غفور رحیم و قبلہ حاجات کی طرف رجوع کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت کامیابی اور فوزِ مرام بغیر کسی مرشدِ کامل کی درگاہ کے جہہ سانی کے حاصل نہیں ہو سکتا ہے تو اسکو بھی چاہئے کہ کسی جامعِ شریعت و طریقت کی غلامی کا فخر حاصل کرے تا شیطان و وساوس و ہوائے نفسانی سے اسکے التفات اور توجہ سے محفوظ رہ سکے اور اپنے امراضِ باطنی کے لئے اسی حکیم صادق کے بتائے ہوئے نسخے کو استعمال کرے کیونکہ جب تک کہ اندونی امراض (حسد، بغل، غرور، کینہ، ریاد وغیرہ) کا انسداد نہ ہو جائے گا۔ اور ان کی جگہ اوصافِ حمیدہ (علم، حلم، سخاوت، خاکساری، تحقیرِ نفس، کم خوری، کم آرام طلبی، کم گفتگو وغیرہ) نہ پیدا ہونگے اسوقت تک وصولِ الٰہی اللہ نہیں ہو سکتا۔ انھیں ضرورتوں کو مد نظر رکھ کر کسی مرشد کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا ضروری کر دیا گیا ہے۔ جناب باری نے ایک جگہ فرمایا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَقُوا اللَّهَ ط وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ط** دوسری جگہ فرماتا ہے **وَاللَّيْلِ نَسِيلٌ مِّنْ أَنَابِ أَلَىٰ انْ دُونِ آيَتِوْنِ مِی صِبْغَ اَمْرِ مُسْتَعْمِلِ ہُونِے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم و جوبی حکم ہے نیز بیعت کرنا اور کسی مرشدِ کامل کی غاشیہ برداری ایک ایسا فعل ہے جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف بھی منسوب ہے کلام اللہ میں ہے **اِنَّ الَّذِیْنَ یَبْیَعُوْنَکَ اِتِّمَاعًا یَعُوْنَ اللّٰہَ اِیضًا اِذْ یَبْیَعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ** جناب رسالت مآب نے فرمایا ہے **اَلشَّیْخُ فِی قَوْمِہِ اَلْمُحَدِّیْثِ وِیْزِیْشِوَا یَا انِ اسلام کا ارشاد کہ جو شخص رب العلمین کی ہمنشینی کرنا چاہتا ہے اس کو حضراتِ متصفین کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ اور چونکہ شیوخ قوم نابین رسول میں اس لئے اُن کی****

سہ ۱۷۱ مسلمانوں سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو ۱۲ : سہ ۵

جس کا میلان میری طرف ہو اس کی اتباع کرو ۱۲ : سہ ۱۷۱ محمدؐ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ دراصل خدا کی بیعت کرتے ہیں سہ جب درخت کے نیچے تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے ۱۲ شہیدؒ شیخ قبیلہ اپنی قوم میں ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں ۱۲ شہید۔

خدمت ضروری ہے۔

بنابری جو شخص اپنے تمام وقت کو خدمت میں شیخ کامل کے صرف کردیگا اور اپنے نفس کا اختیار کلی اس کو دیدیگا اس کے متعلق امید قوی ہے کہ ضرور مقصود حاصل ہو جائے۔ تبنیہ اس وقت ہم طریق سلوک مجمل اور مختصر تحریر کرتے ہیں چونکہ ہر مرض کا علاج جداگانہ ہے اسی وجہ سے امراض قلبی میں طبیب حاذق یعنی شیخ وقت ہر مریض کو علیحدہ علیحدہ دوا تعلیم فرماتا ہے۔

بنابری سلوک کے طریقے لاتعداد ہو گئے ہیں ان سب میں تین راستے بہت قریب کے ہیں۔

پہلا طریقہ صلحاء و اختیار کا ہے

جس میں تمام شرعی فرائض روزہ، نماز، تلاوت قرآن مجید، جہادِ حج کو پورا کرنا پڑتا ہے اس طریقہ میں منزل مقصود تک پہنچنے میں دیر ہوتی ہے

دوسرا طریقہ مجاہدات و ریاضت کریموں کا ہے

اس میں تمام اخلاقی غلطیوں کو اچھائیوں سے اور تمام کج رویوں کو اخلاق حمیدہ سے بدل دیتے ہیں۔ اس راہ میں اکثر فائز المرام ہوتے ہیں۔

تیسرا طریقہ اصحاب شطاریہ کا ہے

یہ تمام علائق دنیا سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور انسانی جمحتوں سے جدا رہتے ہیں ان کا مطمح نظر سوائے درود اشتیاق ذکر و شکر کے کچھ نہیں ہے ان کے نقطہ نظر سے کشف و کرامات مستحسن نہیں ہیں اور بڑے وقت کو ہمو تو قبل ان تصویبات کی استقامت میں صرف کرتے ہیں۔ یہ طریقہ پہلے دو طریقوں سے زائد جلد مقصد تک پہنچا دیتا ہے اس طریقہ میں کامیابی کے ذرائع دشمن ہیں

۱۔ اولیٰ توبہ یعنی کوئی مطلوب ہوئے خدا کے نہ ہو۔ جیسا کہ موت کی بوقت ہو جاتا ہے۔ دوسرے زہد یعنی دنیا و مافیہا سے کچھ تعلق نہ رکھے جیسا کہ موت کی بوقت ہو جاتا ہے۔ تیسرے توکل یعنی اسباب ظاہری کو ترک کر دے جیسا کہ موت کی بوقت کرتا ہے چوتھے قناعت یعنی جیسا کہ موت کی بوقت نفسانی اور شہوانی خواہشوں کو ترک کر دیتا ہے پانچویں عزت یعنی لوگوں سے کنارہ کشی اور انقطاع کرے جیسا کہ موت کی بوقت کرتا ہے چھٹے توجہ یعنی جس طرح موت کی بوقت خدا ہی کی طرف توجہ اور اسکے اغراض متعلق ہوتے ہیں کرے سنا تو میں صبر یعنی تمام نفسانی لذات کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کی بوقت ہوتا ہے ۷۔ کھوٹی رضا یعنی اپنے نفس کی رضا مندی چھوڑ دے اور اللہ کی رضا مندی پر رضا مند رہے اور اس کے ان احکام کا پابند ہو جائے جیسا کہ موت کی بوقت ہوتا ہے نوں ذکر یعنی اللہ کے ذکر کے سوا تمام اذکار کو ترک کر دے جیسا کہ موت کی بوقت ہوتا ہے دسویں

باب حضرات چشتیہ کے اذکار و اشغال و مراقبات کے تفصیلی حالات نو

پہلی فصل

ذکر تلقین میں پیر کو چاہئے کہ ارواح مشائخ کے فاتحہ اور ادائے ختم کے بعد متواتر تین روزوں کا حکم دے اور کہے کہ ان آیات میں کلمہ طیبہ اور استغفار درود شریف کی کثرت کرو اور تیسرے دن آخر شب یا نماز فجر یا نماز عصر کے بعد میرے پاس آؤ اور جب وہ حاضر ہو جائے تو اس کو غلوٹ میں لیجائے جس میں اس کے مرید کے سوا کوئی نہ ہو اور اسکو دوزانو مؤذّب بٹھائے اور پہلے اس کی طرف توجہ کرے تاکہ اس کا ذہن باسانی اذکار و اشغال کو قبول کر سکے۔

اور توجہ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ مرشد پہلے خود تمام خیالات سے خالی ہو جائے اور پھر اپنے دل کو اس کے دل کے مقابل کرے اور خدا کے اسم ذات کی ضرب اس کے دل پر لگائے اور یہ خیال کرے کہ موجودہ ذکر کی کیفیت میری وجہ سے اس کو حاصل ہو رہی ہے اور یہ ذکر اس کے دل میں سرایت کر رہا ہے اور یہ ضرور ہی ایک سو ایک بار ہونا چاہیے تاکہ شوق اور ذکر کی حرارت اس کے قلب پر اثر کرے اور اس کا قلب ذکر سے حرکت کرنے لگے بعد ازیں جو ذکر اس کی حیثیت کے مطابق ہو اس کو دینا چاہیے اور مرید کو مرشد کے بتائے ہوئے اشغال میں مشغول ہونا اور باطنی اسرار کو چھپانا چاہیے تاکہ انوار و اسرار اس کو حاصل ہو جائیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے۔

کہ دعاؤں اور اذکار کو ایک بار مرشد پڑھ جائے اور مرید سننا ہے یہ عمل تین بار ہونا چاہئے اس کے بعد مرشد کہے کہ جو کچھ تجھ کو اپنے شیوخ سے حاصل ہوا ہے تجھ کو دے دیا اور مرید کہے کہ میں نے قبول کیا اس کے بعد کسی ایسے تنگ و تاریک تجربے میں رہنے کی تعلیم دے جسکی وسعت عرف لیٹے اور کھڑے ہونیکو کافی ہو اور شور و غل کی اس میں آواز نہ آتی ہو۔ مرید کو چاہئے کہ اس تجربے میں پاک و صاف ہو کر داخل ہو اور چار زانو اس طرح بیٹھے کہ اس کی پیٹھ میں کوئی کچی نہ ہو اور آنکھیں بند کرے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھے اور انگلیاں کھلی رکھے تاکہ اللہ کے نام کا نقش پیدا ہو جائے اور اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے رگ کیماس (ایک رگ ہے جو بائیں گھٹنے کے اندر ہے اور قلب سے تعلق رکھتی ہے اسکی تحریک و حرارت قلب پر اثر کرتی ہے) کو دبائے اس کے بعد خشوع و خضوع و حضور قلب سے یا تحی یا قیوم الخ پڑھے اس کے بعد محاسبہ اور مجاہدہ کے طریقے سے ذکر میں لگے اور ملاحظہ اور واسطہ کے ساتھ بہت توجہ اور قوت و شدت جہد یہ یا خفیہ سے جس سے اس کو ذوق و انبساط پیدا ہو اور لذت ذکر سے بے خودی ہو مشغول

مَعَاذِی یَا قَیُّوْمُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْأَلُكَ أَنْ تُخَيِّرَ بَيْنَ رَمْعٍ فَبَيْنَكَ أَبَدًا يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ

ہونا چاہئے۔ اور اگر کبھی غیر خدا کا خیال آئے تو دیدار شیخ سے اس کا انسداد کرے اور بدستور شغل میں مشغول ہو جائے تاکہ خطرات اور وساوس جو انسانیت کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں دفع ہو جائیں اور قلب کی صفائی اور تزکیہ نفس حاصل ہو جائے تاکہ اس ذکر کا اثر اس کے تمام اعضاء اور رگوں میں ظاہر ہو جائے اور مکاشفات انوار غیبی کا منظر بنے اور حقائق اشیا اس پر منکشف ہو جائیں اور علم ارواح سے ملاقات اور ذکر حقیقی و شہود حق حاصل ہو جائے۔

فائدہ جب ذکر کرنے والا ذکر میں ایسا کمال حاصل کرے کہ اس کی قلبی حرکت کا احساس اس کے دل کی زبان سے ہو سکے تو وہ حرکت قلبی تمام جسم میں پھیل جاتی ہے اور اس کی ابتداء یوں ہوتی ہے کہ پہلے کوئی عضو اسی حرکت کرنے لگتا ہے کہ جو قلب کے لئے مخصوص ہے اور اس کے بعد کبھی کبھی ہاتھ اور کبھی پاؤں کبھی سر بلا تدریک حرکت کرنے لگتے ہیں یہاں تک کہ دنیا اسکو متحرک نظر آنے لگتی ہے ذکر کا نور جب حرکت کرتا ہے۔ تو تمام جسم میں پھیل جاتا ہے اور تھوڑی مدت میں تمام جسم کو گھیر لیتا ہے اور اس ذکر کی وجہ سے اس پر مختلف انگشتات ہوتے ہیں اور عجیب عجیب قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں وہ کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے اور کبھی متحیر و پریشان ہو جاتا ہے مرید کو چاہئے ایسی حالت میں کسی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ ذکر و فکر میں مشغول رہے اور اگر خدا کی مدد شامل ہو تو کبھی اپنے تمام جسم کو ذکر پر لے گا۔ اور تمام اعضاء قلب کے ہم سر ہو جائیں گے اس ذکر میں ذکر تمام اعضاء کا ذکر سنتا ہے۔ ایک فرقہ کا خیال ہے کہ ذکر کی کثرت کی صورت میں ذکر خود اور دوسرے لوگ بھی ذکر کی آواز سننے ہیں۔ بالکل بے بنیاد اور لا اصل ہے کیونکہ ہر ذکر بھی ذکر کی آواز کو نہیں سن سکتا ہے بلکہ اسی ذکر میں سننے کی طاقت ہے جو سالک ہو اس ذکر کو اصطلاح صوفیہ میں سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

ذکر کا بیان

ابتداءً کتاب سے اس وقت تک متعدد مرتبہ لفظ ذکر استعمال کیا جا چکا ہے لیکن اب تک یہ نہیں بتایا گیا کہ ذکر کیا ہے۔ ذکر اصطلاح صوفیہ میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان خدا کی یاد میں تمام غیر خدا کو بھول جائے اور حضور قلب سے خدا کی نزدیکی اور معیت حاصل کرے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے۔ اَنَا مَعَ عَبْدِي الْخَیْرِ

۱۲۔ ذکر کو چاہئے کہ اس غیر اختیاری حرکت پر متوجہ نہ ہو بلکہ اپنے انتفات کو قلب ہی کی طرف رکھے ۱۲

۱۳۔ جب میرا بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میرے نام سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں میں اس کیساتھ ہو جاتا ہوں

اور جو مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کا ہم نشین اور جلس ہوں ۱۳

عَہ اَنَا مَعَ عَبْدِي اِذَا دُکِرَ نِیْ وَ تَحَرَّکَتْ بِنِی شَفَاتَا وَ اَنَا جَلِیْسٌ مِّنْ دُکْرِ نِیْ۔

اور بحکم سَبَّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا پوری توجہ سے یاد الہی میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے نفس سے بالکل بیخبر ہو جائے اور الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اَلْحَمْدَ کے زمرہ میں داخل ہو جائے اور ذکر اسکی زندگی ہو جائے جانا چاہئے کہ ذکر کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن مقصود ذکر سے مطلوب کا حاصل ہو جانا ہے توجہ عمل سے یہ فائدہ حاصل ہو جائے وہی ذکر کہا جاسکتا ہے خواہ وہ نماز روزہ ہو یا درود شریف اور دعائیں ہوں لیکن یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ذکر اپنے کو مٹانہ دے طالبِ خدا اس کے ذکر میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے کو اور تمام غیر اللہ کو بھول جائے جب طالب اس درجہ تک پہنچ جائے گا۔ تو اخلاقِ حسنہ یعنی زہد، توکل، گوشہ نشینی، قناعت، صبر، تسلیم و رضا خود بخود حاصل ہو جائیں گے اور اس پر انوارِ الہیہ کی اس قدر تجلیاں ہوں گی کہ اس کے حواسِ خمسہ مغلوب اور مستور ہو جائیں گے۔ اور ذکر و ذکر دونوں فنا ہو جائیں گے اور صرف مذکور یعنی اللہ ہی رہ جائیگا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ چونکہ حدیث میں اَفْضَلُ الَّذِیْ کَرَّ اِلٰهًا اللّٰهُ آیا ہے اس واسطے اکثر مشائخ بھی اسی ذکر کی تعلیم دیتے ہیں اب ہم ذکر کے چند مراتب لکھتے ہیں

مراتب ذکر کے بیان میں

ذکر کی چار قسمیں ہیں اول ناسوتی جیسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسرے ملکوتی جیسے لَا اللّٰهُ تیسرے جبروتی جیسے اللّٰهُ چوتھے لاہوتی جیسے هُوَ لھو اور یہ بھی جانتا چاہئے کہ زبان کے ذکر کو ناسوتی اور دل کے ذکر کو ملکوتی اور روح کے ذکر کو جبروتی اور ذکر سر کو لاہوتی اور ذکر زبان کو جسمی اور فکر کے ذکر کو نفسی اور مراقبہ کو ذکر دل اور مشاہدے کو ذکر روحی اور معائنہ کو ذکر سری کہتے ہیں۔

فائدہ۔ ذکر چاہئے کہ اس ذکر میں لَا اِلٰهَ کہتے وقت تمام چیزوں کی نفی کر دے اور الا اللّٰہ کہتے وقت تمام اعضائے جسم کو قائم کر دے۔

فصل ذکرِ حق و اثبات اور اسم ذات کے بیان میں مع ان بارہ تسبیحوں کے جو حضراتِ چشتیہ کی معمول ہیں ان بارہ تسبیحوں کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی بارہ رکعتیں چھ سلاموں سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورہ اخلاق پڑھے اور نہایت خشوع و خضوع سے تین یا پانچ یا سات بار

لے خدا کی صبح و شام تسبیح کرو ۱۲ لے جو خدا کو اٹھتے بیٹھتے یاد کرتے ہیں ۱۳ خدا نے گواہی دی ہے کہ معبود سوائے اس کے کوئی نہیں ۱۴ جو کہ حدیث میں ہے اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سب ذکر میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر افضل ہے

عَالَمِ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهُ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّرَعْلًا جُنُوْبَهُ

ہاتھ اٹھا کر اللہم طہّر قلبی ۱ منہ پڑھے اور توبہ و استغفار کے بعد استغفر اللہ الخ ایکس بار پڑھ کر درود
الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ الخ تین بار عروج و نزول کے طریقے پر پڑھے اور چار زانو بیٹھ جائے
اور اپنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے پاس والی انگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑے اور اپنے دونوں
ہاتھ زانو پر رکھ دے اور قبلہ رو ہو جائے اور لا الہ الا اللہ کہتے وقت کلمہ شہادت کی انگلی اٹھاوے اور لا الہ الا اللہ
کہتے وقت انگلی رکھ دے اور اپنے کو ساکن و مطمئن رکھے اور خلوص نیت اور خوش الحانی سے اعمود اور
بسم اللہ کہہ کر لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے اور اس کے
بعد سر کو اتنا جھکائے کہ پیشانی بائیں گھٹنے سے بالکل قریب ہو جائے اور وہاں پہنچنے کے بعد لا الہ کہتا ہوا
سر کو داہنے گھٹنے کے قریب لائے اور تین ضربیں ایک ہی سانس میں لگائے اور سر کو پیٹھ کی طرف یہ خیال
کر کے جھکائے کہ میں نے ماسوائے اللہ کو پس پشت ڈال دیا اور سانس توڑ کر لا الہ کی ضرب پوری
طاقت سے دل پر لگائے اور خیال کرے کہ میرا دل خدا کے عشق و محبت سے لبریز ہو گیا اور موقع
نفی میں آنکھیں کھلی اور موقع اثبات میں بند رکھنا چاہئیں اسی طرح دو سو بار کہے اور اسکو جہاں ضربی
کہتے ہیں اور ہر دم کے بعد محمد الرسول اللہ کہے لیکن بتدی کو لا الہ اللہ کہتے وقت لا معبود
اور متوسط کو لا مقصود یا لا مطلوب اور کامل کو لا موجود اور ہمہ اوست کا تصور کرنا چاہئے اسکے
بعد تھوڑی دیر مراقب خیال کرے کہ فیوض الہیہ مومن کے قلب میں ہر وقت حاصل ہوتے رہتے ہیں
چاہنا چاہئے کہ بائیں گھٹنے میں شیطانی خطرہ اور داہنے میں نفسانی خطرہ اور اپنے شانے میں ملکی خطرہ
اور دل میں رحمانی خطرہ ہے پس بائیں گھٹنے پر لا الہ سے خطرہ رحمانی کا اثبات کرے اور مرید کے
غیر عربی ہونے کی صورت میں اس کو اذکار و ادعیہ اس زبان میں تعلیم دینا چاہئے جسکو وہ سمجھ سکتا ہو۔

نفی و اثبات کا دوسرا طریقہ

ہر خطرہ اور ہر خیال کے علیحدہ علیحدہ نفی کرنے سے ایک گونہ باطنی تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے اس واسطے

۱۔ لا الہ الا اللہ اپنے غیرے میرا دل پاک کر دے۔ اپنی معرفت کے نور سے میرا قلب روشن کر دے۔ ۲۔ لا الہ الا اللہ اپنے گنہگار کو بخشش اس خدا
سے چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ ثابت اور زندہ ہے۔ ۱۲۔ صلوٰۃ و سلام ہو آپ پر اے خدا کے رسول خدا کے دوست اور
اس کے نبی۔ ۱۳۔ جو گھٹنے کے اندر طرف ہے ۱۴۔ کوئی معبود سوا خدا کے نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم خدا کے رسول ہیں ۱۵۔

۱۔ اللہم طہّر قلبی عن غیرک و نور قلبی بنور معرفتک ۲۔ یا اللہ یا اللہ یا اللہ ۳۔ استغفر اللہ الذی
لا الہ الا هو الخ القیوم و اقویٰ ۴۔ یا اللہ یا اللہ یا اللہ ۵۔ استغفر اللہ الذی
علیک یا حبیب اللہ ۶۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ۷۔ الصلوٰۃ والسلام
علیک یا حبیب اللہ ۸۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ۔

مرشد کو نفی تکی تعلیم دینا چاہئے تاکہ خطرات کی بالکلیہ نفی ہو جائے چنانچہ متاخرین اسی پر عمل پیرا ہیں کہ لا الہ الا اللہ میں لا کو پوری طاقت سے کھینچ کر اور لفظ اللہ کو داہنے بازو تک لیجا کر سر کو بیٹھ کی طرف تھوڑا سا جھکا کر یہ خیال کر کے کہ میں نے غیر سے اپنے دل کو پاک کر کے اس کو پس پشت ڈال دیا اور پھر لا اللہ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اور ملاحظیات ذکر نفی و اثبات میں پہلے بیان کئے گئے ہیں وہی یہاں بھی ملحوظ رکھے اور ذکر خداوندی کے سوا اور تمام ذکروں و ذکر مجلس یا بغیر مجلس ذکر جاروب ذکر راہ میں چار زانو بیٹھتے ہیں اور ان ذکروں کے علاوہ اور ذکروں میں دو زانو بیٹھنا اولیٰ ہے۔

اثبات مجرّد کے ذکر کا طریقہ

ذاکر کو چاہئے اپنی کمر سیدی کر کے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر دو زانو بیٹھے اور اپنے سر کو داہنے شانے کی طرف لے جا کر لا الہ الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور لا الہ اکتے وقت لا موجود و لیسے صغہ غیری کا تصور کرے اسی طرح چار سو بار متواتر ضربیں لگائے پھر مثل سابق ایک بار کلمہ شہادت اور تین بار کلمہ طیبہ پڑھ کر تھوڑی دیر مراقبہ کرے اس ضرب کا اصطلاح صوفیہ میں ایک اضریٰ کہتے ہیں،

اسم ذات کے ذکر کا طریقہ

اس کے بعد قل اللہ تھم ذس ہم کے مطابق اس طرح ذکر کرے کہ پہلے حرف لفظ اللہ کی راہ کو پیش اور اس کے بعد لفظ اللہ کی راہ کو جزم دے پھر دونوں آنکھیں بند کر کے سر داہنے شانے کی طرف لے جا کر اسمائے صفات اثبات کا یقین کرے اور پہلے لفظ اللہ کی ضرب لطیفہ روح پر لگائے دوسری لفظ اللہ کی ضرب فضائے دل پر لگائے اور اس ذکر کو جسے اصطلاح میں ذکر اسم ذات و اضریٰ کہتے ہیں چھ سو بار کرے مگر نودفعہ اللہ اللہ و در سوین مرتبہ اللہ حاضر اللہ ناظر اللہ معی میں سے کوئی اللہ کہے مگر اس طرح کہ پہلے دن کے بعد اللہ حاضر ہی اور دوسری میں اللہ ناظر ہی اور تیسری کے بعد اللہ معی اور پھر ہر دس کے بعد اللہ حاضر ہی الخ عروج و

۱۳ میرے سوا خدا کے پاس کوئی نہیں ہے ۱۴ اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم ہے ۱۵ جو داہنے پستان کے نیچے ہے ۱۶ اللہ میرے پاس ہے اللہ مجھ کو دیکھتا ہے اللہ میرے ساتھ ہے ۱۷ اللہ ناظر ہی اللہ معی

نزول کے طریقہ پر پڑھے لیکن یہ ضروری ہے کہ اس ذکر کے معنی سمجھا جائے تاکہ ذکر کا شوق اور اس میں لطف حاصل ہو۔ اور مستی اور غفلت نہ پیدا ہونے پائے اس کے بعد پھر طریقہ بالا پر کلمہ طیبہ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے پھر سر کو دائیں شانے کی طرف جھکا کر لفظ اللہ کی ضرب متواتر قلب پر لگائے اور تین بار کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اور ایک ایک دفعہ کلمہ شہادت اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ دو استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھے اور مشائخ سلسلہ کی ارواح پر حضور قلب سے ایصالِ ثواب کرے اس کے بعد جتنی دیر چاہے مراقبہ کرے اور جس ذکر میں اس کو لطف آئے جمیع تک مشغول رہے اور اگر ہو سکے تو نماز فجر کے بعد مرشد کی خدمت میں حاضر ہو ورنہ ذکر و شغل و مراقبہ میں مشغول ہو جائے یا اپنے پیرو بھائیوں کے ساتھ ذکر جہر یا مراقبہ میں حلقہ کر کے شریک ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں لفظ اللہ اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں لَا اللہ کا اعادہ ٹہری تعداد میں کرے اور ذکر کر نیکی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرات طریقت کی ارواح مقدسہ کو ایصالِ ثواب کرے اور فاتحہ پڑھے اور نذر دے۔

نفی و اثبات کا اس ذکر کے علاوہ دوسرا طریقہ

بِفُحْوَالِ أَنْفِ جَسَدِ آدَمِ النّٰحْیَ چونکہ دل کو سات لطیف چیزوں سے مناسبت ہے اس وجہ سے نفی و اثبات کے ذکر کے بھی سات مرتبے تجویز کیے گئے اور ہر درجہ میں نفی و اثبات ہے پس ذکر زبانی رجو اجسام سے متعلق ہے) میں مرید کو اس طرح مشغول ہو جانا چاہئے کہ سوائے ذکر کے اور کچھ نہ رہے اور کوئی سانس بغیر ذکر کے نہ لے سکے جب سالک یہ حیثیت پیدا کر لیتا ہے تو عالم ہادیت سے تجاوز کر کے مرتبہ لطیف پر پہنچ جاتا ہے مرید کو چاہئے کہ اس ذکر یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے ذکر و فکر میں اس درجہ منہمک ہو جائے کہ بجز لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے اثبات کے تمام چیزوں کی نفی ہو جائے اگر سالک کو یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو وہ مرتبہ نفس سے خارج ہو کر دل کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ دل کا ذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے اس واسطے اسکو

ملکہ کیونکہ ایصالِ ثواب ایک ایسا عمل ہے جس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اس سے تعلق اور محبت پیدا ہو جاتی ہے اس ایصال سے اس کا قلب فیوضات شہد کا محیط ہو جائیگا جس سے اپنے مقصود میں کامیابی کی زائد توقع ہے ۱۲ شہیدؑ مراقبہ اصطلاح صوفیہ میں اپنے قلب کو غیر خدا سے صاف و پاک رکھنے اور کچھ غیر خدا کا دل میں خیال نہ لانے کو کہتے ہیں اور لغتاً محض گردن جھکا کر بیٹھنے کو کہتے ہیں ۱۲ اگر ذکر ذکر جہری سے گہرا جائے تو ذکر خفی کرے اور اس میں بھی لطف نہ آئے تو اور ذکر میں مشغول ہو اگر اس سے بھی دل کو لطف نہ آئے تو مراقبہ کرے ۱۲ شہید

عہ اللہ حاضری اللہ مناظری اللہ معی عنہ ان فی جسد آدم مضغیۃ فی المضغۃ قلبی فی القلب فوۃ فی العواید روح فی الروح سرور فی السرور فی النور نور فی النور

۱۔ اللہ کا تصور حضور قلب سے کرنا چاہئے اور اپنی ذات و صفات کو جناب باری کی ذات صفات کے ساتھ اس طرح مربوط کر دے کہ لا الہ الا اللہ سے استثناء کی نفی ہو جائے جب سالک یہ مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ تو مرتبہ دل سے متجاوز ہو کر مرتبہ روح پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ روح کا ذکر اسم کا ذکر ہے اس واسطے سالک کو چاہئے کہ اسم ذات کے ذکر میں اس طرح متوجہ ہو جائے کہ الف لام جو اللہ پر داخل ہے باقی نہ رہے اور صرف لفظ ہو رہ جائے اس مرتبہ پر پہنچنے پر سالک سر اپا ذکر ہو جائے گا اور مرتبہ روح سے ترقی کر کے مرتبہ سر پر پہنچ جائے گا۔ اور اس کے بعد اس کو ہو ہو کے ذکر میں اس قدر منہمک ہو جانا چاہیے کہ خود مذکور یعنی (اللہ) ہو جائے اور فنا در فنا کے بھی معنی ہیں اس حالت کے حاصل ہو جانے پر وہ سر اپا نور ہو جائے گا۔ اور مرتبہ بی یسوع و جی دبصو یعنی اس کو خدا کے ساتھ ایسا تعلق خاص ہو جاتا ہے کہ وہ خدا ہی کی آنکھ سے دیکھتا اور خدا ہی کے کان سے سنتا ہے حاصل ہو جائے گا۔ پھر وہ مرتبہ جس میں عبودیت و معبودیت کی حقیقت بے نقابانہ آشکارا ہو جاتی ہے یعنی مرتبہ عبودیت لا الہ الا اللہ بخوبی ظاہر ہو جائے گا۔ اس کے بعد عبادت میں اس کو کما حقہ مشغول ہونا چاہئے اور حفظ مراتب اور احکام شریعت کی بجا آوری کرے اور مسند ارشاد پر جلوہ گر ہو کر طالبان حق کے لئے راہنما ہو اور ایسی حالت پر اس کی ولایت اور مشیخت مسلم ہو جائے گی۔

فائدہ ۲۔ وصال محبوب ہونے میں جس قدر دیر ہوتی ہے اسی قدر آتش شوق میں التہاب و خواہش و صل میں زیادتی ہوتی جاتی ہے اور جو شخص استقلال و مردانگی سے جدوجہد کرے گا اس کے متعلق خدا کے فضل و کرم سے ظفر مندی و کامیابی کی امید ہے۔

پاس انفاس کا طریقہ

انسان کو ہر سانس پر ہوشیار اور بیدار رہنا چاہئے اور بغیر پاس انفاس کی مدد کے انسان کا قلب کدورتوں اور تاریکیوں سے ہرگز صاف نہیں ہو سکتا ہے اور پاس انفاس اصطلاح صوفیہ اس کو کہتے ہیں کہ سانس لیتے اور ۱۲ ولایت خدا ہی میں فنا ہونے اور اپنی بقا کو خدا کی بقا سے اور اپنے ظہور کو خدا کے ظہور سے حاصل کرنے کو کہتے ہیں ۱۲ عالم ملک اور عالم ملکوت میں خدا کے حکم سے تصرف کرنے اور اختیار پا جانے کو مشیخت کہتے ہیں اور مرتبہ مشیخت مرتبہ ولایت سے بالا ہے ۱۲ شہید ۱۲ پاس انفاس بہت سے طریقوں سے ہوتا ہے بعض لوگ ہر سانس میں اللہ اور بعض ہوا الظاہر ہو الباطن یا حی یا قیوم اور بعض حق حق اور بعض یا ہو اور بعض ہیں کہتے ہیں لیکن مقصد یعنی وصول سب سے حاصل ہوتا ہے ۱۲ شہید ۱۲ یعنی نفی کا تصور اس کے ذہن سے جاتا رہے اور صرف اللہ ہی اللہ رہ جائے اور اسی خیال پر ہر وقت قائم رہے ۱۲ شہید ۱۲

اور سانس باہر کرتے وقت جہر یا سہرا (چپکے سے یا بلند آواز سے) ذکر کرے اور سانس لیتے وقت اَللّٰہُ کہے صرف سانس سے اور سانس باہر آتے وقت کَا لَمْ کہے، لیکن ذکر سہری میں صرف سانس سے ذکر کرے اور سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ناف کو دیکھے اور منہ بالکل بند رکھے اور زبان کو ادنیٰ حرکت بھی نہ دے اور اس قدر پابندی اور استقلال چاہئے کہ سانس خود بخود بلا ارادہ ذکر کرنے لگے۔

دوسرا طریقہ سانس باہر کرتے وقت لفظ اللہ کو سانس میں لائے اور سانس لیتے وقت ھو کو اندر لائے اور تصور کرے کہ ظاہر و باطن ہر جگہ اللہ ہی کا ظہور ہے اور ذکر کی اس قدر غیر معمولی زیادتی کرے کہ سانس ذکر کی عادی ہو جائے اور حالت بیداری و غفلت میں ذکر رہے اور پاس انفاس سے بہرہ ور ہو اور ماسوئل اللہ سے قلب بالکل صاف ہو جائے چونکہ یہ ذکر قلب کو بالکل صاف اور کمزورتوں سے پاک کر کے انوار الہی کا مضبوط بنادیتا ہے اسوجہ سے اسکو اصطلاح صوفیہ میں جاروب قلب کہتے ہیں۔

فائدہ :- اگر ذکر بالکل خالی الذہن اور سادہ دل ہو اور لذت ذکر سے بالکل نا آشنا ہو تو مرشد کو چاہئے کہ اس کو اپنے سامنے مودب اور دوزانو بٹھا کر کھینچ بند کرنے اور سر جھکا کر کمر ٹھیکھی کرنے اور سینہ کو مقابل کرنے کو کہے اس کے بعد مرید کی سانس کے ساتھ سانس لے اور جب وہ سانس باہر نکالتے تو یہ بھی نکالے اس عمل سے تھوڑی دیر کے بعد خود بخود مرید لرزے لگے گا۔ یا بیتا بانہ نعرہ لگائے گا اور جو ذکر کہ مرشد کے ذہن میں ہوگا بے اختیاری سے کرنے لگے گا۔

مرید غیبی کا دوسرا علاج

اگر مرید غیبی ہو اور اس کا قلب کسی ذکر سے متاثر نہ ہوتا ہو تو مرشد کو چاہئے کہ اس کو اس کے اسم مربی کے ذکر کی تعلیم دے اور اس کے اسم مربی کے دریافت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خلوت میں اس کو اپنے سامنے بٹھائے اور خدا کے ناموں میں سے کسی نام کو اپنے ذہن میں لے اور اس کی ضرب مرید کے قلب پر چند بار لگائے اگر یہ اسم اثر نہ کرے تو اسی طرح دوسرے اسم کی ضرب لگائے اور جب تک اسم اثر نہ کرے اسم برابر بدلتا رہے۔ اور جو اسم اثر کرے اسی کو اس کا اسم مربی تصور کرنا چاہئے اور اس کا اسم اعظم بھی یہی ہے اور مرشد کو چاہئے کہ اسم کے ذکر کو سہ ضربی یا چہار ضربی کے طریقہ پر تبلیغ کرے تاکہ وہ اس کی پابندی

۱۵ تاثیر کی صورت یہ ہے کہ اس کے قلب میں سہ دریا لرزہ پیدا ہو جائے یا تمام جسم میں لرزہ پیدا ہو جائے اور اس قدر غلبہ کرے کہ اس سے ضبط نہ ہو سکے ۱۲ شبید

کر سکے انشاء اللہ تعالیٰ یہ ذکر اسکو فائدہ بخش ثابت ہوگا اور وہ نور الہی سے منور ہو جائے گا

اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان

ہر طالب کو چاہئے کہ پاس انفاس کے باوجود اسم ذات کا ورد ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ روز کر لیا کرے یہ مرتبہ انتہائی مرتبہ ہے، اگر اس پر قدرت نہ ہو تو چوبیس ہزار بار ورد کرے اس میں حکمت یہ ہے کہ آدمی دن میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے ہر سانس میں ایک ذکر ہو جائے گا۔ والذاکرین اللہ کشیر والذاکرات وہ مرد اور عورتیں جو خدا کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں، کے زمرے میں داخل ہو جائے گا اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم سے کم بارہ ہزار بار ضرور پڑھ لیا کرے کہ یہ ادنیٰ مرتبہ ہے، اس ذکر میں ذکر زبانی یقیناً ذکر قلبی کا وسیلہ ثابت ہو جائے گا۔

اور جب زبان و قلب دونوں ذکر کرنے لگیں گے تو ذکر کی ترکیب کامل ہوگی یہ ترتیب تمام سلسلوں میں ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ میں صرف ذکر قلبی پر انحصار کرتے ہیں اور معتدیوں کو اسی ذکر سے شروع کراتے ہیں۔

اسم ذات مع الضرب کا طریقہ

اسم ذات کے ذکر کی چار صورتیں ہیں ایک ضربی، دوسری، سہ ضربی، چہار ضربی، ایک ضربی کا طریقہ انکھیں بند کر کے داہنے شانے کی طرف سر کو لیجا کر پوری قوت سے لفظ اللہ کی دل پر ضرب لگانا دوسری یہ ہے کہ پہلی ضرب روح پر لگائے اور دوسری دل پر اور سہ ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے۔ دوسری بائیں گھٹنے پر تیسری دل پر چہار ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے اور دوسری بائیں گھٹنے پر اور تیسری روح پر چوتھی دل پر۔

دوسرا طریقہ

خواہ بیٹھ کر خواہ رویہ قبلہ ہو کر ایک ضربی سے ہفت ضربی تک کریں ایک ضربی اور دوسری تو طریقہ بالا پر لیکن سہ ضربی اس طرح کہ اول ضرب بائیں طرف دوسری داہنی طرف اور تیسری دل پر لگائے اور چہار ضربی میں داہنے بائیں اور سامنے دل پر بالترتیب لگائے اور پنج ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور دل پر لگائے اور شش ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور اوپر آسمان کی طرف اور دل پر

۱۔ بعضوں کے نزدیک مرید کو کم از کم چھ ہزار بار اسم کا ورد کر لینا چاہئے ۱۲ شہید :-

بالترتیب لگائے اور ہفت ضربی میں دابنے بائیں آگے پیچھے نیچے اور پر اور دل پر بالترتیب لگائے۔ اور ضرب میں فَاَیْنَمَا تَوَلَّوْا فَثَمَّ وَجْهَ اللّٰهِ جہر منہ پھیرو اور دھر ہی خدا ہے۔ کا تصور کرے اور مستغرق ہو جائے اس ذکر سے ذکر ہی خوب لذت آشنا ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا اگر آیت مذکورہ کے تصور کے ساتھ یہ ذکر پوری توجہ اور مکمل طریقہ سے کیا جائے تو استغراق اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور ہر شے سے ذکر کی آواز سنائی دینے لگتی ہے اور ان من شئی الاّ یسبح بحمدہ - کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جو خدا کی حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو، کی کامل تصدیق ہو جاتی ہے۔

چہار ضربی کا دوسرا طریقہ

قرآن شریف یا کسی بزرگ کی قبر کو سامنے کر کے رو بہ قبلہ بیٹھے اور پہلے داہنی طرف اور پھر بائیں طرف اور پھر قرآن شریف یا قبر پر اور پھر قلب پر ضرب لگائے اس ذکر سے معافی قرآنہ کا انکشاف اور کشف القبور حاصل ہو جائے گا۔

اسم ذات قلندری کا طریقہ

اگر سالک مقام ہویت پر پہنچنا چاہتا ہے تو اس ذکر کی ہمیشگی کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے اور چار زانو بیٹھ کر دونوں گھٹنوں کے بیچ میں سر کر کے ناف پر اللہ کی ضرب لگا کر سر کو بلند کرے اور گھٹنوں کو مستحکم پکڑے اور دل پر ہو کی ضرب لگائے اور گراں اسی طرح ذکر میں مشغول رہے گا تو خدا کے بہتر اوصاف اس میں پیدا ہو جائیں گے یہ ذکر اکثر مشائخ کا دستور العمل رہا ہے۔

ذکر جاروب کا طریقہ

بائیں گھٹنے سے لایہ شروع کرے اور سر کو دابنے گھٹنے پر لا کر دابنے شانے کی طرف لیجائے اور تھوڑا سا سر کی طرف جھکا کر لا الہ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اس ذکر میں دوزانو بیٹھنا چاہئے۔

ذکر حدادی کا طریقہ

طریقہ بالا پر سانس کو زور سے کھینچ کر لا الہ کا دور دابنے شانے تک پہنچا کر دونوں گھٹنوں سے

لے اس انکشاف سے اس پر قرآن کے معانی بالکل ظاہر ہو جائیں گے جس سے اس کے ایمان میں اور زائد تقویت حاصل ہو جائے گی ۱۲ شہید

کھڑا ہو جائے اور ہاتھ بلند کر کے پوری قوت سے لا الہ الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور بیٹھ جائے اور جس طرح لوہار کے ہاتھوں کی حرکت بہت تیز اٹھانے وقت ہوتی ہے اس طرح ہاتھوں کو حرکت دے۔ تاکہ لطف حاصل ہو شیخ جلال مٹھانیسری کے متعلق امام ابو الحنفیہ سے مذکور ہے کہ وہ فرماتے تھے میرے شیخ نے پسند یہ ذکر مجھ کو تعلیم فرمایا ہے دیکھا گیا ہے کہ یہ ذکر انسانی طاقت سے باہر ہے لیکن خدا کے فضل سے یہ آسان ہو جاتا ہے۔

ذکر آرزو کا طریقہ

سانس کو الٹا کر کے پوری طاقت سے لا الہ الا اللہ کا ورد راہنے کا ندھے تک پہنچائے اور سر کو پیٹھ کی طرف تھوڑا جھکا کر دل پر لا الہ الا اللہ کی ضرب لگائے۔

ذکر آرزو کا دوسرا طریقہ

پہلے آنکھیں بند کرے اور زبان کو تالو سے ملا کر الٹی سانس میں پوری طاقت سے لفظ اللہ کو ناف سے کھینچ کر اپنے شانے تک پہنچائے اور ہو کی ضرب دل پر اس طرح لگائے جس طرح بڑھی لکڑی پر آہ کھینچتا ہے۔ اور برابر سانس کو زور سے جاری رکھے اور صفات سے اجہات کا تصور کرے اور خیال کرے کہ میں دل پر آہ کھینچ رہا ہوں۔ اور خیال کرے کہ جس طرح لکڑی کا تے وقت اس سے برادہ نکلتا ہے اس طرح میرے قلب سے نور کے ذرات نکل رہے ہیں اور بدن میں پھیل رہے ہیں اور جسم سے نکل کر تمام عالم کو گھیر کر میرے اور تمام عالم کے وجود کو مستور کر رہے ہیں۔ اس ذکر میں اتنا مشغول ہونا چاہئے کہ جویت کل اور مشابہ تمام حاصل ہو جائے اور ذکر ہی اس ذکر کے لطف سے خوب واقف ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا ہے

فائدہ :- اذکار جہر یہ ہیں غذا کو استفادہ نہ کرنا چاہئے کہ ضعف اور لاغری لاحق ہو جائے بلکہ صرف چوتھائی معدہ کو خالی رکھنا چاہئے اور کھانے میں روغنیات اور مغزیات کا استعمال کرنا چاہئے تاکہ دماغ کو خشکی اور پیوست کی تکلیف نہ ہو اور راہ سلوک میں سب سے زائد مقدم اور ضروری یہ ہے کہ شیخ سے محبت و اعتقاد کے ساتھ ربط قلبی رکھے ان سب ذکروں سے ذکر دوامی مراد ہے یعنی مرید اپنے کو ہمیشہ ذکر رکھے

لہ غالباً اسی منابت سے یہ ذکر ذکرِ حادی کہلاتا ہے ۱۲ شبیرؒ غالباً اسی مناسبت سے اس ذکر کو حضرات صوفیہ ذکر آرزو کہتے ہیں ۱۲ شبیرؒ باری تعالیٰ کے صفات و جہاتِ علم قدرت حیات سمیع بصر ارادہ تکوین کلام ہیں - ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید :-

اور دنیا کے کاروبار سے قطع تعلق رکھے اور اظہار اور دکھاوے سے نفرت رکھے تاکہ یہ ذکر اس کی روح اور دل کو تازگی بخشنے اور اس کا منوس رہے۔
مشعر کارکن کار بگزار گفتار: کا مدیر رہ کاردار کار

دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں

دل میں دوسرا رخ ہیں ایک نیچے کی طرف جس کا تعلق روح سے ہے دوسرا بالائی جو جسم سے متصل ہے جب ذکر جبر میں ذکر آمد و شد تحت و فوق سے مشغول ہو جاتا ہے تو بالائی دروازہ کھل جاتا ہے۔ لیکن نیچے کا دروازہ صرف ذکر خفی (یعنی جس دم) ہی سے کھلتا ہے اور اذکار کا اصل الاصول جس دم ہے۔ حضرات چشتیہ و قادریہ نے اس کو اذکار میں شرط کیا ہے، حضرات نقشبندیہ اس کو شرط تو نہیں کرتے ہیں۔ لیکن اس کی اولویت سے ان کو بھی انکار نہیں ہے منجملہ اس کے فوائد کثیرہ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ باطنی حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور اندرونی چربی اور رطوبت فاضلہ کی تحلیل ہو جاتی ہے اور وہ رگیں جو قلب سے متعلق ہیں بہت چربی دار ہیں اور چربی ہی کے ذریعہ سے شیطان دل میں وسوسہ ڈالتا ہے جس وقت دم رک جاتا ہے تو اس کی حرارت سے جب چربی پگھلتی ہے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور شیطان کی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔

خطرات فاسدہ کا انسداد جس ذکر سے ہو جاتا ہو اس ذکر کا بیان

شیطان کی صورت بالکل اڑدے کی ہے اور اس کا پھن بہت سخت زیر پلا اور خار دار ہے جس وقت مرید کوئی گناہ کرتا ہے یا کوئی حرام چیز کھاتا ہے تو اس کی قوت اور زائد ہو جاتی ہے اور پھن کو اپنے دل کے اطراف میں گھماتا ہے جس سے اس کا زہر قلب میں اثر کر جاتا ہے اور تاریکی اور سیاہی پیدا ہو جاتی ہے اور جب مرید گناہوں سے توبہ کر کے پاس انفس میں مشغول ہو جاتا ہے تو شیطان ضعیف ہو جاتا ہے اور قلب میں نورانیت اور صفائی پیدا ہو جاتی ہے۔

فائدہ :- جب کوئی برا خیال دل میں راسخ ہو جائے اور کسی طرح دفع نہ ہوتا ہو تو اس کے دور کرنے کی یہ صورت ہے کہ دم کو ناف سے کھینچ کر قلب میں روکے اور کلمہ لا الہ الا اللہ کو دل سے نکالے اور خیال کرے کہ شیطان جو دل پر اڑدے کی طرح بیٹھا ہے لا الہ الا اللہ کی قہقی سے میں نے اس کی دم پکڑ لی اور داہنے شانے تک لائے پھر لا الہ الا اللہ کی قلب پر ضرب لگائے اور خیال کرے کہ یہ ضرب شیطان کے سر پر پڑی

اور اس کا سر پاش پاش ہو گیا۔ اور وہ دل سے باہر ہو گیا اسی طرح منواتر ضریں لگائے اگر خدا نے چاہا۔ تو بہت جلد یہ خیالات فاسدہ دفع ہو جائیں گے اور شیطان ہلاک ہو گا۔ اور دل نور ذکر سے منور ہو جائے گا۔ اس ذکر میں ملاحظہ اور حبس دم ضروری ہے اور بے حبس دم کینے بھی یہ ذکر مفید ہو گا مگر کرنا شرط ہے

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

اس ذکر کو بعض لوگ شغل نفی و اثبات کہتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان کوتالو سے لگا کر دم کو ناف سے کھینچے اور دل میں ٹھہرا دے اور کلمہ **اَللّٰہُ کُوْبًا** سے شروع کرے داہنے زانو پر لا کر شانے تک دورہ کو ختم کر کے **اَللّٰہُ** کی پوری طاقت سے دل پر ضرب لگائے پہلے دن میں دس سانسیں کھینچے اور ہر سانس میں یہ تین مرتبہ کرے اس کے بعد روز بروز درجہ ایک ایک دم زائد کرتا رہے اور **اَللّٰہُ وَتَرَوْحِبْ** **اَلْوَتَرِ اللّٰہُ طاق** ہے اور طاق کو دوست رکھتا ہے، کا لحاظ رکھے تاکہ اندرونی حرارت پیدا ہو اور چربی پگھلے اور خطرات شیطانی دفع ہوں اور اس کو تسکین ہو۔ اور جب دم کشی کی عادت ہو جائے گی تو دل پر محویت کی کیفیت ظاہر ہونے لگے گی اور تمام جسم میں حرارت جاری ہو جائے گی اور ہر عضو خود بخود ذرا کر ہو جائے گا۔ اور عشق الہی کی آگ دل میں روشن ہو جائے گی مگر خطرہ کی مدافعت اور کشش دم کے واسطے یہ ضروری ہے کہ معدہ غذا سے خالی ہو۔ اور ابتدا میں اس کی بہت ضرورت ہے۔

فائدہ :- حبس دم میں ٹھنڈی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے مثلاً ٹھنڈی ہوا ٹھنڈے پانی وغیرہ سے بچنا چاہئے کیونکہ خوف ہے کہ یہ ٹھنڈک دل کی گرمی کو ٹھنڈا نہ کر دے اور مرض اور بیماری کے خوف سے گرم چیزوں سے بھی پرہیز کرنا چاہئے اور نہ اس قدر سیر ہو کر کھائے کہ مضمل ہو جائے اور نہ اس قدر کم کھائے کہ ضعیف ہو جائے۔

نفی و اثبات کے حبس کا دوسرا طریقہ

چاہئے کہ تنہائی میں چار زانو بیٹھ کر آنکھیں بند کر لے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے

سے اس میں بھید یہ ہے کہ ناف جو انسان کے وسط میں ہے اسی طرح نفس کا مقام ہے جس طرح مضنہ صنوبری دل کا پس جب دہاں یہ نفی شروع کی جائے گی اور دماغ تک پہنچائی جائے گی تو جو چیزیں بیچ میں واقع ہوں گی متاثر ہوں گی اور حجاب ان سے اٹھ جائے گا شہید

پاس کی انگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑے اور ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھے پھر دم کو ناف سے کھینچ کر دل کی طرف لاکرام الدماغ میں ٹھیرائے اور بغیر زبان کو حرکت دئے ہوئے غور فکر کے ساتھ لفظ لا کوناف سے کھینچ کر روح کی طرف لاکر لفظ لا کو دماغ تک پہنچا کر باہر لائے اور دل پر لا لا اللہ کی ضرب لگائے اسی طرح ایک سانس میں پانچ یا سات مرتبہ کہے پھر آہستہ سے سانس باہر کرے اور ہر بار باہر کرتے وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد خدا کے رسول ہیں خدا ان پر صلوٰۃ و سلام بھیجے کا تصور کرے اور آنکھیں کھول کر لا مجبوت لا اللہ کوئی سوا خدا کے پیارا نہیں ہے کا تصور کرے اور سانس لیتے وقت آنکھیں بند کر لے اور لا موجود لا اللہ کوئی موجود حقیقی سوا لے خدا کے نہیں ہے کا تصور کرے اور آہستگی سے سانس روکے اور اسی طرح ہر دن دس سانسیں لے اور ہر روز ایک ایک بار زائد کرتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ ایک سانس سے ایک سو اکیس مرتبہ ذکر کر سکے اس وقت دروازہ قلب کا کھل جائے گا۔ اور نور مشاہدہ سے قلب منور ہو جائے گا۔

شغل سہ پایہ دورہ ہشتیہ کا طریقہ

شغل سہ پایہ یہ ہے۔ اللہ سَمِیعُ اللہ بَصِیرُ اللہ عَلِیمُ (خدا دانا اور بینا اور سننے والا ہے) کا ذکر کرے اس ذکر کو اکثر حضرات مشائخ نے کیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ جائے اور سُلْطَا ناً نَصِیراً (مددگار اور محمود شہنشاہ) کا تصور کرے۔ اور سانس کو روک کر اور ناف سے لیکرام الدماغ تک پہنچائے جب سانس ام الدماغ میں پہنچے تو اللہ سَمِیعُ (اللہ سنتا ہے) کہے اور بی یسمع (میرے ہی ذریعہ - سنتا ہے) کا تصور کرے پھر ناف پر اللہ عَلِیمُ (خدا دانا ہے) کہے اور بی یُنطق (میرے ہی ذریعہ سے بولتا ہے) کا تصور کرے پھر سے شروع کرے اور ام الدماغ میں اللہ عَلِیمُ اور ناف پر اللہ سَمِیعُ عروج و نزول کے طریقہ پر کہے یہاں تک کہ ایک سانس میں ایک سو ایک بار شغل سہ پایہ کرنے لگے تو جمال الہی سے فیضیاب ہو جائے گا اور چونکہ اس شغل میں آٹھ چیزوں کا تصور شرط ہے اس واسطے اصحاب شطاریہ اس کو ہشت رکنی بھی کہتے ہیں۔ شعر

برزخ ذات و صفات و شد و مد و تحت و فوق فی نماید طالبان و کل نفس ذوق و شوق

اس شغل میں جو احوال منکشف ہوتے ہیں ان کو بیان کرنا بے ادبی ہے لیکن اس میں تین احوال

۱۔ صفات سے مراد صفات اجبات ہیں جن کو ہم ادب پر بیان کر چکے ہیں اور برزخ سے واسطہ مرشد اور ذات سے اسم ذات مراد ہے ۲۔ شہید

ذاتی ہیں۔ اول قرب نوافل، دوسرے قرب فرائض تیسرے نہ قرب نوافل اور نہ قرب فرائض بلکہ سالک کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعین عین ذاتِ باری کا تعین ہے۔

فائدہ: قرب کی دو قسمیں ہیں قرب نوافل اور قرب فرائض۔ قرب نوافل اس کو کہتے ہیں کہ سالک سے انسانی صفتیں زائل ہو جائیں اور خدائی اوصاف حاصل ہو جائیں جیسے قم باذن اللہ کہہ کر کسی مردے کو زندہ کر دینا اور پھر اس کو ہلاک کر ڈالنا اور بہت دور کی بات سن لینا یا دور کی چیز کا معائنہ کر لینا اور قرب فرائض اس کو کہتے ہیں کہ انسان تمام موجودہ چیزوں کے ادراک سے فنا ہو جائے اور اس کی نظر میں سوائے وجود الہی کے کچھ باقی نہ رہے اور فنا فی اللہ کا یہی مطلب ہے اور یہ قرب فرائض کا ثمرہ ہے۔

شغل سُلطاناً نصیراً کا طریقہ

خواجہ معین الدینی سے روایت ہے کہ اس شغل کے فوائد بہت ہیں خصوصاً خطرات کے انسداد میں عجیب و غریب تاثیر رکھتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ صبح شام کو رو بہ قبلہ دو زانو بیٹھے اور اطمینان خاطر سے دونوں آنکھیں یا ایک آنکھ بند کر کے دوسری آنکھ سے ناک کے نٹھنے پر نظر ڈالے اور بغیر پلک جھپکائے جس طرح چراغ یا ستارہ کی روشنی کو دیکھتا ہے غیر معین نور کا تصور کرے اور استغراق اس پائے کا کہ وہ محو ہو جائے ابتدا میں تو آنکھوں میں ضرور تکلیف ہوگی اور پانی بہے گا۔ لیکن چند دن کے بعد جب عادت پڑ جائے گی تو یہ تکلیف جاتی رہے گی اور اس کو اپنی صورت جس طرح آئینہ میں نظر آتی ہے نظر آنے لگے گی اور نور الہی سے منور ہو جائے گی۔ اور بطف و مذاق اس کی حیثیت کے مطابق ہو جائے گا۔

شغل سُلطاناً محموداً کا طریقہ

جس طرح سلطان نصیر کے ذکر میں نتھنوں پر نظر رکھتے ہیں اسی طرح اس شغل میں دونوں بھوؤں کے بیچ میں نظر رکھتے ہیں اس شغل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذکر کو اپنا سر نظر آنے لگتا ہے اور جب سر نظر آنے لگتا ہے تو عالم بالا کے حالات سے مطلع ہو جاتا ہے

شغل سلطان الذاکر کا طریقہ

سالک کو چاہیے کہ تنگ و تاریک حجرے میں جس میں شور و غل کی آواز نہ آتی ہو داخل ہو کر درود و

استغفار اور اعوذ بسم اللہ پڑھ کے اللہ اعطینٰ نُورًا الخ اللہ مجھ کو نور دے اور میرے واسطے نور کر دے اور میرا نور بڑھادے اور خود مجھ کو نور کر دے) تین بار حضور قلب اور تصور سے کہے اس کے بعد لیٹ کر یا بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر اپنے بدن کو ہلکا کرے اور مردہ تصور کرے اور از سر تا پا متوجہ اور باہمت ہو جائے اور جب سانس لے تو اللہ کا اور جب سانس باہر نکالے تو لفظ ہو کر تصور کرے اور خیال کرے کہ سانس لینے اور باہر کرتے وقت ہر ہر بال سے لفظ ہو نکل رہا ہے اور اس ذکر میں اس طرح منہمک ہونا چاہئے کہ اپنا خیال بھی جاتا رہے اور ہوالحی القیوم (خدا زندہ اور قائم ہے) کا ہر وقت تصور قائم کرے اس کا نتیجہ چند روز کے بعد یہ ہوگا کہ جسم کا ہر ہر روال اور ہر ہر بال ذکر ہو جائے گا اور انوارِ تجلی سے منور ہو جائے گا۔

ذکر سلطان الاذکار کا طریقہ

حواس خمسہ کو روئی یا انگلی سے بند کر کے دم کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر ام الدماغ میں روکے اور وہاں سے دلِ مدور میں لیجا کر اسم ذات کے ذکر قلبی کے ساتھ قلب صنوبری سے آواز حدیث کے سننے کے ضمن میں اس نقطہ درخشندہ کے خیال میں جو دلِ مدور میں ام الدماغ میں واقع ہے بعضے اس کو لطیفہ اخفی کہتے ہیں شغل رکھے یہاں تک کہ یہ نقطہ اس قدر وسیع اور چوڑا ہو جائے کہ تمام جسم منور ہو جائے اور اس کے بعد عرش سے زمین تک مخفی نور سب نور دکھائی دے اور اس نور میں حق اور ملائکہ کی صورتیں دکھائی دینے لگیں جب سالک اس طریقہ کو حاصل کر لیتا ہے تو اپنی حقیقت کو جو د عالم میں متصرف خود دیکھنے لگتا ہے اس مقام میں سالک کو اپنی صفات کو صفات باری سمجھنا چاہئے واللہ یزیرنی من یشاء و خدا جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے)

شغل سردی کا طریقہ

طریقہ بالا پر آنکھوں اور کانوں کو انگلیوں سے بند کر لے اور حواس خمسہ کو جمع کر کے خیال کرے کہ دماغ کے اوپر سے پانی گرنے کی آواز آرہی ہے اور اس کے سننے میں پوری سمیت سے مشغول ہو کسی نے کہا ہے۔

۱۱ بلکہ بہتر یہ ہے کہ ذکر کسی حوض میں غوطہ لگا کر اس عمل پر عمل ہو ۱۲ شہید

۱۳ بعض لوگ اس ذکر کو بخیر و سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں ۱۴ شہید ۱۵ حواس خمسہ دیکھنے سننے سوچنے چکھنے اور چھونے کی قوت کو کہتے ہیں ۱۶

عہ اللہ اعطینٰ نُورًا ۱۷ و اجعل لی نُورًا ۱۸ و اعظم لی نُورًا ۱۹ و اجعل لی نُورًا ۲۰

شعر در راہ عشق و سوسہ امین بسے امت : ہشدار گوش دل بہ پیام سر دشن دار
اور کسی وقت اس سے غفلت نہ کرے چند دن میں اس آواز کو اس قدر قوت حاصل ہو جائے گی کہ بغیر کان بند
کئے یہ آواز سنائی دے گی اور کوئی شور و شغل نہ مانع ہو سکے گا اور جب یہ ذکر تمام بدن میں سرایت کر جاتا ہے
تو تمام جسم سے گنبد کی ایسی آواز آنے لگتی ہے اس آواز کو اصطلاح صوفیہ میں صوت حسن و ہمیں کہتے ہیں جیسا
کہ قرآن شریف میں ہے وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِآيَةِ رَحْمَتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ آواز میں پست ہو گئیں تو تم سوائے
پست آواز کے کچھ نہیں سنتے ہو بعض لوگ کہتے ہیں یہی آواز تھی جو موسیٰ (عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلِیْہِ السَّلَام) نے
درخت سے اپنے تمام جسم میں سنی تھی اور یہ آواز ان پر رومی کے نزول کی دلیل تھی۔ اور اولیائے کرام
بھی اس آواز سے الہام کا فخر حاصل کرتے ہیں اور عارفوں نے بھی کسی آواز سے وصال حق حاصل کیا ہے۔
یہ آواز پابندی سے غالب ہو جاتی ہے اور کبھی گھٹنے کی ایسی آواز آنے لگتی ہے حضرت حافظؒ
فرماتے ہیں بیت

کس ندانست کہ منزل کہ آن یار کجاست

ایں قدر بہت کہ بانگ جبر سے می آید

اور کبھی دوسرے قسم کی آواز سنائی دیتی ہے یہ ذکر مکمل حاصل ہو جانے کے بعد سلطان ذکر ہو
جاتا ہے۔ اور کڑک اور گرج کی آواز ظاہر ہوتی ہے اور تمام جسم کا پٹنے لگتا ہے اور بے خودی
اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کبھی چاند سورج اور بجلی کی روشنی کی طرح روشنی
دکھائی دیتی ہے۔ لیکن سالک کو ان انوار کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ نور ذاتِ علیہ السلام کی
طرف خیال رکھنا چاہئے۔

شغل بساط کا طریقہ

ام الدماغ میں آفتاب کی طرح ایک منور نقطہ ہے جس کو دل مدور اور حضرات صوفیہ اس کو اخفی
کہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ یہ شغل حضرت معین الدین چشتیؒ کو آن حضرت صلعم سے بلا واسطہ پہنچا ہے اور اسی

سلسلہ کسی کو نہیں معلوم کہ اس شرف کے رہنے کی جگہ کہاں ہے بعض وقت عرف گھنٹے کی آواز آتی ہے ۱۲ شہید سلسلہ کبھی بھڑکی اور کبھی طائر کی اور کبھی ڈھول کی
طنبورے کی یا اور کبھی دیگر کے ابلنے کی آواز اور اسی طرح کی مختلف آوازیں گوش زد ہوتی ہیں ۱۲ شہید سلسلہ اس مقام
کو اصطلاح صوفیہ میں کشاکش کہتے ہیں جب سالک اس مقام سے ترقی کر جاتا ہے تو کشاکش دینا سے گویا نجات پا جاتا
ہے۔ شیخ عبدالقدوسؒ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت جلیل بغدادیؒ کو تین سال میں حاصل ہوا تھا اور یہ چار برس سے کم میں حاصل نہیں ہو سکتا

ع وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا۔

شغل کی برکت سے معین الدین چشتیؒ کو باطنی معراج حاصل ہوئی تھی اسی بنا پر کہا جاتا ہے العلم نقطۃ علم ایک نقطہ ہے، اس شغل کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے اور زبان کو تالو سے لگا کر ام الدماغ میں روک کر گردہ ہو سٹو کو سر منی سرخی مائل آفتاب کی طرح خیال کرے کہ یہ تمام جسم کو پھیلا کر حاوی ہو گیا ہے۔ گویا اس کا جسم فنا ہو گیا ہے اور اس کی جگہ پر گردہ ہو کہ بے جہت اور بے کیف ذات کا عین ذات ہے، قائم ہو گیا اور اس مرتبہ فنا کا نام رویت تجلی ذات اور لاہوت محمدی ہے۔ اس شغل میں اگر زرد نور دکھائی دے تو نور نفس و ناسوت اگر سرخ دکھائی دے تو نور ملکوت اور اگر سبز نظر آوے تو نور جبروت اور اگر سیاہ نظر آئے تو نور لاہوت ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یہ خدا کی عنایت ہے جس پر چاہتا ہے کرتا ہے۔

تیسری فصل ان نوار و مراقبات کے بیانیہ میں جو کہ اور مراقبہ کیمالت میں ظاہر ہوتے ہیں

مراقبہ کا طریقہ۔ جب انوار جہر یہ و سر یہ سے سالک منور ہو جاتا ہے۔ اور اس کی رگ و پے میں ذکر ترات کرجاتا ہے اور ایک محویت اور بے خودی پیدا ہو جاتی ہے تب اس کو مراقبات کی تعلیم دیجاتی ہے اور مراقبہ کی چند قسمیں ہیں جن سے طالب کو فائدہ ہو اور جو اسے منزل مقصود تک پہنچائے اس پر عمل کرے اس میں سے چند ہم بیان کرتے ہیں۔

مراقبہ کا طریقہ

روزانہ جس طرح نماز میں نشست ہوتی ہے، بیٹھ کر سر کو گھٹنے پر رکھ کر قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کر کے خدا کی درگاہ میں حاضر کرے اور تعوذ یعنی (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) اور تسمیہ یعنی (بسم اللہ الرحمن الرحیم) کے بعد اللہ صمدی، اللہ ناظری، اللہ معی۔ کہہ کر مراقب ہو کر اس کے معنی کا تصور کرے اور خیال کرے کہ خدا حاضر و ناظر ہے اور ہمیشہ میرے ساتھ ساتھ ہے اس خیال میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ غیر خدا کا یہاں تک کہ اپنا بھی خیال دل سے نکل جائے اور اگر یہ خیال تھوڑی دیر میں زائل ہو جائے تو یقین کرنا چاہئے کہ مراقبہ نہیں ہے ابتداء میں مراقبہ میں زحمت ہوتی ہے لیکن عادت ہو جانے پر کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ اس سے رجوع مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس

سہ جو چیز مطلوب حقیقی، تک پہنچائی والی ہو اس کے خیال رکھنے کو مراقبہ کہتے ہیں تو مراقبہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مد نظر رکھنے کو کہتے ہیں اور مراقبہ خاص یہ ہے کہ خدا کی ذات میں اس قدر فکر کرے کہ اپنے سے بے فکر اور بے خبر ہو جائے، شہید

مرتبہ تک رسائی تدریجاً ہوتی ہے اس وجہ سے ابتدا میں عاجز ہو کر چھوڑ نہ دینا چاہئے۔
شعر
سمہ کارے کہ بہت بستہ گردو : اگر خارے بود گلہ دستہ گردو

دوسرا مراقبہ

جن امراض قلبی کی وجہ سے دل غیر خدا کی طرف متوجہ رہتا ہے ان کے اسباب تین ہیں ایک حدیث نفس یعنی بقصد اپنے دل سے جلوت اور خلوت میں باتیں کرنا۔ دوسرے خطرہ جو بلا قصد دل میں پیدا ہو جاتا ہے، تیسرے نظر بغیر یعنی کثیر التعداد چیزوں کی واقفیت ان امراض کا اصلی علاج شغل باطنی ہے۔ لیکن اس کی چند صورتیں ہیں حدیث نفس کی صورت میں اسم ذات اور خطرہ میں اسمائے صفات اہیات کا دل میں تصور کرے اور دل کی توجہ مرشد کی طرف رکھے۔

مراقبہ رویت

خدا کی رویت کا تصور کرے اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی کیا نہیں جانتا ہے کہ خدا دیکھتا ہے پر غور کرے اور اس پر یہاں تک مواظبت کرے کہ اس صورت کے دیکھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے۔
مراقبہ معیت وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَما کُنْتُمْ۔ (جہاں کہیں تم ہو خدا تمہارے ساتھ ہے) معنی کے ساتھ تصور کرے اور یقین کرے کہ خلوت و جلوت بیماری صحت غرض ہر حالت میں خدا میرے ساتھ ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے

مراقبہ اقربیت

نَحْنُ اقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ جَبَلِ الْوَدید (ہم انسان کے رگ گلو سے بھی زائد قریب ہیں) پر تصور معنی کے ساتھ غور کرے اور اس خیال میں محو ہو جائے کہ خدا مجھ سے قریب ہے۔
مراقبہ وحدت ہمہ ادست اور ہوا الاول ہوا الاخر اس کا وجود ہر جگہ جلوہ فرما ہے اور ابتداء اور انتہا میں وہی ہے زبان سے کہے اور تصور کرے کہ اس کے سوا کوئی نہیں ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے۔
مراقبہ فنا کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَاَن الْاٰیۃ۔ (دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں اور بزرگ خدا باقی رہے گا۔) کے معنی کے تصور

۱۲ شہید جو کام بہت کے ساتھ کیا جائے اس میں اگر کانٹے ہوں گے تو گلہ متے ہو جائیں گے ۱۲ شہید

عہ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَاَن دَیِّقًا وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط

کے ساتھ خیال کرے کہ تمام چیزیں فنا ہو جائیں گی اور ذات باری جو بے عیب ہے ہمیشہ رہیں گی اور چشم دل سے دیکھے اور اس خیال میں محو ہو جائے تاکہ اس کے معنی اور بھی منکشف ہو جائیں اور اس کے وجود کو فنا اور علم و عقل کو اضمحلال حاصل ہو۔

دیگر مراقبات بہت ہیں

جیسے اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَوَجَّهَ اللّٰهُ - (جدید منہ پیرا دھری خدا ہے) اور كَانَ اللّٰهُ عَلَيْكُم مَّرْقُبًا (خدا تمہاری حالتوں کا معائنہ فرماتا ہے) اور وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ (خدا ہر چیز کو احاطہ کیے ہوئے ہے) اور فَاَنْفُسُكُمْ اَفَلَا تَنْصَرُوْنَ (خدا تم میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو۔)

دوسرا مراقبہ

بعض لوگ آنکھ کھول کر آسمان کی طرف یا اپنے سامنے دیکھتے ہیں اور پلک نہ بند ہونے کی کوشش کرتے ہیں اس شغل میں انوار الہیہ متجلی ہوتے ہیں اور ایک پلک سے آگ نکل کر تمام جسم کو گیر لیتی ہے اور عشق خدا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ مراقبہ ہو اہل تاتا ہے۔ بعض حضرات نظر ہوا پر کر کے مدتوں عالم تحریر میں رہتے ہیں صراقبہ - ننگ و تار یک حجرے میں بیٹھ کر آنکھ کھول کر ہوا میں ایک جگہ دیکھے اس سے انوار الہی ظاہر ہوں گے اور وصال حق نصیب ہوگا۔

صراقبہ - بعض لوگ خاموش رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ میں موجود نہیں ہوں بلکہ اسی کا وجود ہے اگر پوری توجہ سے اس پر غور کرے گا تو حجاب الحقیق و زحقی الباطل کے مطابق خودی کا خیال دل سے نکل جائے گا۔ اور یہ راستہ بہت قریب کا ہے۔

صراقبہ - بعض لوگ ذات باری کو صاف اور روشن پانی کا دریا تصور کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا قطرہ خیال کرتے ہیں اور اس میں مستغرق ہو جاتے ہیں

صراقبہ - بعض اس نور مطلق کو نور غیر تنہا ہی کا دریا فرض کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا ایک قطرہ مستہک خیال کرتے ہیں۔

۱۔ ہوا میں سرعظیم یہ ہے کہ مستقیم اور مستقیم ہے اور قول اللہ کافی خلق الرحمن من تفاوت اسی کلام کا مہر ہے اور ہوا عالم خدا اور عالم صفات ہے کون و مکان یعنی مشرق ہزار عالم اسی ہوا میں ہیں اور ہوا سے گذر کر سبحان و لا مکان ہے جس کا۔ الرحمن علی العرش السوی اور تو ہوا کہتا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ ہوا کیا چیز ہے ۱۲ ارشاد الطالین ۱۵ حتی آگیا اور باطل فنا ہو گیا ۱۲ مولانا صغی اللہ شہید:

ہر اقبہ بعض اس کو ظلمت محض اور اپنے کو تاریکی میں زائل ہو جانے والا سایہ تصور کرتے ہیں غرض یہ مثالیں اس وجہ سے فرض کی جاتی ہیں تاکہ مادی اور کوتاہ عقلمیں اس کو تصور کر سکیں ورنہ ذات مطلق جو بے کیف و بے چوں اور تمام دنیاوی لوازم سے خالی ہے اور اس سے کوئی نسبت بھی نہیں رکھتی ہے۔ ان تمثیلات سے پاک اور بری ہے تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیراً اور ان تمام حیلوں اور طریقوں سے غرض اپنے مبہوم مستحق کو فنا کرنا ہے کیونکہ یہ وجود عین حقیقت کے مشاہدہ سے سالک کو روکتا ہے جس قدر سالک استغراق اور نحویت کی زیادتی کی وجہ سے اپنی ذات سے فنا ہو جاتا ہے اسی قدر حال حق نصیب ہوتا ہے۔ غرض سالک کو اپنے افعال و صفات اور وجود کو جناب باری کے صفات افعال اور وجود سمجھنا چاہئے اور اسی میں مستغرق رہے تاکہ اس کی حقیقت اس پر منکشف ہو جائے اور منزل مقصود تک پہنچ جائے۔

فائدہ ۱۰۔ جب مذکورہ بالا ذکر جہر یہ اور سر یہ سے مرید ترقی کر جاتا ہے اور درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے تو اس پر معنوی و حقیقی رحس کو ذکر روحی اور سری اور ذکر مشاہدہ و معائنہ کہتے ہیں (منکشف ہو جائے تو وہ اس مقام میں غلبہ نور اور خدا کی عظمت سے بہوش ہو جائے گا۔ ہوش میں آنے پر سالک کو اپنے کو عاجز اور کم حیثیت سمجھنا چاہئے اور ترقی کا آرزو مند ہونا چاہئے اس کے بعد نور جمالی ظہور فرمائے گا اس نور کا غلبہ اس کے حواس خمسہ کو بیکار اور مضطرب کر دے گا۔ اور باطنی آنکھ کے غلبہ کی وجہ سے اس نور کو ظاہری آنکھ سے دیکھے گا۔ اگر یہ اس کے دل میں ٹھہر جائے گا۔ اور قرار پکڑ لے گا۔ تو اس کا ارادہ اور کام خدا کا ارادہ اور کام ہو جائے گا۔ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ دِكْضًا سَنُفَضِّلُ اس کے تمام افعال خدا ہی سے ہوں گے اور تمام چیزوں میں خدا کے وجود کو پائے گا۔

۱۔ خدا ان تمام چیزوں سے بالاتر اور پاک ہے ۱۲ شہیدؒ بے ہوشی کی درجہ تیس ہیں ایک تو بے حس و ادراک ہو جانا اور دوسرے نیند یا نشہ کی کیفیت کا پیدا ہو جانا ۱۲ شہیدؒ جب حضرت موسیٰ کے ایسے حلیل القدر رسول ایک ادنیٰ تجلی میں بے ہوش ہو کر سپاڑ پر گر پڑے تو یہ بیچارہ کس طرح متحمل ہو سکتا ہے اس کا تو بے ہوش ہو جانا اور ہوش و حواس کا زائل ہو جانا یقینی ہے مولانا محمد صبغت اللہ صاحب شہید لکھنوی فرنگی محل ۱۲؎ تمام موجودات کو خدا گھیرے ہوئے ہے یعنی دنیا اسی کے قبضہ اقتدار میں ہے اور اس کے علم سے کوئی شے باہر نہیں ہے اور تم جہاں کہیں اور جس حالت میں ہو خدا تمہارے ساتھ ہے ۱۲ شہیدؒ اس مقصد کو شیخ المتوفین حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے اپنے شعر میں بیان کیا ہے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ۲۰ ہر درختے دفتر است معرفت کردار۔ یعنی سبز درختوں کے چہرے چھوٹے پتے عقلمند اور سالک کی نظر میں خدا کی جاننے کے ایک ایک دفتر ہیں وہ انہیں پتوں میں خدا کو دیکھتا ہے یہی ہمہ اوست کے معنی میں ۱۲ شہیدؒ

اور اس کی توجہ خدا ہی کی طرف ہوگی یہ مرتبہ قرب نوافل و مقام مشاہدہ کا ہے اور اس کی کوئی حد نہیں ہے اس میں سالک بھی ہوئی چیزوں سے بنائے والے یعنی خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جب سالک اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اور اس میں کمال حاصل کر لیتا ہے اس کو مجذوب کہنے لگتے ہیں۔ اور

وَلِيَّ يَسْمَحُ وَيَلِيَّ يَنْطِقُ وَيَلِيَّ يَمْشِي وَيَلِيَّ يَعْقِلُ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا وَلَا أَدْرُكُ أَيْتَ اللَّهِ فِيهِ شَعْرٌ - علم حق در علم صوفی گم نشود : این سخن کے باور مردم شود

اس مرتبہ میں انوار تجلی کبھی اجسام کی طرح سالک پر ظاہر ہوتے ہیں تو اس کو چاہئے کہ ان انوار کو انوار الہی خیال کرے اگر اس حالت پر سالک ٹھہر جاتا ہے تو وہ اس سے بلند مرتبہ میں پہنچ جاتا ہے اور تجلی ذاتی اس کے قلب کو حاصل ہوتی ہے اس تجلی میں اس نور کو بے نظیر و بے مثال دیکھے گا اور خدا کے وجود کو جانے گا۔ اور جناب باری کو بے حجاب دیکھے گا۔ اور اس سے یا اور دوسروں سے جو افعال و اوصاف صادر ہوں گے ان کو جناب باری کے اوصاف و افعال خیال کرے گا۔ جو عالم سے ظاہر ہوتے ہیں یہ مقام قرب فرائض کا ہے اس مرتبہ میں کمال حاصل کر لینے کے بعد سالک مجذوب سالک کہلاتا ہے یعنی صفات باری اور اس کی ہستی کو دنیا کی ہر چیز میں مشاہدہ کرتا ہے مَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا وَرَأَيْتَ اللَّهَ فِيهِ اس مشاہدہ کی کوئی حد نہیں ہے اگر اس مرتبہ سے مزید ترقی حاصل ہو اور تجلی ذات یا تجلی صفات خدا کے فضل سے اس پر ہوں تو اس کو ان تجلیات میں مستغرق ہو جانا چاہئے اس تیسری مرتبہ میں سالک ہمہ تن صانع ہو جائے گا اور کوئی صنعت نہ رہے گی اور اَللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ کا اس سے ظہور ہوگا اور مَعْرِفِ نَفْسِهِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ کا اسرار اس پر منکشف ہو جائے گا۔ اور خدا کی ہستی کے سوا اس میں کچھ نہ رہے گا۔ اور فنا ہو جائے گا اَللَّهُ كُلِّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ کا اس پر ظہور ہوگا۔ اور حق محض باقی رہ جائے گا۔ اگر اس جگہ اَلَا تَكُنْ كَالصُّورِ کرے گا نور روح کو جو خدا کا نور ذاتی ہے۔ بے نقاب دیکھے گا اور رَأَيْتُ رَبِّي بِرَبِّي : ۴

۴ حاشیہ صفحہ گزشتہ پر دیکھئے۔ ۱۔ یعنی میرے ہی ذریعہ سے سنتا ہے دیکھتا ہے بولتا ہے پکڑتا ہے چلتا ہے اور ادراک کرتا ہے میں کوئی چیز نہیں دیکھتا جس میں خدا کا جلوہ دکھائی دے ۲۔ شہید ۳۔ خدا کا علم اس کے علم میں غائب ہو جاتا ہے یعنی دونوں علم مخلوط ہو جاتے ہیں لیکن اس کہنے کو ہر شخص یقین نہیں کر سکتا ۴۔ شہید ۵۔ میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جس میں خدا کا جلوہ نہ دکھائی دے ۶۔ شہید ۷۔ آگاہ ہو جاؤ کہ خدا تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے سب چیزیں اس کے قبضہ اقتدار میں ہیں ۸۔ شہید ۹۔ جس نے اپنے کو پہچان لیا اس نے اپنے پروردگار کو جان لیا خود انسان خدا کی صفت اور خدا کی قدرت کا ایک کامل نمونہ ہے اس وجہ سے اگر اپنی حالت پر غور کرے گا تو اس پر قدرت (باقی صفحہ ۳۴ پر)

اس پر شاہد ہے سالک خدا کو اس کے نور ذات کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور اپنے کو درمیان میں نہیں پاتا اور اسی کو فنا کہتے ہیں۔

فنا کے مراتب کا بیان

فنا کے چند درجے ہیں اور ہر ایک درجہ کی ایک معین حد ہے جس طرح ذکر جسم، ذکر نفس، ذکر روح، ذکر سر، ذکر کے پانچ درجے ہیں (جن کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے)۔ اسی طرح فنا کے بھی پانچ درجے ہیں۔ اول مرتبہ غلبہ ذکر ربانی (جس کو ذکر حسی کہتے ہیں اس کے غلبہ کی وجہ سے بُرے اخلاق رجو نفس امارہ کی صفیتیں ہیں) صفات حمیدہ (جس کا شرع نے حکم دیا ہے) میں فنا ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ ذکر فکری کے غلبہ سے (جس کو ذکر نفسی کہتے ہیں) نفسانی خواہشیں اور رجو نفس کو امہ کی صفیتیں ہیں وہ امکانی خواہش میں فنا ہو جاتی ہیں تاکہ وہ احکام شرع کی مضبوطی سے پابندی کر سکے اور مکاشفہ اور الہام کا طریقہ رجو نفس بہم کا مقام ہے منکشف ہو جاوے، تیسرے ذکر قلبی کے غلبہ کی وجہ سے موجودات کے اوصاف و افعال موجود مطلق (یعنی اللہ) کے اوصاف و افعال میں فنا ہوں تاکہ ہر شے میں افعال حق کا جلوہ نظر آئے اور اطمینان قلبی (کہ نفس مطمئنہ کا مقام ہے) حاصل ہو جاوے، چوتھے ذکر روح کے غلبہ میں (جس کو مشاہدہ کہتے ہیں) کثرت خدا کی یکتائی میں فنا ہو جائے۔ یہاں تک کہ سالک کے مشاہدے میں ذات مطلق کے مشاہدہ کے سوا کچھ نہ ہو یہ مرتبہ مشاہدہ کا ہے۔ پانچویں ذکر سری کی زیادتی میں جو لذت اذکار اور معائنہ اور خلق سے نفرت کرنے کو کہتے ہیں۔ خود سالک ذات مطلق میں فنا ہو جائے یہ معائنہ ہے اور رضائے سالک یہی ہے کہ اپنے وجود کو کسی سبب سے اپنے میں نہ پائے پھر کیونکہ اگر پائے گا تو فنا فنا نیت بھی فنا ہو جائے گی اور فنا الفناء کا مصداق بنے گا اس مقام میں علم سالک اور اس کی ذات وغیرہ کچھ باقی نہیں رہتی رتھی لے صبح الشمس وقت وقت کی طرف اشارہ ہے۔

رہیقہ ۱۷) کے اسرار منکشف ہو جائیں گے اور وہ اپنے صانع کو دریافت کر لے گا ۱۲ شبید ۱۷ تمام موجودہ چیزیں مٹ جائیں گی لیکن خدا موجود بھی فنا نہ ہوگا ۱۲ شبید ۱۷ اس وقت بھی ویسا ہی ہے جب پہلے تھا اور پہلی حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا ۱۲ شبید ۱۷ میں نے اپنے پروردگار کو اپنے پروردگار سے دیکھا ۱۲ شبید

یعنی نفس جس کے اثر سے انسان بُرے کاموں میں مشغول ہو جائے اور اپنے پروردگار کو بھول جاتا ہے تو جاتا ہے اور انسان کوئی ایسی خواہش نہیں کرتا جو ناجائز اور مذموم ہو بلکہ اس کی خواہشیں وہی ہوتی ہیں جو خدا کی خواہشیں ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شبید

اور مَنْ سَأَلَنِي فَقَدْ سَأَلَنِي الْحَقَّ کا ظہور ہوتا ہے۔

شعر تو دریں گم شود کہ توحید ایں بود گم شدن گم کن کہ تفسیر دیاں بود

سالك اس مرتبہ میں سیر الی اللہ جو اس کا مقصد ہے اور سیر فی اللہ جس کا اس کو تصور ہے تمام کر کے مقصد اصلی حاصل کر کے تمام موجودات کی علت اپنے ظہور کو جانتا ہے یعنی وجود سالك بالکل فنا ہو جاتا ہے حضرت بایزید بطنائی اسی مقام پر فرماتے ہیں کہ میں جب تک غائب تھا اسے ڈھونڈتا تھا اور اپنے کو پاتا تھا اس وقت تیس سال سے جب اپنی تلاش کرتا ہوں تو خدا کو پاتا ہوں اس مرتبہ کی تجلی اگر سالك پر ایک بار بھی پڑ جائے تو ولی کامل ہو جائے مگر یہ مرتبہ بہت کم ظاہر ہوتا ہے بعض حضرات کے نزدیک ایک ہفتہ میں یا دو لمحہ یا ایک دن میں ایک دو لمحہ ظاہر ہوتا ہے تین دن یا کم زیادہ اور یہ عارف کی حالت پر مبنی ہے جیسی حالت ہوگی ویسی ہی فنا میت ہوگی ہر شخص اس کو نہیں سمجھ سکتا ذَا لِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ حَبِيبٌ سَالِكٌ كُوخِ اس مرتبہ فنا سے بقا دینا چاہتا ہے تو اپنے نور سے باقی رکھتا اس مرتبہ کو جمع الجمع کہتے ہیں اور یہ مقام بڑی حیرت کا ہے اور اسے آخری مقام کہتے ہیں ۛ قائلہ۔ بقا باللہ رجوع الی البدایت کا نام ہے یعنی بدایت میں مبتدی کی نظر مظاہر پر سطحی پڑتی ہے اور یہ مقام باعث بہت بڑی غلطی کا ہوتا ہے اور اپنی پیچیدی اور تعینات کے فنا ہو جانے کے بعد پھر تعینات کی طرف رجوع کرتا ہے اس وقت سب سے پہلے ذات مطلق پر نظر پڑتی ہے اس کے بعد ذات مطلق کے نور سے تعینات مظاہر کو دیکھتا ہے اگرچہ تعین کے اعتبار سے دونوں مرتبے ایک ہی ہیں لیکن فرق ظاہر ہے تو عارف ہر حالت اور ہر وقت میں خدا کے وجود کا تصور کرتا ہے اور کوئی چیز اس کو خدا کے دیکھنے سے اور خدا کا دیکھنا اور دوسری چیزوں میں دیکھنے سے نہیں روکتا ہے کیونکہ عارف حقیقت انسانی تک جو کہ الوہیت ہے پہنچ گیا جس طرح الوہیت کے واسطے وجوب و امکان برابر ہیں اسی طرح عارف کے لئے حق خلقت حق سے کوئی حاجب نہیں۔ وَمَا سَأَلْتُ شَيْئًا إِلَّا وَرَأَيْتُ اللَّهَ فَبِهِ اور اس کو خلق معدوم محض اور خدا موجود مطلق معلوم ہوتا ہے اور خدا کے علم کے ذریعہ سے اپنے کو مطلق قید میں آیا ہوا تصور کرتا ہے اور قیود کی وجہ سے اپنے کو بندہ سمجھتا ہے۔ اور کہہ اٹھتا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ

ۛ جس نے مجھ کو دیکھا اس نے یقیناً خدا کو دیکھ لیا ہے ۛ ۛ شہید

ۛ تم اپنے وجود کو خدا کے وجود میں فنا کر دو کیونکہ توحید کے معنی یہی ہیں یہ فنا کو فنا کر دو کیونکہ تفرید یہی ہے ۛ شہید

ہو کر لوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں اور اس میں وجوب و امکان مساوی ہیں کسی کو کسی پر غلبہ نہیں صریح البحرین ملتقیان بینہما برزخ لا یلبغیان اس مرتبہ پر پہنچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے۔ اور سنخ لکم مافی السموات و مافی الارض کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے اور خدا کی جس تجلی کو چاہتا ہے اپنے اوپر کرتا ہے اور جس صفت کے ساتھ چاہتا ہے متصف ہو کر اس کا اثر ظاہر کر سکتا ہے چونکہ اس میں خدا کے اوصاف پائے جاتے ہیں اور خدا کے اخلاق سے وہ منترین ہے اور اس نے جمال سبح علیکم نعمہ ظاہرۃ و باطنۃ کو دیکھا ہے اور نور علی نور ہو گیا اس وجہ سے حال اس کے تابع ہو گیا ہے۔ **قطعہ**

یہی کس ایں درد را در ماں نیافت
یہی کس ایں راہ را پایاں نیافت

اے برادر بے نہایت در گہے ست
ہرچہ بروی می رسی بروی ماست

فائدہ۔ سالک کو ذکر زبانی و دلی میں تنہائی اور جمع میں باوازا اور بلا آوازا دن شغول رہنا چاہئے تاکہ اپنے کو اور اپنے ذکر کو بالکل بھول جائے اور محو کر دے انشاء اللہ ذکر کے دل پر لا تعداد انوار و اسرار الہی جلوہ فرما ہوں گے اور ان انوار کی روشنی میں جمال کا لطف اور تجلی حق حاصل ہوگی اور اپنے مقصد میں کامیابی ہوگی۔

فائدہ۔ مگر اس جگہ ہوشیار رہنا چاہئے اور مراقبہ کرنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس نور کی طرف متوجہ ہو جائے جو مطلوب نہیں ہے اور لطف اٹھا کر خسارہ اٹھائے اور رشک معشوقیت سے جل جائے اگرچہ خدا کے انوار صرف جلالی نہیں ہیں جمالی بھی ہیں مگر حفظ مراتب ضروری ہے اور اچھے برے میں امتیاز کرنا چاہئے ورنہ کفر اور زندقیت کا ڈر ہے لہذا اچھے برے انوار کے علامات اور آثار جاننا چاہئیں۔

اچھے اور بُرے انوار آثار کی کیفیت

جب سالک کا دل خدا کا ذکر کرنے لگتا ہے اور ذکر تمام اعضاء میں سرایت کر جاتا ہے

۱۲ جو دودریا ایک دوسرے سے ملتے ہیں انکو ملا دیا ان کے بیچ میں ایک پردہ یعنی حد ہے جس سے تجاوز نہیں کر سکتے ہیں ۱۲ شہید
۱۲ جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اس کو تمہارے قبضہ اور تمہارے اختیار میں کر دیا ۱۲ مولانا صفت اللہ شہید ۱۲ خدا نے اپنی
ظاہری اور پوشیدہ نعمتیں تم کو عنایت فرمائیں ۱۲ مولانا صفت اللہ شہید ۱۲ اس مرض کی کوئی دوا نہیں ہے اس راستہ کی کوئی انتہا
نہیں ہے اس درگاہ کی کوئی نہایت نہیں جس پر تم پہنچو اس پر رک نہ جاؤ یعنی خدا کے عشق کا کوئی علاج سوائے رباتی صغیر ۱۲

اور غیر خدا سے دل بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے اور روحانیت سے تعلق خاص پیدا ہو جاتا ہے تو انوار الہی ظاہر ہونے لگتے ہیں کبھی وہ انوار خود اپنے میں دکھائی دیتے ہیں اور کبھی اپنے باہر تو اچھے انوار وہی ہیں جن کو وہ دل - سینہ یا سر یا دونوں طرف اور کبھی تمام بدن میں پائے اور جو انوار کبھی داہنے بائیں کبھی سامنے سر کے پاس ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی اچھے ہیں مگر ان کی طرف توجہ نہ کرنا چاہئے کسی رنگ کا نور اگر داہنے شانے کے برابر ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا نور ہے اور اگر سفید رنگ کا ظاہر ہو تو کرامات کا تبیین کا ہے اور اگر سبز پوش خوبصورت آدمی یا کوئی اور اچھی صورت ظاہر ہو، تو وہ فرشتہ ہے جو ذکر کی حفاظت کے لئے آیا ہے اور اگر داہنے شانے سے کچھ ہٹا ہوا یا آنکھ کے برابر ہے تو وہ مرشد کا نور ہے جو راستہ کا رفیق ہے اور اگر سامنے ہے تو وہ نور محمدی ہے جو سیدھے راستے کی تعلیم فرماتا ہے۔

اور اگر بائیں شانے کے متصل ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا تب سینہ کا ہے اور اگر بائیں شانے سے دور ظاہر ہو خواہ کسی رنگ کا ہو شیطان کا نور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دنیا کا نور ہے اسی طرح جو صورت یا آواز پیچھے سے یا بائیں طرف سے ہو وہ شیطان کا دھوکہ ہے لاحول سے دفع کرے اور اعوذ باللہ الخ پڑھے اور توجہ نہ کرے اور اگر نور اوپر سے یا پیچھے سے آئے تو وہ ان فرشتوں کا ہے جو حفاظت کے واسطے مقرر ہیں اور اگر بلا کسی جہت کے ظاہر ہو اور دل میں خوف پیدا کرے۔ اور اس کے دفع ہو جانے کے بعد باطنی حضور نہ رہے تو وہ نور شیطان کا ہے۔ لاحول پڑھنا چاہئے اور اگر اسی طرح بلا جہت ظاہر ہو اور اس کے زوال کے بعد حضور باطنی کی لذت نہ جائے۔ اور اشتیاق و طلب اسی طرح غالب رہے تو وہی نور مطلوب ہے مَن رُفِنَا اللہ وَاِیَّا کُم اور اگر دھوئیں یا آگ کے رنگ کا نور سینہ یا ناف کے اوپر سے ظاہر ہو تو خناس کا نور ہے۔ اعوذ باللہ الخ پڑھنا چاہئے اور اگر سینے کے اندر یا دل پر ظاہر ہو تو وہ صفائے دل کا ہے اور اگر سرخ یا سفید زردی مائل نور دل سے ظاہر ہو تو دل کا ہے اور اگر خالص سفید ہے تو روح کا ہے جس نے طالب کے دل میں تجلی کر کے اپنی ہستی کو ظاہر کیا ہے اور اگر سر کی جانب سے ہے تو وہ نور بھی

(بقیہ صفحہ ۳۷) وصل کے نہیں ہے اور مالک جس انتہائی مرتبہ پر پہنچ جائے اور خیال کر لے کہ میں وصال حق نصیب ہوگا

وہ دراصل انتہائی مرتبہ نہیں بلکہ خدا اس سے بھی بالاتر ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی :

۱۷ کرامات کا تبیین لسان شرع میں دو فرشتے ہیں جو انسان کی اچھائیوں اور برائیوں کے لکھنے کے واسطے انسان کے

دونوں شانوں پر متعین فرمائے گئے ہیں ۱۲ شہید

روح کا ہے اور آفتاب کے رنگ کا نور بھی روح کا ہے اور بعض اس کو نور ذات ٹھہراتے ہیں تو اگر یہ اوپر سے ہے تو ذات کا ہے اور اگر سامنے ہے تو روح کا ہے اور اگر چاند ایسا ہو تو دل کا ہے اور بعضوں کے نزدیک سامنے کا نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو سلطان انصید و سلطان محمود کی طرف سے ظاہر ہو وہ بھی نور ذات ہے مگر سالک کو چاہئے کہ انوار میں سوائے مطلوب کے کسی طرف نہ متوجہ ہو اور سرور اور لطف نہ حاصل کرے بلکہ صرف نور الہی میں ترقی کرے کیونکہ خدا کی تجلیوں کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔ اور اگر کاجل کی سیاہی کی ایسی تاریکی اور اس کے گرد اگر دھار یک اور مکرر نورانی خطوط ہوں تو وہ نور نفی کا ہے اگر اس طرف توجہ کریگا تو نفی حاصل ہوگی اور ماسوائے اللہ سے قلب کا صاف ہو جانا اور ہر آناری افعالی و صفاتی تجلی (جس کا رنگ سفید اور سبز اور سرخ ہے) میں محویت اور فنا کا حاصل ہونا مقصد اصلی ہے جس ہوش میں آئے گا تو درد اور شوق اور بیقراری عشق ترقی کرے گی اور ہر تجلی سے ترقی کر کے دوسری تجلی سے لطف حاصل کرے گا۔ اس کی کیفیت کا بیان غیر ممکن ہے اور عروجی سیر کے پورا ہونے کے بعد تجلی ذات کا جلوہ دکھاتی ہے اور تجلی ذاتی کا آنکھ کی سیاہی کے مانند رنگ ہے اور اس میں عارف کی فنا الفنا ہے۔ معلوم کرنا چاہئے کہ ان تجلیات کی ابتدا میں (عالم ناسوتی کے انوار و اوصاف کے مناسب) سالک کے قلب پر انوار مختلف حیثیتوں سے ظاہر ہوتے ہیں اور سالک ان انوار کی طرح مجسم نور بن کر عالم انوار کی سیر کرتا ہے تو سالک کو ان سے لذت نہ حاصل کرنا چاہئے اور نہ ان میں مشغول ہو اور اس کو خدا کی قدرت سمجھ کر صانع کی طرف متوجہ ہو پھر انشاء اللہ مرشد کی مدد سے سالک آسمان پر پہنچے گا۔ اور آسمان کی عجیب و غریب چیزوں کا معائنہ کرے گا اور انبیاء اولیاء اور فرشتوں کی روحوں سے نیاز حاصل کرے گا۔ اور فرشتوں کو مختلف صورتوں میں دیکھے گا اور انھیں کی طرح ان کے ساتھ آسمانوں پر صعود کر کے عجیب عجیب چیزوں کا نظارہ کرے گا۔ تو مرید کو ان سے لطف نہ اٹھانا چاہئے اور درد عشق اور شوق کے ساتھ ترقی کرے پھر ارشاد الہی اور مرشد کی توجہ سے عرش و کرسی پر پہنچے گا۔ اور کرسی کو نور عرش سے منور اور آفتاب کی مانند روشن پائے گا سالک کو اسی سے لذت نہ اٹھانا چاہئے اور سب کو نفی کے تحت میں رکھنا چاہئے اس مرتبہ میں مرید عنصرت سے

۱۰ انسان کے متعلق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ وہ چار عنصر آگ، ہوا، پانی، مٹی سے بنایا گیا ہے اور اسی سبب سے عنصری مادی کہلاتا ہے تو مصنف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ کے حاصل کر لینے پر درہ عنصری نہ رہے گا۔ بلکہ اطلاق اور تجرید مادہ کی حالت پیدا کر لے گا۔ وَاللّٰهُمَّ يَكْرِزُ قِيَمُ يَشَاءُ ۱۰ شہید

ترقی کر کے اطلاق کی حالت پیدا کر لے گا مگر اس حالت پر بھی اس کو مطمئن نہ ہونا چاہیے اور خدا کے مختلف اوصاف کا نظارہ کر کے اس کے دل میں عشق الہی کی آگ اور تیز ہو جائے گی اور اس کے ہوش و عقل کو بالکل جلا دے گی ہوش میں آنے پر شوق و محبت کی وجہ سے بیباکی سے گفتگو کرے گا لیکن اس کو خود اس کا احساس نہ ہوگا، نیز اس حالت کی وجہ سے وہ تمام چیزوں سے سوائے خدا کے قطع تعلق کر دے گا ارزوئے وصل اور درد عشق اور زائد ہو جائے گا۔ اگر خدا نے فضل کیا تو وہ ان تجلیات کیفی سے ترقی کر جائے گا اور اس پر تجلی حقیقی بے کیفی ہوگی اور ان میں محو ہو جائے گا۔ اور ان تمام چیزوں سے بچر ہو جائے گا۔ اور سوائے خدا کے کسی کو بھی نہ دیکھے گا اور وجود خدا کا اس کو یقینی ثبوت پہنچ جائے گا۔ پھر ہوش میں آنے پر اپنی فنا کی وجہ سے وصال حق کے اشتیاق کی ایک خاص کیفیت محسوس کرے گا اور خدا کو اپنے وجود میں پا کر منصور کے ایسے کلمے کہنے لگے گا اور خود نہ جانے گا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ یہ تو تجلیات افعالی اور صفاتی تھے مگر اس کے بعد خدا کے فضل اور مرشد کی توجہ سے عشق بیقراری کے باوجود مطلوب حقیقی کی تجلی ذاتی اس پر ہوگی اس مرتبہ میں وہ اپنے وجود سے اس قدر بے خبر ہو جائے گا۔ کہ اپنے فنا کا احساس بھی نہ کرے گا اور فنا الفنا حاصل ہوگی۔ اس کے بعد اس کو فنا نے حقیقی حاصل ہوگی اور حفظ مراتب کا پاس کرے گا اور خدا کی خلافت پائے گا۔

دوسرا باب حضرات قادریہ جیلانیہ کے اذکار و اشغال کے بیان میں

اس خاندان میں کلمہ طیب معمولی آواز سے اس طرح تعلیم فرمایا جاتا ہے کہ لا الہ کو پوری طاقت سے بدن کے اندر سے کھینچ کر لا الہ کی دل پر ضرب لگائے اس طرح خلوت میں روز و شب مشق کرے اور جس قدر ہو سکے اس کی تکرار کرے اور ہر تنو کے بعد ایک بار محمد رسول اللہ کہے اور ایک نشست میں ایک ہزار ایک سو گیارہ بار پڑھنا بہتر ہے اس میں مزاولت کے بعد اسے ایک خاص قسم کی محویت اور لطف حاصل ہوگا اس کے بعد نفی و اثبات کا طریقہ اس طرح تعلیم کرتے ہیں کہ روبہ قبلہ دو زانو با ادب بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے پوری قوت سے لاکوناف کے نیچے سے کھینچ کر باہر لائے اور اپنے شانے تک پہنچا کر الہ کو ام الدماغ سے نکالے اور لا الہ کی بہت سے حضرت منصور رحمہ اللہ انا الحق یعنی میں خدا ہوں فرمایا کرتے تھے اس رتبہ کے حاصل ہونے پر جب خدا کے وجود کو اپنے میں پائے گا تو بے اختیاری سے ایسے دعوے کرنے لگے گا۔ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی ۱۲۔

زور سے قلب پر ضرب لگائے اور لا الہ الا اللہ کہتے وقت خیال کرے کہ سوائے خدا کے نہ کوئی موجود ہے نہ کوئی مقصود ہے اور نہ کوئی معبود ہے تاکہ غیر کی ہستی کا خیال جاتا رہے اور لا الہ الا اللہ سے وجود مطلق کے اثبات کا خیال کرے۔

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

سانس کو ناف کے نیچے روکے اور غیر خدا کی نفی کا تصور کر کے لا کو داہنے پستان کے متصل لیجا کر لفظ لا کو داغ سے نکال کر دل پر لا الہ الا اللہ کی ضرب لگائے اور سانس باہر نکالتے وقت چپکے سے محمد رسول اللہ کہے اور سینہ کی طرف اشارہ کرے پہلے دن یہ عمل تین دفعہ کرے پھر ہر روز ایک ایک زائد کرتا جائے یہاں تک کہ دو سو یا اس سے زائد ہو جائے اس کا فائدہ اوپر گزر چکا ہے۔

پاس انفاس کا طریقہ

سانس باہر کرتے وقت لا الہ اور لیتے وقت لا اللہ دل سے کہے

اسم ذات با ضربات کا طریقہ

اس کے بعد اسم ذات کو ضربات کے ساتھ کہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ضربی میں لفظ اللہ کی پوری طاقت اور زور سے دل پر ضرب لگائے پھر ٹھہر جائے تاکہ سانس ٹھہر جائے پھر ضرب لگائے اسی طرح مشق کرے اور دوسری ضربی میں پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر اور دوسری ضرب بائیں گھٹنے پر لگائے۔ اور سہ ضربی میں پہلے داہنے گھٹنے پر اور دوسری بائیں پر اور تیسری ضرب دل پر لگائے اور چار ضربی میں پہلی دوسری بائیں بائیں گھٹنے پر اور تیسری سامنے اور چوتھی ضرب دل پر لگائے۔ لیکن ایک ضربی دوسری اور سہ ضربی میں تو دو زانو اور چہار ضربی میں چو زانو بیٹھنا چاہئے۔

دوسری فصل اشغالِ قادریہ کے بیان میں اسم ذات خفیہ کا طریقہ

ان اذکار کے بعد اسم ذات خفیہ تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے ملائے اور جن قدر ہو سکے قلب سے اللہ اللہ کہے اور رات دن یہی تصور رکھے تاکہ پختہ خیالی حاصل ہو اور ذکر میں کوئی زحمت نہ ہو اور اگر اسم ذات سے پاس انفاس کرے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ناف

پر اسم ذات کا تصور کر کے لفظ ہو کو خیالی طریقہ سے دراز کر کے آسمان پر لے جائے اسی طرح ہر سانس میں کرے اور اس خاندان کے ذکر آراء کا مخصوص طریقہ اور پر بیان ہو چکا ہے۔

مرزخ اکبر کا شغل

اس کے چند طریقے ہیں اول یہ کہ جس دم کر کے دونوں ابروؤں کے بیچ میں نظر رکھے دوسری نظر نہوا میں رکھے تفسیر لے داسنی آنکھ کھلی اور بائیں بند رکھے اور ناک کے داینے نٹھنے پر وجود مطلق (خدا) کے نور کا رجو تمام قیدوں سے پاک ہے تصور کرے تاکہ وہ نور ظاہر ہو اور فنائے حقیقی حاصل ہو مگر اس عمل میں پلک نہ جھپکنا شرط ہے اور یقین کرے کہ میں جو دیکھتا ہوں اور جس کو پاتا ہوں وہی میرا مقصود ہے انشاء اللہ مقصود جلد حاصل ہوگا۔

اسم ذات کا شغل

اسم ذات کے شغل کا طریقہ یہ ہے کہ کاغذ پر قلب صنوبری کی سرخ یا نیلی تصویر کھینچ کر اس میں اللہ سونے یا چاندی کے پانی سے لکھ کر اس پر نظر رکھے یہاں تک کہ یہ نام دل پر منقوش ہو جائے یا لفظ اللہ کی صورت دل پر لکھے اور اس کی طرف متوجہ رہے تاکہ اس کے حواس سے غیب ظاہر ہو۔

شغل دورہ قادر یہ کا طریقہ

ساک کو چاہئے ادب سے دو زانو قبلہ رو بیٹھے اور آنکھیں بند کرے زبان کو تالو سے لگا کر اللہ سمیع کا حضور قلب سے تصور کرے اور خط نورانی ناف سے نکال کر وسط سینہ تک (جو لطیفہ سر کا مقام ہے) پہنچائے اور اللہ بصیر کو سینہ سے نکال کر دماغ تک پہنچائے اور اللہ علیم کو ام الدماغ سے نکال کر عرش تک پھر عرش سے دماغ تک اور اللہ بصیر کو دماغ سے سینہ تک اور اللہ سمیع کو سینہ سے ناف تک لائے اس دورہ کے بعد پھر ناف سے شروع کر کے تدریجاً عروج و نزول کے طریقہ سے مشغول رہے بعضے اس شغل میں اللہ قدیر کو شامل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ قدیر کو چوتھے آسمان تک اور اللہ علیم کو عرش تک پہنچائے اور وہاں ٹھہر جائے اس شغل کی کیفیتیں بہت مشغول ہونے سے معلوم ہوتی ہیں۔ اس شغل کے فوائد و ثمرات حاصل

۱۔ اس کی شکل یہ ہے (اللہ)

ہونے کے بعد مراقبہ تلقین فرماتے ہیں۔

تیسری فصل مراقبات قادریہ کے بیان میں

مراقبہ رقیب سے مشتق ہے اور عربی میں رقیب نگہبان اور محافظ کو کہتے ہیں تو ماسوائے اللہ کی یاد اور غیر حق سے دل کو محفوظ رکھے اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس آیت یا کلمہ کا مراقبہ منظور ہو اس کو زبان سے کہے اور اپنے کو ذلیل و کمترین سمجھ کر بار بار قبلہ رو دو زانو بیٹھے اور غیر خدا سے دل کو صاف کر کے اس کے معنی کے تصور میں منہمک ہو جائے حدیث شریف میں معنی کے متعلق ہے **اَلَا حَسْبُكَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَانِك نَدْرَاہ فَاَنْ لَمْ تَكُن تَدْرَاہ فَاَنْہ یدْرَاکَ** اور قرآن مجید کی آیت **کُلُّ شَیْءٍ عَلَیْہَا فَاَنْ دَیْبِقْہِ اَوْ جَہ سَبْکَ ذِی الْمَجَالَالِ وَالْاِکْرَامِ** گویا تمام مراقبوں کی اصل ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے کو بالکل مردہ اور بوسیدہ اور خاک خیال کرے اور آسمان کو شکاف دار اور تمام دنیا کو درہم برہم رحبسا کہ قیامت کے دن ہو جائے گی تصور کرے اور خدا کی ذات کو موجود و باقی خیال کرے جس وقت تک محویت اور بے خودی نہ پیدا ہو جائے اسی شغل میں مشغول رہے اور اس کے حاصل ہونے کے بعد دوسرے مراقبوں میں مشغول ہو۔

دوسرا مراقبہ

اَللّٰهُ نُورٌ اَسْمَؤَاتِ وَالْاَرْضِ خیال کرے کہ جس طرح خدا کا وجود ہر جگہ ہے اس طرح اس کا نور تمام عالم میں ہے اور مستغرق ہو جائے اور الیسا ہی اس **اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّ مِنْہُ فَاِنَّہٗ مُلَاقِیْکُمْ**

آیت کا مراقبہ

اور **اِنَّمَا تَكُونُوا یَوْمَ الْکَمْرِ الْمَوْتَ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بَرَجٍ مَّشِیۡنَہٗ** کا مراقبہ کرے اس کے علاوہ اور دیگر کلمات مذکورہ بالا کا مراقبہ کرے جب ان مراقبات سے فائدہ حاصل ہونے لگتا ہے اور انوار لے بہترائی اور اچھائی یہ ہے کہ تم اس طرح عبادت کرو گویا خدا کو تم دیکھتے ہو اگر اس خیال پر قدرت نہ ہو تو یہ خیال کرو کہ خدا تم کو دیکھتا ہے ۱۲ مولانا صغت اللہ شہیدؒ دنیا میں جو کوئی ہے وہ ضرور فنا ہوگا اور بزرگی اور بڑائی والا خدا باقی رہے گا۔ ۱۲ شہیدؒ خدا زمین اور آسمان کا نور ہے ۱۲ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تم کو ضرور پالے گی ۱۲ تم جہاں کہیں ہو گے تم کو ضرور پالے گی خواہ منہمک گھرے ہوئے برجوں میں ہو ۱۲ شہید۔

و کیفیات ظاہر ہوتے ہوں تو مراقبہ توحید تعلیم کیا جاتا ہے اور اس کی چند قسمیں ہیں۔

اول مراقبہ توحیدِ افعالی

اس کا طریقہ یہ ہے کہ تمام دنیا کے حرکات و سکنات کو خدا کے حرکات و سکنات جانے اور ظاہری کام کرنے والوں کو آلہ اور خدا کو فاعل حقیقی خیال کرے اس پر پورے طریقہ سے پابندی کرنے پر عجیب ثمرہ اور بہتر اخلاق ظاہر ہوں گے اور اچھائی برائی میں کوئی فرق ظاہر نہ ہوگا۔ سرباعی

مردان نفس ہوا شکستند از نیک و بد زمانہ رستند
در بحر فنا چو غوطہ خوردند جز حق ہمہ را وداع کردند

دوسرا مراقبہ توحیدِ صفاتی کا ہے

اور وہ یہ ہے کہ اپنے اور تمام دنیا کے وجود کو خدا کے صفات کا عکس سمجھے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے اس کے فوائد بھی کل کے کل نہیں قلمبند کئے جا سکتے مختصراً یوں سمجھنا چاہئے کہ یہ مراقبہ کرنے والا اپنے کو کثرت فی العالم کا متبع سمجھتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اپنے جسم کو وسیع اور چوڑا پاتا ہے اور اس مرتبہ زمین سے عرش تک تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور تمام عالم کا وجود اپنے میں پاتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے اور یہ کشف غلط نہیں ہوتا بلکہ واقعی ہوتا ہے لیکن اس میں نہ ٹھیرے اور ان انوار کا قصد کرے جو ذات کے حجاب ہیں اور بعض وقت جو مختلف قسم کے نور ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی وجود مطلق کے حجاب ہیں۔ دربار الہی میں عجز و انکساری سے دعا کر کے خیالی طریقہ سے اس سے گذر جائے اور ان پردوں کے بعد ایک جمالی پردہ ہے (جو لطیف اور بے رنگ ہے) کبھی اس پر توقف ہو جاتا ہے۔ اور بعضے اس کو غرض اصلی سمجھ کر ٹھیر جاتے ہیں مگر خدا کی مدد شامل ہے تو یہ پردے با آسانی طے ہو جائیں گے اور ذات مطلق کی معرفت کا فخر حاصل ہوگا اور اس جگہ عجیب و غریب حالات پیش آئیں گے اس کو اصطلاح میں سیر فی اللہ کہتے ہیں اور اس کی کوئی انتہا نہیں اور یہ مقام سلوک و معرفت کا مقہا خیال کیا جاتا ہے۔

سلہ جو لوگ دنیاوی لوازمات سے بری ہو جاتے ہیں ان کو اچھائی برائی کا امتیاز نہیں رہتا اور جب دریا ئے فنا میں غوطہ لگاتے ہیں تو سوائے خدا کے دنیا کی تمام چیزوں سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ۱۲ شبہ۔

تفسیر مراقبہ

توحید ذاتی کے مراقبہ سے محققین نے منع کیا ہے اور توحید ذاتی یہ ہے کہ تمام چیزوں کو خدا جانے اور غیر خدا کو معدوم سمجھے اور وجہ اس کی یہ ہے یہ سمجھنا بغیر وجدان کامل کے نہیں ہو سکتا ہے مجملاتیوں سمجھنا چاہئے کہ ہمیشہ اسی حالت میں رہے انشاء اللہ تدریجاً پورے طور پر کشف ہونے لگے گا۔ اور ابتدا میں تحقیق اور تلاش نہ کرنا چاہئے۔

ذکر برائے شفاۓ مریض

در راست یا اَحَدُ حَبِیبِ یَا صَمَدُ و طرف آسمان یا و تَرَدُّدِ دل یا نَزْدُ ہزار بار بگوید۔
فائدہ مراقبہ میں پابندی اور مشق کرنی چاہئے تاکہ یہ حالت ہو جائے کہ دل مراقبہ سے بمشکل ہٹے اور مراقبہ سے دل پھیرنا ناممکن ہو اور اس سے حضوریّت اور نحویت حاصل ہو اور اپنے اور تمام عالم کا عدم بعد وجود حق ثابت ہو جائے اور اس کے ایک لمحہ بھی موقوف ہو جانے میں جان کی ہلاکت کا ڈر ہے

ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ

ساک داپنے سُبُوْحُ اور بَائِسُ قُدُّوسُ اور آسمان کی طرف رَبُّ الْمَلٰئِکَتِیْنِ اور قلب پر وَاَلَرْوَحِ کی ہزار بار ضرب لگائے اور مقصود کی طرف متوجہ ہو جائے تو جس روح سے ملاقات کرنی مقصود ہوگی وہ بیداری یا خواب میں ملاقات کرے گی دو ہزار ضربیں لگانے سے مقصود جلد حاصل ہوگا۔

آئندہ کے حالات سے باخبر کر دینے والا ذکر

داہنے یا اَحَدُ اور بَائِسُ یا صَمَدُ اور سرشانے کی طرف پھیر کر یا حُجُّ اور دل میں قیوم کی ایک ہزار ضربیں لگائے اور بلاؤں کے دور کرنے کے لئے اسی طرح ایک ہزار ضربیں لگانا مجرب ہے۔

بیمار کی شفا کے لئے ذکر

داہنے یا اَحَدُ اور بَائِسُ یا صَمَدُ اور آسمان کی طرف یا و تَرَدُّدِ دل میں یا فر دایک ہزار بار کہے

مشکل چیزوں کے حاصل کرنے اور آئندہ کے متعلق واقفیت حاصل کرنیکا ذکر

نماز تہجد کے بعد ہزار بار داسنی طرف یا حی یا قیوم اور آسمان کی طرف یا وہاب اور دل میں یا اللہ کی ضرب لگائے اور دعا کرے۔

کشف قبور کے واسطے ذکر

پہلے اکیس بار یا رب کہے اور آسمان کی طرف یا روح اور قبر پر یا روح اور دل پر یا روح الدوح کی ضرب لگائے۔ انشاء اللہ خواب یا بیداری میں میت کا حال معلوم ہو جائے گا۔
دوسرا طریقہ۔ پہلے قبر کے پاس بیٹھ کر میت پر فاتحہ پڑھے اور پھر آسمان کی طرف اکشف لی یا نور اور دل پر اکشف لی یا نور اور قبر پر عن حالہ کی ضرب لگائے اور قلب کی طرف متوجہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف کا ذکر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے دو مرتبہ پڑھے اور داسنی طرف یا اَحْمَد اور بائیں طرف یا محمد اور یا رسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔

حاجت براری کا ذکر

جو کوئی مشکل یا ضرورت پیش آئے اس کے موافق اسمائے حسنی میں سے کوئی نام لے کر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے مثلاً کشایش رزق کے واسطے یا رزاق اور مریض کی شفا کی واسطے یا شافی اور موزی جانوروں سے بچنے کے واسطے یا حَفِیظ اور فاتحہ کے لئے یا صمد اور دشمن کے دفع کرنے کے لئے یا صمد اور بلا کے دفع کرنے اور دل کی تفریح کے لئے یا حی یا قیوم و علیٰ ہذا القیاس۔

باب حضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ کے اذکار و اشغال

جب سچا طالب خدا کی عنایت سے اس سلسلہ کے بزرگوں میں سے کسی کو اپنا وسیلہ کرتا ہے پہلے

استخارہ فرماتے ہیں پس اجازت ملے گی یا نہ ملے گی اجازت مل جانے پر اس میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور ممانعت کی صورت میں جواب دیتے ہیں کیونکہ اس کی قیمت دوسری جگہ متعلق ہے اور مرشد کی توبہ بھی استخارہ کی قائم مقام ہوتی ہے۔

استخارہ کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد تازہ وضو کر کے حمد قل دل سے استغفر اللہ الذی لا اله الا هو الحمد للہ القیوم و اتوب الیہ ایک سو ایک بار پڑھے اور اپنے تمام اندرونی اور ظاہری گناہ سے توبہ کرے اور خیال کرے کہ میں پھر مسلمان ہوا اس کے بعد دو رکعتیں نماز استخارہ کی اس نیت سے پڑھے کہ میں خدا سے آرزو کرتا ہوں کہ مرشد کے وسیلہ سے مجھ کو شریعت محمدی کا پابند کر دے اور پہلی رکعت میں الحمد کے بعد آیتہ الکرسی اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکافرون خشوع و خضوع سے پڑھے۔ اور بارگاہ الہی میں روئے اور سلام پھیر کے ایک سو ایک بار کلمہ تمجید پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور جب نیند کا غلبہ ہو تو وہیں زمین پر سو رہے اور اگر کوئی عند ہو تو جہاں چاہے سو رہے اور سوتے میں جو کچھ خواب دیکھے مرشد سے بیان کرے اور حالت استخارہ میں اپنے دل کی حالت پر غور کرے اگر قلب میں اعتقاد کی وہی مضبوطی ہے۔ تو یہی بشارت ہے پس مرشد کو چاہئے کہ مرید کر کے اسم ذات بواسطہ لطافت ستہ کی اس طرح تعلیم دے کہ زبان کو تالو سے ملا کر آنکھیں بند کر کے خیالی زبان سے قلب صنوبری سے اس طرح کہے کہ خدا کے اسم کو اس کی ذات کا غیر نہ تصور کرے اور اٹھتے بیٹھتے حتی الوسع یہ خیال قائم رکھے۔

لطائف ستہ کا بیان اور ان کے ذکر کا طریقہ

انسان کے جسم میں چھ جگہیں انوار اور برکتوں سے پر ہیں اور یہی لطائف کہلاتے ہیں۔ اول لطیفہ قلبی اس کی جگہ بائیں پستان سے دو انگلی نیچے ہے اور اس کا نور سرخ ہے دوسرے لطیفہ روحی اس کی جگہ داہنے پستان سے دو انگلی نیچے ہے اور اس کا نور سفید ہے تیسرے لطیفہ نفس اس کی جگہ

۱۱۔ میں اس خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں جن کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو زندہ اور قائم ہے اور میں اسکی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں ۱۲۔ شہید ۱۳۔ مختلف کشفوں کی وجہ سے لطائف کا بھی رنگ بدل جاتا ہے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ لطیفہ قلبی کا نور سرخ ہے لیکن بعضوں کے نزدیک زرد بھی ہوتا ہے اس وجہ سے تحقیق یہی ہے کہ انوار کا پابند نہ ہونا چاہئے بلکہ مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے ۱۲۔ شہید۔

ناف کے نیچے ہے اور اس کا نور زرد ہے۔ چوتھے لطیفہ سری اس کی جگہ سینہ کے درمیان ہے۔ اور اس کا نور سبز ہے۔ پانچویں لطیفہ خفی اس کی جگہ برو کے اوپر ہے۔ اور اس کا نور نیلیگوں ہے۔ چھٹے لطیفہ اخفی اس کا مقام ام الدماغ اور اس کا نور سیاہ ہے آنکھ کی سیاہی کے مانند۔

فائل ۱۵۔ سالک کو ان چھ لطیفوں کا یہاں تک ذکر ہونا چاہئے کہ خود ان کے ذکر سے واقف ہو جائے اور مرشد اس ذکر کو لطیفہ مریدین میں ڈالنے کی طرف توجہ کرے۔ اور بارگاہ الہی میں دعا کرے اور مرید سے زبان کو تالو میں چمٹوا کے بغیر زبان ملائے قلب سے اسم ذات ادا کرنے کو کہے اور خود بہت سے توجہ کرے یعنی اپنے قلب کے منہ کو مرید کے قلب پر تصور کرے اور غیر خدا کے خیال کو اس کے دل میں آنے سے روک کر اس کے قلب کو اپنی طرف جذبہ قلبی سے مائل کرے۔ تاکہ اس توجہ کے اثر سے اس کے لطیفہ میں حرکت پیدا ہو اور ذکر جاری ہو جائے اسی طرح ایک گھنٹہ سے کم و بیش مرید کی طرف متوجہ رہے اور خیال کرے کہ یہ تصرف جو مجھ کو حاصل ہوا ہے بزرگان سلسلہ کی اعانت اور توجہ سے ہے۔

فائل ۱۶۔ قلب صنوبری قلب حقیقی (جو عالم امر سے ہے) کا نشین ہے اور اس کو حقیقت جامع بھی کہتے ہیں اور خدا کی عادت جاری ہے کہ جب مرید اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو مبداء فیض سے قلب حقیقی کے واسطے سے اس کو فیض پہنچتا ہے۔

جب لطیفہ قلبی کی مشق کامل ہو جائے اور فنائے قلبی حاصل ہو جائے تو باقی لطائف کی الگ الگ مشق کرنی چاہئے اور فنائے لطائف یہی ہے کہ لطیفہ میں مستغرق ہو جائے اور اس میں تکلیف کی ضرورت نہ ہو۔

اور کبھی مرید پر لطیفہ میں انوار اور تجلیاں ظاہر ہوتی ہیں ایسی حالت میں اس کو ان میں محو نہ ہونا چاہئے بلکہ خدا کے منترہ اور پاک ہونے کا خیال کرنا چاہئے اور لطیفہ قلبی میں نفی و اثبات صغیر بھی تعلیم کیا جاتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں اور ہونٹ بند کر کے سانس ناف کے نیچے سے نکال کر قلب میں روکے اور لا کو ناف سے نکال کر گلے تک پہنچا کہ اللہ کو گلے سے لطیفہ روحی تک لا کر لا لا اللہ کی دل پر اس طرح ضرب لگائے کہ اس کا اثر تمام لطیفوں پر پہنچے اور غیر اللہ کی نفی اور خدا کی ذات کے اثبات کا تصور کرے پہلے ایک سانس میں ایک دفعہ کرے اور تدریجاً ترقی دیتا جائے یہاں تک کہ اکیس مرتبہ تک پہنچائے لیکن طاق عدد کا اور متروک شد کا خیال رکھے تاکہ اثر

ظاہر ہو اور اگر اثر نہ ہو تو یہ بے حاصلی کی دلیل ہے پھر از سر نو شروع کرنا چاہئے اور ذکر کا اثر یہ ہے کہ نفی کے وقت وجود انسانی کی بالکل نفی ہو جائے اور حالت اثبات میں جذبات الہی کا ظہور ہو اس ذکر میں ایسا منہمک ہونا چاہئے کہ مذکور یعنی خدا کا ذکر انسان کے دل پر غائب ہو جائے وہ معشوق کا نام بھول کر جلوہ معشوق میں محو ہو جائے۔

لطائف ستہ کے شغل کا بیان

ناف کے نیچے سے سانس کھینچ کر جس لطیفہ کا شغل منظور ہو اس پر ٹھہرائے اور جس قدر ممکن ہو اسم ذات میں اس کے معنی اور اس جگہ کے نور اور واسطہ کے ساتھ منہمک ہو جائے اور اسم کو ذات کا غیر نہ سمجھے بعض لوگ ان مقامات کا ذکر بغیر جس دم کے کرتے ہیں اور ذکر وہی اسم ذات ہے۔

ذکر جاروب کا طریقہ

ان لطائف میں ان کا طریقہ یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو پوری قوت سے (بغیر سانس روکے ہوئے) جس لطیفہ کی جاروب مقصود ہو اس سے کھینچ کر ہو کی ضرب اسی لطیفہ پر لگائے مثلاً اگر لطیفہ قلبی کی جاروب کرتا ہے تو اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو قلب سے کھینچ کر موضوع روح تک لا کر ہو کی ضرب قلب پر لگائے یہی ہر لطیفہ کی جاروب میں ہونا چاہئے اور ذکر ارہ کا طریقہ ان لطائف میں یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو جو لطیفہ مقصود ہے اس سے اٹھا کھینچ کر اسی لطیفہ پر ہو کی ضرب لگائے چنانچہ جاروب لطیفہ قلب کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن جب چھوٹوں لطیفوں کی مشق سے فارغ ہو جائے اور ان میں کمال حاصل ہو جائے تو مرشد کو تمام لطائف کی طرف یکبارگی توجہ کرنے کو فرمانا چاہئے اور خود بھی توجہ کرنا چاہئے تاکہ تمام لطیفے باسانی جاری ہو جائیں اگر لطائف کی سیر کی کچھ تبدیلیاں ظاہر ہوں تو ان میں مشغول ہو کر بے پروا نہ ہو جائے بلکہ ترقی کی خواہش کرنا چاہئے۔

فائدہ

اصطلاح صوفیہ میں اس سیر کو سیر لطائف کہتے ہیں اور اس کے تمام ہونے پر اس کو سلطان الذکر کہتے ہیں۔

سلطان الازکار کا طریقہ

مرید کو سر سے پیر تک اپنے جسم کے ہر ہر بال کی طرف متوجہ ہو کر اسم ذات کا تصور کرنا چاہئے اور مرشد کو بھی ہر ہر جز کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور شغل میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ جسم کا ہر ہر بال ذکر کرنے لگے یہاں تک کہ اگر اس کی طرف سے توجہ ہٹانا چاہے تو قدرت نہ رکھے یہاں تک تو وہی اذکار بیان کئے گئے ہیں جو لطائف ستہ کے ضمن میں ہیں کیونکہ اس سلسلہ کے مشائخ عظام کے نزدیک اس راستہ میں منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سات قدموں کی ضرورت ہے ان میں سے پانچ قلب، روح، سر، خفی، اخفی عالم امر سے ہیں اور نفس اور قلب دو عالم خلق سے ہیں۔ اور قالب چار عنصر سے مرکب ہے اب اس صورت میں دس لطیفے ہوئے سالک کو قلب سے جو عالم امر سے ہے شروع کراتے ہیں نصف دائرہ اس وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے کہ بہت قریب ہے اور لطائف قالب یعنی عناصر رابعہ کو نفس کے ضمن میں سلوک فرماتے ہیں اس کے بعد نفی و اثبات کا ذکر تعلیم فرماتے ہیں

نفی و اثبات کا طریقہ

ہمیشہ سے کمالات اور ولایت اور اس طریقہ کی بنا اسی ذکر پر ہے اور لطائف ستہ میں اسم ذات کا ذکر قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی تجویز سے ہے

شغل نفی و اثبات کا طریقہ

آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے اچھی طرح ملا کر سانس کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر دماغ میں لائے اور کوناف سے کھینچ کر ام الدماغ تک لے جائے اور وہاں سے اللہ کو لطیفہ روحی کی طرف لا کر لا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور لا اللہ سے غیر کی نفی کا خیال کرے اور لا اللہ سے ذات باری (جو بے کیف ہے) کے ثابت کرنے کا خیال کرے اور بتدریج لا معبود الا اللہ اور متوسط لا مقصود الا اللہ اور غنتہی لا موجود الا اللہ کا تصور کرے اور ایک سانس میں زائد سے زائد اکیس بار کہے اگر اس ذکر کا اثر (یعنی غیر اللہ سے بے تعلقی) دل میں پیدا ہو جائے تو خدا کا شکر ادا کرے۔ ورنہ پھر شروع سے ابتدا کرے تاکہ اس کا اثر پیدا ہو مگر اسی کے افکار کا طریقہ ختم ہوا اور اکثر مشائخ نقشبندیہ کا یہ سلوک

یہیں تک ہے اس کے بعد مراقبات اور اذکار میں جواب بیان ہوتے ہیں پہلے مرید کو فنا کے افعال (جس کو توحید افعالی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں۔

توحید افعالی کا مراقبہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرید اپنے افعال اور تمام موجودات کو خدا کے افعال کا مظہر سمجھے اور تمام چیزوں کا فاعل حقیقی سمجھے تو غیر کی فاعلیت کا خیال جاتا رہے گا۔ اور اس کے فنا کے صفات کا مراقبہ (جس کو توحید صفاتی کا مراقبہ بھی کہتے ہیں) تعلیم کرے یعنی اپنے اور تمام موجودات کے صفات کو خدا کی صفات میں مستہلک سمجھے یہاں تک کہ حدیث **كُنْتُ لَهُ سَمْعُهُ وَبَصَرُهُ** کا مصداق ہو جائے اس کے بعد فنا کے ذاتی کا مراقبہ (جس کو توحید ذاتی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ قلب حقیقی جو سر اسر نور ہے کو دیکھ کر اپنے کو تمام موجودات کو خدا کی ذات کا مظہر خیال کرے اور اس کے سوا کسی نہ دیکھے اس توجہ سے کبھی غافل نہ ہو جائے۔ تو اس مقصد کی طرف پھر متوجہ ہو جائے یہاں تک کہ اس کے مشاہدے کے نور میں مستغرق ہو جائے اور سوائے ذات خدا کے اپنے اور اپنے غیر کو معدوم سمجھے۔

معلوم کرنا چاہئے کہ اس نسبت کو مکمل کرنے کے لئے بعض ذکر و قواریر تعلیم فرماتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ حقیقت جامع کو آفتاب کے مانند اور تمام موجودات کو شیشہ کے مانند خیال کرے اور تصور کرے کہ یہ شیشے ہیں آفتاب کے مقابلے اور اس کے نور کی وجہ سے روشن ہیں اور ان میں اس نور کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس مراقبہ میں کامل ہونے پر وہ تمام موجودات میں وجود مطلق کو ساری دیکھ کر کسی دوسرے کو موجود مطلق نہ سمجھے گا۔ **مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ** اسی حالت کی خبر دیتا ہے اور غلبہ شہود اور حق معیت کی وجہ سے تمام چیزوں کو حق پائے گا اس کو صوفیہ کی اصطلاح میں توحید وجودی کہتے ہیں۔ ولایت لطیفہ قلبی (جو عالم امر سے ہے) سے متعلق ہے یعنی یہ ولایت اس سے شروع ہوتی ہے اور تمام چیزوں سے بے خبر اور غافل ہونے پر خدا کے جمال کا مشاہدہ ہو تو اس نسبت کو توحید شہودی کہتے ہیں۔ اور بہ ولایت

۱۷ حدیث شریف میں ہے جو بندہ میرا ہوتا ہے اور مجھ سے قربت حاصل کرتا ہے میں اس کے کان اور آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا اور دیکھتا ہے ۱۲ شہیدؒ نے اپنی ذات کی واقفیت حاصل کر لی اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا ۱۲ شہید

لطیفہ روح اعظم (جو محض نور ہے) سے متعلق ہے اور یہ دونوں ولایت کے رتبے اولیا کے ساتھ مخصوص ہیں اس مرتبہ میں علم لدنی و مرتبہ قطبیت و ابدالیت حاصل ہوتے ہیں وَاللّٰهُ يُزِقُّ مَنِ يَّشَاءُ جب یہ نسبت مکمل ہو جائے تو مرید کو ان تجلیوں اور مشاہدوں سے لطف حاصل کر کے سکون نہ لینا چاہئے بلکہ ترقی کا آرزو مند رہنا چاہئے اگرچہ یہ بھی ولایت کا کمال ہے لیکن اس میں ایک گونہ شرک متصور ہوتا ہے تاکہ مطلوب حقیقی کا حصول بغیر کسی چیز کے میل کے ہو اس کے بعد مرید کو چاہئے کہ مرشد کی توجہ سے اپنے کو ان تجلیوں اور مشاہدات اور ارادات (اگرچہ یہ سب لطیف ہوں) کے غلبہ اور تمام خیالات اور ذہنی باتوں سے خواہ حق ہوں خواہ ناحق ہوں خالی اور پاک کرے اور مرشد کی تلقین سے مراقبہ نایافت و دراء الورد میں منہمک ہو جائے۔

مراقبہ نایافت

کا طریقہ یہ ہے کہ لطیفہ سری کو مذکورہ بالا ارادات سے خالی کر کے اس پر باطنی نظر رکھے اور خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ اس کے ذہن میں ہو اس کو سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف سے مانگے تاکہ اس کی نظر میں مطلوب کے سوا کچھ نہ رہے یہاں تک کہ نور یقین کے سوا سب چیزوں سے بے خبر ہو جائے اسی طرح پاکی اور صفائی کو درجہ کمال تک پہنچائے اور کہیں سکون نہ لے۔

اے برادر بے نہایت درگہبیت ہرچہ بروئے میری بروئے مایست اور جب نفی کی حاجت باقی نہ رہے اور آئینہ سری تصورات اور توجہ سے صاف اور روشن ہو جائے تو رتبہ نایافت اور دراء الورد اور ولایت اخص (جو ملائکہ اور مقربین کی ولایت ہے) حاصل ہو جاتا ہے اور یہ ولایت لطیفہ سری سے متعلق ہے۔ واللہ اعلم بہ۔

ہر کہ را از فضل حق باشر مدد : این ہمہ نعمائے حق اور اسد جب مرید لطیفہ سری کو تجلیات (خواہ مشاہدہ ہی کیوں نہ ہوں) خالی کر لیتا ہے تو دائرہ حقیقی میں داخل ہو جاتا ہے لیکن چونکہ حقیقت سے ناواقف ہے اس وجہ سے جاہل ہے پس اگر امداد الہی اور اور امداد معنوی اس کی دستگیر ہے تو تمام عنصری اور نوری مرتبہ طے کر جائے گا اور نایافت اور اسے بھالی اس دعا کی کوئی انتہا نہیں ہے جس مرید کو تم مجھے ہو کہ بیان مطلوب ہے وہاں مطلوب نہیں ہے بلکہ اس سے بالاتر ہے ۱۲ شہیدؒ خدا کا فضل اور اس کی عنایت جس کی مدد کرتی ہے اس کو یہ سب ہمیتیں حاصل ہو جاتی ہیں ۱۲ شہیدؒ

وراد الورد کے بعد حقیقت نایافت کہ مرتبہ ولایت اخص الخواص جو ولایت انبیاء علیہم السلام کی ہے منکشف ہوگی تو اس نسبت کا حاصل ہونا اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ذہن کو خدا کے وصل اور غیر وصل سے خالی بنایا جائے مختصر یہ ہے کہ یہ ولایت خاص اگرچہ ولایت ہے لیکن اس میں غیر کی ہستی پر نظر ہوتی ہے یعنی مظاہر اور ظاہر میں تمیز باقی رہتی ہے تو اس میں اور بلند ترین مرتبوں کی بہ نسبت کچھ نہ کچھ مشترک کی بوجہ در ہے اور ولایت اخص میں اگرچہ پاکی ہے یعنی اپنے مراتب اور صفات اور کمالات کو باری تعالیٰ کے کمالات اور صفات کا مظہر سمجھتا ہے اور بخیر خدا کی مظہریت کے کچھ نہیں پاتا اور اس کی پاکی کرتا ہے۔ مگر تمام انسانوں کی تنزیہ انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ کے آگے تشبیہ کی شان رکھتی ہے تو دل عینیت کے تصور سے (جو ان کے نزدیک غیر حق ہے) اور خدا کی تعذیب کے تصور سے پاک ہے (تعالیٰ اللہ عن ذالک علو اکبیراً) (خدا ان سے بالا اور پاک ہے) اور خالی کرے اور ترقی کا آرزو مند ہو۔ تاکہ بے کیف اور بے جہت تجلی اس کے دل پر ہو اور انوار قدم کی تجلیاں منور ہوں اور جس قدر خلوص زیادہ ہوگا اسی قدر دائرہ ولایت میں دخل زائد ہوگا۔ اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کے کمالات ہیں اس مرتبہ کی حقیقت اور ماہیت بیان نہیں کی جاسکتی ہے۔ محققین فرماتے ہیں کہ انبیاء ولایت اور ان کی ثبوت اگرچہ اصالت کے دائرے میں ہیں اور دونوں ظلی گئی ہونے سے مبرا ہیں لیکن صرف فرق اتنا ہے کہ ولایت سے باری تعالیٰ کے صفات کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور نبوت میں حسب حیثیت ذات مطلق کی حقیقت معلوم ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔ نلکے السرسل فضلنا بعضهم علی بعض حب اس نسبت میں کمال حاصل ہو جائے گا تو ملاحظہ اور تصور درمیان سے دفع ہو جائے گا اور حضور در حضور و نور علی نور (جو بقا باللہ کا مرتبہ ہے) کے مرتبہ پر رسائی ہوگی یہاں تو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے مراتب مجمل بیان کئے گئے ہیں اگر تفصیل سے دیکھنا ہے تو متبرک کتاب انوار محمدی جو حضرت مولانا استاذنا شیخ محمد فاروقیؒ رحمہما نوی سلمہ الشریفہ خاص حضرت مرشد ہادیم قطب الاقطاب مولانا میا نجیو نور محمد شاہ جہنجا نوی قدس سرہ کی تصنیف ہے دیکھنا چاہئے۔

مگر طریقہ احمدیہ کے اشغال کے بیان میں شیخ عبدالاحد صاحب کے چند رسائل ہیں اور ان میں ایک رسالہ کحل الجواہر بہت اچھا ہے اور طریقہ احمدیہ کے مراتب سلوک کے حاصل کرنے کے طریقے

انہار رابعہ مولفہ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جو پسندیدہ کتاب ہے) میں عمدہ طریقہ سے مفصل تحریر ہیں۔

اب چند اصطلاحات جن پر حضرات نقشبندیہ کے طریقہ کی بنا ہے لکھے جاتے ہیں یاد رکھنا چاہئے اور ان کو اپنا مطمع نظر سمجھنا چاہئے اور وہ ہوش دردم، نظر بر قدم، سفر در وطن، خلوت در انجمن، یاد کرد، بازگشت، نگہداشت، یادداشت، وقوف زمانی، وقوف عدوی، وقف قلبی گیارہ ہیں۔ ہوش و روم اس کو کہتے ہیں جو ہمیشہ اپنے سے باخبر اور ہوشیار رہے تاکہ غفلت سے سانس نہ آئے اور یہ تفرقہ نفسی کو دفع کرتا ہے۔ نظر بر قدم یہ ہے کہ ہر جگہ آمد و رفت میں پاؤں پر نظر رکھے تاکہ نظر پر آگندہ نہ ہو جائے اور جمعیت خاطر حاصل ہو ابتدا میں دل نظر کے تابع ہوتا ہے اور نظر کی پر آگندگی دل پر اثر کرتی ہے اور نظر بر قدم سے شاید سفر سہتی کی مسافت اور خود پرستی کی وادیاں طے کرنے میں جلدی کرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی جہاں کہیں اس کی نظر ختم ہو اس وقت وہیں قدم رکھے۔

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک انسانی طبیعت میں سفر کرنے یعنی صفات کو اچھے اخلاق سے بدل دے اور یہی تخلقوا باخلاق اللہ کے معنی ہیں اور خلوت اور انجمن یہ ہے کہ ظاہر میں خلقت کے ساتھ اور باطن میں اللہ کے ساتھ ہو یعنی ہر حال میں خدا کی طرف متوجہ رہے۔ یاد کرو سے ذکر زبانی قلبی مراد ہے یعنی خدا کی یاد میں غفلت کو دور کرنا بازگشت یہ ہے کہ جے بار کلمہ طیبہ زبان سے ادا کرے اتنی ہی بار دل سے دعا کرے کہ بار الہا تو اور تیری رضا جوئی میرا مقصد ہے اور میں نے تیرے ہی لئے دنیا اور آخرت کو چھوڑ دیا تو مجھے نعمتیں اور اپنی بارگاہ کی رسائی عنایت فرما۔ اور ذکر میں اس سے غفلت نہ کرنا چاہئے بہت بڑی شرط ہے۔

اور نگاہداشت، مراقبہ، مراقبہ، قلب کو کہتے ہیں یعنی دل کو غیر خدا کے خیال سے خالی رکھے مثلاً اگر ایک سانس میں سو بار کلمہ طیبہ کہے تو غیر کی طرف دل نہ متوجہ ہو بلکہ اسماء و صفات باری تعالیٰ سے بھی غافل ہو جائے اور وحدت مطلق اور دراء الورد کو مد نظر رکھے یا وداشت ہر حالت میں اور اور ہر وقت خدا کی طرف متوجہ رہنا بعضے حضور قلب کو یادداشت کہتے ہیں اور اہل تحقیق

لہ خدا کے اخلاق سے متصف یعنی خدا کے اوصاف اپنے میں پیدا کر دے ۱۲ شہید لہ اسی مقصد کو ایک شاعر نے یوں ادا کیا ہے۔

شمس ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل : مثال اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشددا کا ۱۲ شہید

کے نزدیک محبت ذاتی (جو یادداشت کے حاصل ہونے سے کنا یہ ہے) کے واسطے سے خدا کا شہود اور اس کا اس کا وجود دل پر غالب ہوتا ہے اور اس کو مشاہدہ کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مقام مذکور (کہ خدا کی طرف پوری توجہ ہے) پوری فنا اور بقائے کامل کے بغیر نہیں حاصل ہوتا ہے ووقوف زمانی یہ ہے کہ انسان ہر حالت میں اپنے سے باخبر رہے خدا کی اطاعت کرتا ہے تو شکر کرے اور اگر گناہ میں ہے تو عذر اور توبہ کرے یا پاس انفاس کا خیال رکھے کہ حضور میں گذرتا ہے یا غفلت میں اور اسی طرح قبض و بسط میں شکر اور استغفار کرنا چاہئے اور اسی کو محاسبہ کہتے ہیں ووقوف عدوی نفی و اثبات طاق عدد کے خیال رکھنے کو کہتے ہیں جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے اور ذکر قلبی میں عدد کی رعایت کرنے سے پریشانی خاطر دفع ہوتی ہے ووقوف قلبی یہ ہے کہ ذکر کرنے والا خدا سے باخبر اور واقف ہے یا خدا کے حضور میں دل کے اس طرح حاضر رکھنے کو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے کوئی تعلق نہ رہے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ ذکر کے وقت ارتباط اور تنبیہ شرط ہے۔ کیونکہ محققین نے فرمایا ہے اگر طالب میں ذکر قلبی قرار نہ کرے اور اثر نہ کرے تو اس کو ذکر سے روک کر ووقوف قلبی کا مرشد حکم فرمائے تاکہ ذکر جلد اثر کرے۔

مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ

شیخ تمام باتوں سے خالی ہوا اپنے نفس ناطقہ کی طرف اس نسبت میں جس کا القامید پر منظور ہو توجہ ہو اور توجہ قلبی مرید کی طرف مائل کرے کہ میری کیفیت جذب مرید میں اثر کر رہی ہے خیال کرے انشاء اللہ حسب استعداد نور برکتیں حاصل ہوں گی اور لطیفہ قلب کے جاری کرنے کے بعد ہر لطیفہ پر تدریجاً توجہ کرے اور اس طرح انوار مراقبات و لطائف کے تقابلیں توجہ کرے اور اگر مرید موجود نہ ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ کرے اور اسے فائدہ پہنچائے۔

مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے

کہ دل کو تمام خیالات سے صاف کرے اور اپنے کو اسی مرض میں مبتلا سمجھے جو مرید کو ہے۔ تو وہ مرض اس کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اور یہ انسان میں خدا کی عجیب صفتوں میں سے ہے اور دوسرا طریقہ مرض کے دور کرنے اور توبہ بخشی کا یہ ہے کہ صاحب نسبت وضو کر کے دو نفلیں پڑھے

اور درود و استغفار پڑھ کر نہایت ہی خشوع و خضوع سے درگاہ الہی میں ملتجی ہو کے مریض اور گناہگار سے مرض اور گناہ دور ہو جائے اس کے بعد مریض یا گناہ گار کے سامنے بیٹھے اور پوری ہمت سے سانس لیتے وقت خیال کرے کہ مریض یا گناہ گار کے قلب سے مرض یا گناہ دور ہوتا ہے ایک لمبی سانس لے اور سانس نکالتے وقت تصور کرے کہ اس کے قلب سے مرض یا گناہ دفع کر کے زمین پر گزارا ہوا ہے خدا کی مدد سے مریض شفا پائے گا اور گناہ گار توبہ کرے گا۔

زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا طریقہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ زندہ ہے تو اس کے سامنے بیٹھے اور اگر مردہ ہے تو اس کی قبر کے سامنے بیٹھے اور اپنے کو ہر نسبت سے خالی کرے اور علام الغیوب کی بارگاہ میں دعا کرے کہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو آگاہ کر اور اس کی باطنی کیفیت بتا۔ اور متوجہ ہو اس کی روح کی طرف اور تھوڑی دیر اپنی روح کو اس کی روح سے ملا دے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی طرف متوجہ ہو تو اگر اپنے میں کچھ کیفیات پائے تو سمجھے کہ نسبت اسی شخص کی ہے اور خطروں کے پہچان نے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

خطرہ معلوم کرنے کا طریقہ

اپنے قلب کو خطرہ اور خیال اور حدیث نفس سے خالی کر کے اس کی طرف متوجہ ہو پھر جو کچھ اچھا برا خیال دل میں آئے اسی کی طرف سے خیال کرے۔

آئندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اپنے دل کو تمام خیالات سے صاف کر کے بارگاہ الہی میں دعا کرے کہ اے اللہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو اس واقعہ کی واقفیت دے تو اگر تمام خیالات دفع ہو جائیں اور اس واقعہ کے کشف کا انتظار جس طرح (پیا سے) کو پانی کی طلب ہوتی ہے، حاصل ہو جائے تو پوری ہمت اور توجہ سے اپنی روح کو لمحہ بلمحہ ملائعہ اعلیٰ یا ملائعہ اسفل کی طرف حسب حیثیت متوجہ کرے تو وہ واقعہ آواز غیبی یا خود مشاہدہ سے یا خواب میں معلوم ہو جائے گا۔

بلا کے دفع کرنے کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اس بلا کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے بہت اور توجہ سے اس بلا کے دفع کرنے کی طرف بائبل ہو خدا کی مدد سے دور ہو جائے گی اور یہ بائبل اکثر متوسط درجہ کے سالکوں سے واقع ہوتی ہیں اور چونکہ منتہی لوگ دنیا کی چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں اس واسطے ان سے کم واقع ہوتی ہیں اور یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ عارف کے تمام مکشوفات کا صحیح اور واقعہ کے مطابق ہونا ضروری نہیں ہے اس لئے کہ واقعات کا کشف ظنی چیزوں سے ہے غلطی کا بھی احتمال ہے اور کبھی بالکل خلاف واقع بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسی باتوں کو ہر شخص کے سامنے ظاہر نہ کرنا چاہئے

باب قرآن شریف پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور دیگر اعمال کی کیفیت

سلوک الی اللہ کے تین طریقے تعلیم ہوئے ہیں اول کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر اور دوسرے قرآن شریف کی تلاوت تیسرے نماز پڑھنا اور باقی تمام ذکران میں شامل ہیں اور ان اذکار کی خوبیاں قرآن شریف و احادیث اور آثار صحابہؓ سے ثابت ہیں یہ مختصر رسالہ اس قابل نہیں ہے کہ اس میں اس کی خوبیاں بیان کی جائیں اور اس کے لا انتہا فضائل اور برکتیں انسان سے نہیں بیان ہو سکتیں اس واسطے سچے طالب کو کلمہ طیب کی فضیلت بھی سمجھ لینا چاہئے کہ ایک قدم لا الہ سے غیر خدا کی نفی پر رکھے اور دوسرا لا الہ سے جناب الہی میں رکھ کر خدا سے مل جائے اور قرآن شریف کی خوبیوں سے بھی جان لینا کافی ہے کہ اس کے پڑھنے سے خدا کی درگاہ کی حضوری اور اس سے ہم کلامی حاصل ہوتی ہے اور نماز میں یہ دونوں اور تمام دعائیں اور عبادتیں اور تسبیحیں موجود ہیں اور اس کے مراتب بھی لا تعداد ہیں ان کو بھی انسان نہیں بیان کر سکتا اور جو سالک استغراق اور جذبہ کی زیادتی میں نماز نہیں پڑھتے ہیں بہت سے مرتبوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

بلکہ ان کو مقصد اصلی بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اور نماز بندہ اور پروردگار کے درمیان ایک سیر ہے کہ مسلمان اس میں مشغول ہونے سے غیر خدا سے جدا اور خدا سے قریب ہو جاتا ہے وہ سلوک کا

لہ کوئی معبود اور قابل پرستش خدا کے سوا نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیچھے ہوئے ہیں۔ اور اس

کے رسول ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید :: :: ::

طریقہ جو کلمہ طیبہ کے ذریعہ سے تھا بیان کیا جا چکا اب کچھ طریقہ اور کیفیت قرآن شریف کی تلاوت اور نماز پڑھنے کے طالبان حق کے طریقہ پر بیان کئے جاتے ہیں۔

اول قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ

قرآن شریف پڑھنا ایک بہت بڑی عبادت ہے اور خدا کی قربت کے لئے سوا فرض کے ادا کرنے کے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں تو اس کے آداب اور اس کا استیجاب یہ ہے کہ پوری طہارت سے نہایت اخلاص کے ساتھ کعبہ کی طرف منہ کر کے اعوذ اور بسم اللہ کے بعد خشوع اور خضوع سے ترتیل کے ساتھ پڑھے اور خیال کرے کہ میں خدا کی باتیں کر رہا ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو یہ جانے کہ وہ مجھ کو دیکھتا ہے اور امر و نواہی کا حکم دیتا ہے اور بشارت کی آیت پر مسرور ہو اور وعید کی آیت پر ڈرے اور روئے اور بلند آواز سے خوش آوازی رحیم سے طبیعت کو لطف آتا ہے اور غفلت دور ہوتی ہے، سے پڑھے یہ عام طریقہ ہے اور خاص طریقہ یہ ہے کہ پہلے شرائط کو مد نظر رکھے خلوت (جس میں کوئی شخص مخل نہ ہو) میں دو نفلیں ادب سے پڑھ کر حضور قلب سے بیٹھے۔ اور قرآن شریف سامنے رکھ کر خدا کے کلام کی بڑائی اور اپنی ذلت کا تصور کرے اور دل کو تمام خیالات سے صاف کر لے قرآن کی حقیقت (جو خدا کے کلام نفسی کی صفت ہے) کی طرف متوجہ ہو اور اس مراقبہ میں تھوڑی دیر ٹھہرے تاکہ اطمینان حاصل ہو اور حضور حق (جیسے شاگرد کو استاد کے سامنے ہوتا ہے) حقیقی طریقہ سے حاصل ہو جائے اور اعوذ اور بسم اللہ کے بعد ترتیل اور تنجید کے ساتھ (جس طرح استاد کے سامنے پڑھتے ہیں) اور قرأت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے اور خیال کرے کہ منہ کی زبان اور دل صنوبری کی زبان برابر پڑھ رہی ہے اور اس خیال سے غافل نہ ہو اور اگر غفلت ہو جائے فوراً اعوذ باللہ پڑھ کر قلب کو حاضر کرے جب اس مشق سے اطمینان خاطر اور حضوری حق حاصل ہو جائے تو خیال کرے کہ ہر ہر انگٹا جسم کا قرآن شریف پڑھ رہا ہے اور جسم کے ہر حصہ سے الفاظ نکل رہے ہیں اور تمام جسم موسوی درخت کا حکم رکھتا ہے عین پڑھنے کی حالت میں اس

لہ ترتیل اس کو کہتے ہیں کہ قرآن شریف اس طرح پڑھا جائے کہ ہر ہر لفظ آسانی سے سمجھ میں آ جائے اور ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ رہے مخلوط نہ ہو۔ اور حرف اپنے نخرج سے نکالا جائے اور اگر خوش آوازی سے پڑھا جائے تو بہتر ہے۔ ۱۲ شہیر

میں مستغرق ہو جب اس میں مل کر پیدا ہو جائے تو خیال کرے کہ خدا میری زبان سے پڑھ رہا ہے اور سن رہا ہے اور خیال کرے کہ سالک پڑھتا ہے اور خدا سالک کے کانوں سے سنتا ہے اور جب اس میں ملکہ پیدا ہو جائے تو اپنے پڑھنے میں خیال کرے کہ خود خدا پڑھتا ہے اور خود ہی سنتا ہے اور نہ سالک کا وجود ہے اور نہ دنیا کے دیگر موجودات کا بلکہ ایک آواز ہے جو ہر طرف سے آتی ہے اور سالک اس میں محو ہے اور جب اس مرتبہ میں بھی کمال ہو جائے گا تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ حقیقی معنی اور قرآن شریف کے بھید اس پر ظاہر ہو جائیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

سالک کو چاہئے کہ ہر عمل میں اور خصوصاً نماز میں ان کی روح اور مغز جس سے مراد محبت قلبی اور خلوص نیت اور درگاہ الہی میں قبولیت اور خدا کے سامنے محویت ہے، کی حفاظت کرے لیکن اگرچہ حقیقت نماز اہل حقیقت کی نماز ہے اور اسے ادا کرنا اور وہاں تک پہنچنا مشکل اور اس میں بہت وقت ہے لیکن بہت اور کوشش کرنا چاہئے شاید خدا آسانی پیدا کر دے والذین جاهدوا فینا لنہدینہم سبلنا اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نماز کی ایک صورت خیال کہ نماز کا دل خالص نیت اور اس کی روح حضور قلب اور اس کا جسم رکوع و سجود وغیرہ اور اس کے اعضائے رئیسہ ارکان اور حواس ٹھہر ٹھہر کے پڑھنا اور قرأت کی درستی میں جب تک کہ ان میں سے ایک بھی نہ ہو گا اہل اللہ کے نزدیک نماز نہ ہوگی اور نماز کے لئے پوری پاکی کی بھی شرط ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور وہ پاکی دل کو غیر خدا سے صاف کرنا ہے کیونکہ خدا کی نظر عنایت اور قبولیت دل پر ہے۔

اللہ لا ینظر الی صورکم و اعمالکم و لکن ینظر الی قلوبکم و نیا کلمہ تعجب قلب ناپاک ہے تو جسم

۱۵ جو ہمارے راستہ میں کوشش کرتے ہیں ہم خود ان کو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور ان کو مطلوب تک پہنچا دیتے ہیں ۱۲ شہید ۱۵ خدا تعالیٰ صورتوں اور کارگزاریوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ دنیا میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو جامہ سالوس زیب جسم کرتے ہیں لیکن ان کے قلب حد درجہ تاریک اور ان کے اندرونی افعال بہت ذلیل ہوتے ہیں تو خدا چونکہ علام الغیوب ہے اس واسطے وہ اندرونی حالتوں اور خلوص کو دیکھتا ہے کوئی وہ نماز جو رات بھر پڑھی جائے اور اس میں خلوص نیت نہ ہو مگر قبول نہ کیا گئی اور صرف ایک ہی کلمہ جو خلوص نیت اور صرف وہی کتبیں جو حضور قلب سے خدا ہی کے لئے پڑھی جائیں مگر قبول کی جائیں گی ۱۲ شہید ۱۶

کس طرح پاک ہو سکتا ہے کیونکہ جسم قلب کے تابع ہے تو ایسا کرنا چاہئے کہ دل غیر خدا سے پاک ہو جائے اور کسی کو بزرگی اور تعظیم کے قابل سوا خدا کے نہ سمجھے تاکہ اللہ اکبر کہنا درست ہو اور حب تکبر کے واسطے ہاتھ اٹھائے تو خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو گیا۔ اور درجہ تہمت و جہمت دیکھی کہتے وقت قلب کا منہ بہت سے خدا کی طرف کرے اور ۲ محمد للہ کہتے وقت خیال کرے کہ کوئی تعریف کے قابل عالم میں نہیں ہے اور تمام تعریفیں خدا ہی کی طرف رجوع کرتی ہیں اور رب العالمین میں خیال کرے کہ خدا کے سوا کوئی پروردگار نہیں ہے اور ۳ الحمد للہ الرحمن الرحیم میں اس کی عنایت اور رحم کی امید کرے اور اس کو راسخ کرے اور ۴ صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈر اور قیامت کے دن کا خیال کرے اور ۵ لا اِلهَ اِلاَّ ہُوَ یُؤْتِی الدِّینَ قِیَامَتِہٖ کے دن صرف خدا کا حکم ہو گا کا یقین کرے ۶ یا اے نبی اللہ کا یقین کرے اور ۷ یا اے مستعین کہتے وقت لا فاعل الا اللہ کا تصور کرے اور ۸ اھدنا الصراط المستقیم سے وہ راستہ جو خدا تک پہنچا دے اور صراط الذین انعمت علیہم سے وہ راستہ انبیاء اور اولیاء کا تھا طلب کرے اور غیر المغضوب علیہم ولا الضالین سے خدا کے غصہ اور اپنی گمراہی سے پناہ مانگے اور کھڑے ہونے میں شریعت و طریقت پر استقامت کی آرزو کرے اور رکوع میں بڑائی اور اپنی حقارت کا اور سجدہ میں پناہ اور خدا کے ثبات اور بقا کا اور شہد میں اپنی نحویت کا خیال کرے۔

اور اس بات کی کوشش کرو کہ جو نماز میں پڑھوں اسکو اپنے اوپر صادق کروں ورنہ فحش اظلمو ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق کے مصداق بن جاؤ گے۔

اور حضور اور خلوص میں کوشش کرو اور جو نماز پڑھو اس میں مراقبہ کرو اور اگر اس میں حضور قلب نہ ہو اور کوئی کمی ہو تو پھر پوتاؤ جب چند بار ایسا کرو گے تو یقین ہے میں طلب شینا وجد کے مطابق یہ دولت حاصل ہو جائے گی لیکن اسی پر صبر نہ کرو بلکہ ہمیشہ اس کی ایجابی صفت کے متمنی رہو تاکہ صلوة حقیقی حاصل ہو اور خدا کو پاؤ۔ شعر

دست از طلب ندارم تا کار من بر آید یا من رسم بہ جانان یا جاں ز تنی بر آید

پر عمل کرو انشاء اللہ خدا کے فضل سے کامیابی حاصل ہوگی۔

۱۔ کیا اس سے بھی زائد کوئی شخص حد سے زائد تجاذز کرنے والا ہے جو خدا پر اتہام لگاتا ہے اور صدق دل کو جھٹلاتا ہے ۲۔ جو شخص کسی چیز کی تلاش کرتا ہے اور اسی میں کوشش کرتا ہے یقیناً وہ اس کو پاتا ہے ۱۲ شہید ۳۔ جب تک میرا مقصود نہ حاصل ہو جائے گا میں کوشش سے دست بردار نہ ہوں گا۔ یا نو میں اس تک پہنچ جاؤں گا یا میری جان نکل جائے گی ۱۲ شہید

نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ

نماز پڑھتے وقت قلب کے منہ کو حقیقت کعبہ (جو موجودیت خدا کی صفت ہے) کی طرف اور نماز کے نور حقیقت کا (جو خدا کے الوہیت کی صفت ہے) تصور کرے اور اپنی حقیقت (جو عبدیت کا مرتبہ ہے) کا تصور پوری عاجزی سے کرے اور غلامی کی خدمت کی خالص نیت کرے اور تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو کر خدا کی طرف پھرا اور اللہ اکبر کہہ کر خیال کرے کہ میں نے اپنے نفس کو تکبیر سے ذبح کر کے فنا کر دیا اور تسبیح (یعنی سبحانک اللہم اعظم) اور تحمید (الحمد پڑھنا) کے بعد قرأت شروع کرے اور قرأت میں خدا کی قبولیت کا تصور کرے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس وقت بندہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور حب الرحمن الرحیم کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے بزرگی اور بڑائی کی اور حب ایک نعبد دایا نکستعین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور جو کچھ اس نے مانگا خاص اسی کے واسطے ہے اور حب اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کے واسطے ہے اور جو کچھ اس نے مانگا وہ سب اس کے لئے ہے تو جواب کے تصور میں مستغرق ہو جائے اور رکوع میں پاؤں کی پٹیکھ پر نظر رکھے اور خدا کی کبریائی اور بڑائی اور اپنی ذات کا تصور کرے اور سجدہ میں ناک کے نتھنے پر نظر رکھے اور اس کی بلندی اور اپنی حقارت اور خاک ساری کا تصور کرے اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور التحیات کے معنی کا خیال کرے اور اس حالت میں خیال کرے کہ خدا کے سامنے انبیاء کی مجلس میں داخل ہو گیا نیز ہر نماز میں ان تعبد اللہ کانک تراء کا تصور کرے اور اگر کوئی خیال زہن میں آئے تو لا صلوة الا بحضور القلب کے تصور سے دور کرے اور اس قدر آواز بلند کرے کہ خود سن سکے بلکہ پاس والا بھی سن لے مگر اتنا پکار کر نہ پڑھے کہ آواز حلق سے باہر نکلے لیکن جہری نماز میں بیشک بلند آواز سے پڑھے۔

نماز کا دوسرا طریقہ

مقررہ شرطوں کے ساتھ حالت نماز میں حقیقت کے نور پر (جو ستارے کی مانند چمکتا ہے)

۱۔ الحمد کا ترجمہ:۔۔۔ سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جو دونوں عالم کا پروردگار ہے جو بہت رحمت کرنے والا ہے قیامت کے دن کا مالک ہے اس خدا کو سیدھا راستہ دکھلا ان لوگوں کا راستہ جن پر تم نے انعام کئے نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے عذہ کیا اور جو گمراہ ہیں ۱۲ شنبہ

کھڑے ہونے کی صورت میں سجدہ گاہ رکوع میں پیشانی پر اور سجدہ میں تنہ پر اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور مستغرق ہو جائے توجہ نماز میں اس طرح مشق کرے گا تو خدا کی مدد سے نماز حقیقی حاصل ہو جائے گی اور مختلف قسم کی حقیقتیں اور معرفتیں ظاہر ہوں گی الصلوٰۃ معراج المؤمنین کا یہی مرتبہ ہے مقصد اصلی دنیا و مافیہا کو چھوڑ دینا اور خدا سے مل جانا ہے واللہ یدر فی من یشاء خدا ہم کو اور تمام دوستوں کو اور تمام طالبان حق کو اس دولت سے مشرف فرما اور اسی میں موت دے اور اٹھا بمنہ و کر مہ بھیجی النبی و آلہ و اصحابہ اجمعین آمین آمین آمین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی اپنے اور الصلوٰۃ والسلام یا نبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے اس کے بعد طاق عدد میں جس قدر ہو سکے اللہ صلی علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیہ اللہ صلی علی محمد کما ہواھلہم اللہ صلی علی محمد کما تحت و تدر اور سوتے وقت اکیس بار سورہ نصر پڑھ کر آپ کے جمال مبارک کا تصور کرے اور درود شریف پڑھتے وقت سر قلب کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف داسنی کر دٹ سے سوئے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھ کر داسنی ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھ کر سوئے۔ یہ عمل شب جمعہ یا دو شنبہ کی رات کو کرے اگر چند بار کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مقصد حاصل ہوگا۔

نماز کن فیکون کا طریقہ

مشکلوں کے دفع کرنے میں یہ سریع الاثر ہے جس شخص کو کوئی حاجت یا دشواری پیش آئے شب

۱۷ اے خدا صلوٰۃ بھیج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح تو نے ہم کو حکم دیا کہ ہم ان پر درود بھیجیں اے خدا آنحضرت پر ایسا درود بھیج جس کے مقابل ہیں اور ان پر ایسا درود بھیج جیسا تو پسند کرتا ہے اور جس سے تو رضامند ہوتا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فاضل دہلی

چہار شنبہ اور پنجشنبہ کو پوری طہارت اور پورے خلوص سے دو رکعتیں پڑھے پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور قل سوا سو بار اور دوسری رکعت میں الحمد سو بار اور قل ہو اللہ ایک بار پڑھے اور سو بار کہے اے دشواریوں کے آسان کرنے والے اور اے تاریکیوں کے روشن کرنے والے اور سو بار استغفار اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور دل سے خدا کی درگاہ میں دعا کرے اور تیسری رات میں نماز وغیرہ پڑھ کر برہنہ سر ہو کر دہنی آستین نکال کر گردن میں ڈالے اور گریہ و زاری سے درگاہ الہی میں، پچاس بار دعا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول ہوگی اور خاندانِ چشتیہ میں یہ عمل بہت مؤثر اور مجرب ہے اسی سبب سے اس کا نام صلوٰۃ کن فیکون ہے کہ مقصد پورا کرنے میں بہت جلد تاثیر کرتی ہے۔

نماز استخارہ کا طریقہ

جس کام کو شروع کرنا ہو پہلے اس میں استخارہ دیکھ لے، مسنون استخارہ میں خواب وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے صرف قلبی اطمینان کافی ہے اگر وقت نہ ہو تو صرف دعا کرے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں استخارہ کی نیت سے پڑھے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا الہیہ اور دوسری میں قل ہو اللہ الہیہ پڑھے سلام پھرنے کے بعد اللهم انی استخیرک بعلمک واستقدرك بقدرتک واسئلتک من فضلك العظیم فانک تقدر ولا أقدر وتعلم ولا أعلم وانت علام الغیوب اللهم ان کنت تعلم ان هذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبتی امری او فی عاجل امری واجلہ فاقدر لکی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم ان هذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبتی امری او فی عاجل امری واجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ

اے خدا میں تیرے علم سے اچھائی طلب کرتا ہوں اور قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت سے اور تیری بڑی عنایت سے مانگتا ہوں اس لئے کہ تجھ کو قدرت ہے مجھ کو نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں اور تو غیب کا بڑا جانتے والا ہے اے خدا اگر تو یہ جانتا ہو کہ یہ کام میرے دین اور معاشرت اور میری آخرت اور جلد پیش آنے والی بات اور دیر میں آنیوالی بات میں اچھا ہے تو مجھ کو اس کی قدرت دے اور میرے واسطے کر دے پھر اس میں مجھ کو برکت دے اور اگر تو یہ جانتا ہے ان سب چیزوں میں یہ کام میرے واسطے برا ہے تو اسے مجھ سے دور رکھ مجھ کو اس سے علیحدہ کر دے، اور جہاں کہیں اچھائی ہو اس پر قدرت دے پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے

استخارہ کا دوسرا طریقہ

مشائخ چشتیہ نے کہا ہے کہ عشا کی نماز کے بعد استخارہ کی نیت سے دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد قل ہواللہ تعالیٰ بار پڑھے سلام کے بعد اول و آخر تین تین بار درود شریف پڑھ کر یا سلام سلمتی تین سو ساٹھ بار پڑھے اس کے بعد یا علیہ علمنی یا بشیر بشر فی یا خبیر خبر فی یا صبیہ بی بی چار چار سو بار پڑھے اس کے بعد منہ قبلہ کی طرف کر کے اور سر قطب کی طرف اور سر رکھن کی طرف کر کے زمین پر سو رہے اگر معذور ہے تو اس کو اختیار ہے لیکن کسی سے گفتگو نہ کرے اور درود شریف پڑھتا ہوا سو جائے اور اس عمل کو دو شنبہ یا جمعرات کی رات کو کرے اگر ایک شب میں نہ معلوم ہو تو تین یا سات رات تک کرے انشاء اللہ جو کچھ مقصد ہو گا حاصل ہو جائے گا۔

دوسرا طریقہ

سورہ فاتحہ ایک بار سورہ ناس تین بار سورہ فلق تین بار سورہ اخلاص تین بار سورہ کافرون تین بار در چاروں قل اور الحمد سورہ اذا جاء نصر اللہ بچیس بار اس کے بعد جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے یہاں تک کہ درود شریف پڑھتے پڑھتے سو جائے اور سوتے وقت داہنے ہاتھ پر پھونک کر اور ہاتھ گلے کے نیچے رکھ کر سوئے۔

صبح و شام کے مختلف اعمال کا بیان

قلبی اشغال میں مشغول ہونے والے کو واجبات فرائض اور سنتوں کے علاوہ بعض عبادتیں اور ادوار وظائف زبانی بھی (جو قلب کی صفائی میں مددگار اور معاون ہوں) ضروری کرنا چاہئے چنانچہ تہجد کی بارہ رکعتیں اور چھ یا دو اشراق کی رکعتیں اور چاشت کی رکعتیں اور صلوٰۃ الزوال کی چار رکعتیں اور صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعتیں (اور بعض لوگ بیس بھی کہتے ہیں) اور چار سنتیں نماز عصر سے پہلے اور چار سنتیں عشاء سے پہلے اور فرصت ہونے کی صورت میں جمعہ کے دن صلوٰۃ التسبیح اور ایام بیض کے تین روزے اور جمعرات اور دو شنبہ کے دو روزے اور شوال کے چھ روزے

۱۔ اے جاننے والے مجھ کو بتا دے اے خوشخبری دینے والے مجھ کو خوشخبری دے اے خبر رکھنے والے مجھ کو خبر دے اے بیان کرنے والے مجھ سے بیان کر دے ۱۲ شہید عہ ۱۷ سلامتی والے مجھ کو محفوظ رکھ ۱۲ شہید

اور ابتدائے ذالحجہ کے نوروز نے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو عرفہ کا روزہ ضرور رکھے اور عاشورے کا روزہ اور اوائل رجب و شعبان کے آٹھ روزے رکھے اور قرآن شریف استقدر پڑھے کہ چالیس روز میں ختم ہو جائے اور نماز صبح کی فرض اور سنت کے درمیان بسم اللہ کے ساتھ الحمد اکتالیس بار پڑھے اور نماز صبح کے بعد سورہ یسین اور دس بار کلمہ چہارم اور سو بار سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ استغفر اللہ اکتالیس بار اور اللہم صلی علی سیدنا محمد الخ جس قدر ہو سکے پڑھے اور ظہر کی نماز کے بعد نافحتنا اور اگر ہو سکے ایک منزل و لائل النجرات پڑھے، اور عصر کی نماز کے بعد سورہ عم یقساو لون اور سو بار آیہ کریمہ اور مغرب کی نماز کے بعد سورہ واقعہ اور عشاء کی نماز کے بعد سورہ ملک یا سورہ سجدہ اور ایک سو بار یا حی یا قیوم برحمتک استغیث اور اول و آخر درود شریف معنی کے خیال اور حضور قلب سے پڑھے اور صبح و شام سید الاستغفار ایک بار اور خدا کے ننانوے نام ایک بار اور اللہم انت السلام ومنک السلام وعلیک يرجع السلام حینا ربنا یا السلام وادخلنا دار السلام قبارکت ربنا و تعالیت یا ذا الجلال والاكرام اور آیتہ الکرسی اور آمن الرسول آخر سورہ تک ایک ایک بار اور اعوذ بکلمات اللہ التامات کھما سی شرماخلق تین بار اور سورہ حشر کی آخر آیتیں ایک بار اور بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمه شیئ فی الارض ولا فی السماء هو السميع العليم تین بار اور رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا و بحمدہ نبیا صلی اللہ علیہ وسلم تین بار اور حزب البحر ایک بار اگر ہو سکے ہر نماز کے بعد آیتہ الکرسی ایک بار اور سبحان اللہ و الحمد للہ واللہ اکبر تینتیس تینتیس بار اور چوتھا کلمہ یعنی لا الہ الا اللہ و عدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد عی و حمیت و هو حی لا یموت بیدہ الخیر و هو علی کل شیء قدیر پڑھے اور کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہم بارک لنا فیہ اور کھانے کے بعد الحمد للہ الذی اطعمنا و سقنا و جعلنا من المسلمین پڑھے اور سوتے وقت الحمد اور آیتہ الکرسی ایک ایک بار اور معوذتین تین بار اور سورہ کہف کی آخر کی آیتیں پڑھے اور سو کے اٹھے تو کلمہ چہارم پڑھے اور پائے خانے جاتے وقت اللہم انی اعوذ بک من الخبث و الخبائث اور نکل کر غفرانک اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بسم اللہ واللہ اکبر واللہم انی اسئلک رضاک

۱۲ کوئی بڑا گارسوا لے خدا کے نہیں ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی ملک اور اسی کے واسطے تعریف ہے وہ مارتا ہے اور وہ زندہ کرتا ہے اور وہ زندہ ہے اور نہ فنا ہوگا اس کے قبضہ میں اچھائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۲ شہید

کہنے کی عادت ڈالے اور بھی نماز فجر عصر کے مسبوعات عشر پڑھے اور بہت سے اوراد ہیں اگر کرنا چاہے تو دوسری حدیثوں میں جیسے حصین حصین میں دیکھ باقی ہر حالت میں اشتغال قلبی میں مشغول رہے اور بعض بزرگ سکون طبیعت اور اطمینان کے واسطے نماز ظہر یا نماز چاشت کے بعد ختم خواجگان بھی پڑھتے ہیں۔

اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سات بار الحمد اس کے بعد سورۃ الم نشرح انا سب بار درود شریف سو بار پڑھے اور اس کے بعد ایک ہزار بار سورۃ اخلاص اس کے بعد سات بار الحمد اور سو بار درود شریف اور سو بار یا قاضی الحاجات و یا کافی المهمات یا دافع البلیات یا حل المشکلات یا رافع الدرجات یا شافی الامراض یا مجیب الدعوات یا الرحمن الرحیم پڑھے۔

ختم خواجگان چشت کا طریقہ

ہر مشکل اور ہم کے واسطے وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے پہلے دس بار درود شریف اس کے بعد تین سو ساٹھ بار لا ملجأ لا منجأ من الله الا الیه پڑھے کرام نشرح تین سو ساٹھ بار پڑھے اور پھر دعائے مذکور تین سو ساٹھ بار درود شریف پڑھے ختم کرے اپنی مراد خدا سے مانگے۔

ختم خواجگان قادر یہ کا طریقہ

کسی بڑی بات کے حاصل ہو جانیکے لئے پہلے دو غلیں پڑھے اس کے بعد ایک سو گیارہ بار سورۃ الم نشرح بعد کلمہ تہجد ایک سو گیارہ بار اور سورۃ یسین ایک بار پڑھے اور اگر بڑا ختم کرنا ہے تو سورۃ الم نشرح ایک ہزار گیارہ مرتبہ پڑھے اور چھوٹے ختم کی صورت میں ایک سو اکتالیس بار لیکن ہر صورت میں اس کے بعد ایک سو گیارہ بار درود شریف پڑھے اور خدا سے اپنی مراد مانگے۔

سلوک کے راستوں کے موانع کا بیان اور ان کے دفعیہ کا بیان

حدیث نفس اور بیکار خیالات اور لغو فکریں اور تشویشیں ہر طالب کی راہ سلوک میں مانع ہوتی ہے یعنی وہ دس چیزیں جو سات سات بار پڑھی جاتی ہیں سورۃ فاتحہ سورۃ ناس سورۃ قلن سورۃ اخلاص سورۃ کافرون آیت اکرسی کلمہ تہجد شریف اور اللهم اغفر لنا الایہاء منہم والاموات اور اللهم یا رب افعلى و لہم عجلوا و اجلا فی الدنیا و الدنیا و الاخرۃ انت اهل ولا تفعل بنا یا مولینا ما نحن لہ اهل انت غفر جلیلیم جو ادکیریم ملک بروروف رحیم ۱۲ شہید

میں اور یہ بہت سخت مرض ہے بزرگوں نے اس کے علاج تجویز کئے ہیں اگر بے خیالات کی وجہ سے اشتغال اور نسبت قلبی میں کوئی خلل واقع ہو تو نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور خلوتِ رحب میں شور و غل کی آواز نہ آ سکے، نہیں بیٹھے اور معوذتین اور قل ہو اللہ تین تین بار پڑھے اور استغفر اللہ من جمیع الذنوب تین بار پڑھے اور تین مرتبہ معوذہ پڑھ کر بائیں شانے کی طرف پھونک کر اور کھڑے ہو کر دو گانہ پڑھے اور جتنی بار ہو سکے اللھم طہر قلبی عن غیثہ و نور قلبی بنور معرفتک ابد یا اللہ یا اللہ یا اللہ اس کے بعد بائیں طرف یا نور اور داہنی طرف یا نور اور دل میں یا نور کی ضرب لگائے اور تکرار کرے اور اگر پھر طبیعت میں گھبراہٹ ہو تو فوراً وضو کر کے اسی ذکر میں مشغول ہو جائے اور اگر پھر تشویش ہو تو پھر ایسا کرے انشاء اللہ دو تین دفعہ میں قلب کو تسکین ہو جائے گی پھر نفی اثبات کے ذکر میں لا فاعل الا اللہ ولا موجود الا اللہ کے تصور کے ساتھ مشغول ہو جائے اور مد و شد اور خوش آوازی کا خیال رکھے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مقررہ طریقہ پر یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا باسط میں سے کوئی نام لیکر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے اگر پھر بھی خیالات نہ دور ہوں اور طبیعت پریشان رہے چند بار مذکور تصور کے ساتھ نفی و اثبات کی مشق کرے کہ یہ خیالات خواہ اچھے ہوں یا برے خدا ہی کے ساتھ قائم ہیں بلکہ عین خدا ہیں کیونکہ بعضوں کے نزدیک برائی بھی خدا کے ظہور سے ہے اور ہو الاول هو الآخر هو الظاهر هو الباطن وهو بكل شیء علیم پڑھے یقیناً اس سے شوق و اشتیاق زائد ہو جائے گا۔ اور تمام خیالات دور ہو جائیں گے۔

تفرقوں کی کیفیت اور ان کا علاج

تفرقہ اور پریشانی طبیعت کے چند اسباب ہیں کبھی زیادتی شوق کے فساد سے اس کی بصورت ہے کہ عاشق خدا کے وصل کے آرزو مند ہیں اور وہ بغیر طالب کے ذات خدا میں فنا ہوئے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور فنا موقوف ہے مستی اور طبیعت کے سکون پر جب بعض طالب شوق کی زیادتی میں بڑی بڑی ریاضتوں کا بار اپنے سر لیتے ہیں اور اپنے نفس کو یک لخت اس کی لذتوں اور خواہشوں سے روک دیتے ہیں اور بے انتہا بھوک اور پیاس اور آرام تک کرنا اختیار کر لیتے ہیں تو یہ باتیں طبیعت میں انقباض پیدا کر دیتی اور حواس کے فتور کی وجہ سے فرحت و انبساط پریشانی اور غم سے بدل جاتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ نفس کو اس کے مباح چیزوں کی خواہش میں خود مختار کر دے اور اس وقت ریاضیت پھوڑ دے۔

جب تک کہ شوق اور انشراح طبیعت اور مستی پھر پیدا ہو جائے اور کبھی اس کا سبب نامردی اور کمزوری ہوتی ہے یعنی نفس اپنی خواہشوں کے چھوڑنے کی جرات نہیں کرتا اور تفرقہ اور پریشانی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج نصیحت ہے کیونکہ مسلمان اور طالب حق کی بہت ریاضت اور اطاعت ہے اور خدا کے دشمن اور منافق کی بہت کھانا پینا اور اپنے نفس کی خواہشوں اور لذتوں میں مشغول ہونا ہے اور حق کے طالب اپنی جان اور دل خدا کے دیہی پر فدا کر دیتے ہیں اور منافق اپنے دین ایمان کو مال و زر پر فدا کر دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ منها۔

یا تفرقہ کا باعث وہ فکر ہے جو شیطان اس میں پیدا کر دیتا ہے جس سے دل ناامیدی اور کم ہمتی کی طرف مائل ہو جاتا ہے یا مرشد کی باتوں پر اعتراض کرنا شروع کرتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بہت جمع کرے اور لا تقنطوا من رحمۃ اللہ پڑھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ جو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا یاد کرے یا تفرقہ کا سبب نفس کی رگ کا باقی رہتا ہے جس کی تلریکی طالب حق میں باقی رہتی ہے اور اس کے سبب سے پریشانی اور رنج و ناامیدی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج کسر نفسی اور وہ ذلت برداشت کرنا ہے جو نفس پر شاق ہو یا ہمیشہ ذکر اور خلوت کرنا ہے یا اس کا سبب رنج اور ارادہ کی پریشانی ہے کہ جس قدر وہ قلب کی صفائی اور روح کے جلا کرنے میں مشغول ہونا چاہتا ہے اسی قدر اس کا نفس نافرمانی کرتا ہے تو اس کا سبب مزاج کا مختل ہونا ہے کہ سوداوی اخلاط دل پر غلبہ کر لیتے ہیں اس کا علاج فصد اور ترقی کر کے صفائی اور مزاج کا معتدل کرنا ہے یا اس کا سبب بے وضو ہونا اور ناپاکی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے کو خوب پاک اور طاہر رکھے یا اس کا سبب غر یا ظلم کرنا اور اہل حق کا حق غصب کرنا ہے اس کا علاج اس خلل کا دور کر دینا ہے یا تفرقہ کا سبب حرام اور مشکوک غذاؤں کا کھالینا ہوتا ہے اس کا یہ علاج ہے کہ ان کو چھوڑ دے اور توبہ کرے اور کبھی تفرقہ جادو اور دیوانگی جو شیطان سے ہوتی ہے کیوجہ سے ہوتا ہے اس کا علاج معوذتین پڑھنا اور حسب قدر ہو سکے یا اللہ یا اللہ کا ذکر کرنا اور کبھی مشائخ طریقت سے بے ادبی کرنے سے پیدا ہو جاتا ہے اس کا علاج اس سبب کا دور کر دینا ہے علاوہ اس کے تفرقہ اور تشویش کے دور کرنے کے واسطے بدن اور کپڑوں کی پاکی کے ساتھ نفی و اثبات کرنا چاہئے۔

چلہ کا طریقہ

مقصد حاصل ہونیکے لئے حضرات اہل طریقت نے چلے مقرر کئے ہیں اور اس کے فائدے اور سندیں

لے اللہ ہم کو اس سے بچائے ۱۲ شمیر رحمۃ اللہ کی رحمت سے ۱۵ امید ہو ۱۲ شمیر

سلوک کی کتابوں میں موجود ہیں اس مختصر رسالہ میں نہیں بیان کئے جاسکتے طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت خالص کرے یعنی صرف خدا کی رضامندی کا سنت کی اتباع میں قصد کرے اور غیر خدا سے بغرض عبادت فراغ حاصل کرے اور خدا کے ذکر کا قصد کرے اور خلوت کی واسطے جامع مسجد بہتر ہے تاکہ جمعہ اور جماعت کی فضیلت سے محروم نہ رہ سکے تو نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے پھر شعبان کی بیسیوں تاریخ عصر کی نماز کے پہلے جو نوافل کے پڑھنے کا وقت ہے اعوذ بسم اللہ اور معوذتین اور کلمہ تجید پڑھ کر مرشد کے واسطے سے مشائخ طریقت کی مقدس روحوں سے مدد مانگ کر خلوت میں آجائے اور خلوت میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ والحمد للہ والصلوة علی رسول اللہ اور دہنا قدم رکھے اسکے بعد اللہم افتح لی ابواب رحمتک کہہ کر داخل خلوت ہو اور دو نفیس ماسوی اللہ سے جدا ہونے اور خدا کی طرف لوٹنے کی نیت سے پڑھے اور اگر عصر کی نماز کے بعد خلوت میں داخل ہو تو نفل نہ پڑھے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر پر فاتحہ پڑھے اور حضور کی روحانیت سے استقامت حاصل ہونے میں مدد مانگے اس کے بعد ذکر و شغل اور مراقبہ جو کچھ اس کو مرشد سے پہنچا ہے اس میں مشغول ہو جائے۔

اور خلوت کی شرطیں یہ ہیں ہمیشہ روزہ رکھنا، کم سونا، لوگوں سے کم ملنا اور طہارت اور عبادت پر ہمیشگی کرنا، اور درود شریف پڑھنا، اور ہمیشہ ذکر کرنا ان تمام شرطوں اور ارکان خلوت کا خیال رکھنا چاہئے اور ان میں سے کسی سے غفلت نہ کرے تاکہ خلوت کے مفید نتائج مرتب ہوں اور رمضان کے آخر دس دن کی طاق راتوں یعنی اکیس، تیس، پچیس، ستائیس، اسیس میں تمام رات جاگا کرے تاکہ لیلۃ القدر کی برکت سے فائدہ اٹھا سکے۔

اس کے سوا اور راتوں میں رات کے تنہائی حصہ تک جاگے اور ذکر کرتا ہوا سو جائے۔ جب آخر کی تنہائی رات آئے اٹھ کر حلبی استنجا اور وضو کرے پھر تہجد کی نماز پڑھے اور ذکر و شغل اور مراقبہ میں صبح تک مشغول رہے جب عید کا چاند دکھائی دے مغرب کی نماز کے بعد دو گانہ پڑھ کر خلوت سے باہر آئے۔

خلوت کی شرطیں

مختہد طریقت حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے خلوت کی چند شرطیں بیان کی ہیں

۱۰ کیونکہ حدیث ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال و آفتاب نکلنے وقت اور عصر کی نماز کے بعد قبل غروب آفتاب کے نماز پڑھنے کو منع فرمایا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فسرنگی محلی۔

پہلے ہمیشہ با وضو رہے اور جس وقت ٹوٹ جائے فوراً کرے کیونکہ اس سے انشراح طبیعت اور قلب کی نورانیت بڑھتی ہے۔

دوسرے ہمیشہ روزہ رکھنا اور نماز مغرب کے پہلے افطار کرے اور عشاء کی نماز کے بعد کھانا کھانا اگر اس سے پریشان ہو جاتا ہو تو مغرب اور عشاء کے درمیان میں بھی کھا سکتا ہے۔

تیسرے کھانا کم کھانا کہ معدہ کا تہائی خالی رہے اور اگر قدرت ہو تو اس سے بھی کم کر دے اور اس قدر کم نہ کرے کہ ضعف کی وجہ سے انشراح اور خوشی تشریف لے جائے اور عبادت کا لطف جاتا رہے غرض کھانا کم کھانے سے قلب کی رقت اور دل کی صفائی اور قوت ملکیت زائد ہوتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے بھوک اللہ کا کھانا ہے چوتھے سوائے خدا کے ذکر کے زبان سے کچھ نہ نکالے تو سالک کو خلوت میں کسی سے گفتگو نہ کرنی چاہئے ہاں اگر کوئی شرعی ضرورت پیش آئے تو بقدر ضرورت ملازم سے گفتگو کرے بلکہ سوائے ملازم کے کسی کو خلوت میں آنے بھی نہ دے کیونکہ خاموشی سے حکمت حاصل ہوتی ہے اور میرا گفتگو کرنے سے ذکر کرنے کا نور ضائع ہو جاتا ہے۔

پانچویں ہمیشہ ذکر اور مراقبہ کرنا اور انا جلیس من ذکر فی کا تصور کرنا ہے اس طرح کہ غفلت نہ آنے پائے اور خلوت کی اصلی غرض بھی یہی ہے۔

چھٹے خطرات کا دور کرنا اور حدیث نفس کو دفع کرنا ہے تو غیر خدا کے خواہ اچھا ہو یا برا خیال کے روکنے کی کوشش کرے کیونکہ حدیث نفس کا آجانا ذکر سے روکتا اور قلب کو تاریک اور خلوت کے فائدہ کو ضائع کر دیتا ہے ساتویں دل کا شیخ سے ربط رکھنا اس خیال سے کہ اس سے مدد حاصل کرے اور اس اعتقاد سے کہ شیخ خدا کا مظہر ہے خدا نے فیض پہنچانیکے لئے میرے اوپر اسکو متعین کیا ہے اور شیخ ہی کے ذریعہ سے خدا تک رسائی ہو سکتی ہے تو ہمیشہ محبت اور انقیاد سے شیخ کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فیض کا دروازہ اس پر کھل جائے اور اپنے دل میں شیخ کی نسبت کوئی اعتراض نہ لائے کیونکہ اس سے خدا تک رسائی رکجاتی ہے نعوذ باللہ من الجود بعد الکود

نصیحت اور وصیت آمیز کلمے

حق کے طالب کو پہلے فرقہ ناجیہ کے عقائد کی تصحیح کے لئے ضروری مسائل سیکھنا چاہئے کتاب اور سنت اور آئنا صحابہ کی پیروی کرنا چاہئے اس کے بعد نفس کی پاکی اور اس کے غیر خدا سے خالی کرنے کی طرف متوجہ

۱۰ لیکن اگر ابراہیم ہو تو مغرب کی نماز کے بعد احتیاطاً روزہ کھولنا افضل ہے ۱۲ شہید

ہونا چاہئے چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ رباعی

خواہی کہ شود دل تو چوں آئینہ :: ذہ چیز ہوں کن از درون سینہ

حرص وائل و غضب و دروغ و غیبت :: بخل و حسد و ریاء و کبر و کیسند

اس کے بعد قلب کو صاف کرنا اور حلا دینا جس سے مراد اچھی عادتیں اختیار کرنا ہے (چاہئے چنانچہ اس

دوسری رباعی میں اس طرف اشارہ ہے۔ رباعی

خواہی کہ شوی منزل قرب مقیم :: نہ چیز یہ نفس خوش فرما تعلیم

صبر و شکر و قناعت و عزم و یقین :: تفویض و توکل و رضا و تسلیم

فائدہ سالک کو چاہئے کہ شرع کے احکام کا مضبوطی سے پابند ہو اور اس کے ممنوعات سے پرہیز کرے اور

پرہیز گاری اور خوف خدا اپنا طریقہ کرے اور تمام حالتوں میں سنتوں کا خیال کرے اور ان چیزوں سے جن کو خدا نے منع

کیا ہے اور مشتبہ چیزوں سے بچے اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرے اور استغفار اور اچھی باتوں سے

اس کا تدارک کرے اور دوسرے وقت پر نہ اٹھا رکھے اور باجماعت مسجد میں نماز پڑھے اور جو وقت

فرائض اور واجبات اور سنتوں کے پورا کرنے سے بچے اسے باطنی اشغال میں صرف کرے اور اوراد و نوافل کے

زیادہ کرنے کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ باطنی اشغال کو اپنے اوپر فرض سمجھے اور کبھی غافل نہ ہو جب ان میں

لطف اور مزا پائے خدا کا شکر ادا کرے اور تھوڑے لطف کو زائد سمجھے اور ہر کام خدا کی رضامندی کے

لئے کشف و کرامات میں لطف نہ حاصل کرے بلکہ اس سے بیزار ہو اور بسط کی حالت میں شکر ادا کرے

اور شرع کی حدوں کا خیال رکھے اور جب انقباض ہو مایوس اور پریشان نہ ہو جائے اپنے کام میں مصروف

رہے اور اپنی غلطی تسلیم کرے اور تمام عبادتوں میں اپنے کو قاصر خیال کرے اور باطنی حالتوں کو کسی

جاہل کے سامنے نہ بیان کرے اور غیر محرم سے بھی نہ کہے۔ اور محرم سے بھی تنہائی اور علیحدگی

میں کہے اور اوقات کی پابندی کرے اور غیر مستقل مزاجی سے علیحدہ رہے اور دل سے دنیا اور

تمام دنیا کی چیزوں کی محبت چھوڑ دے ورنہ ایک ہزار برس تک بھی عبادت کرنا

فائدہ نہ دے گا۔

۱۱ اترم چاہتے ہو کہ تمہارا قلب آئینہ کی طرح صاف اور روشن ہو جائے تو یہ دس خبیث عادتیں اپنے سینہ سے نکال ڈالو لا یجوز

غضب جھوٹ غیبت کرنا کجوسی حسد ریاء کبر کینہ ۱۲ شبہ ۱۱ اترم چاہتے ہو کہ خدا کی قربت حاصل کرو... تو اپنے نفس کو نو

چیزوں کی تعلیم و صبر کرنے شکر کرنے قناعت کرنے اور خدا پر یقین کرنے اور اپنے کو اس کے سپرد کر دینے اور حوالہ اختیار کر دینے

اور اسکی رضامندی پر راضی ہونے اور اس پر بھروسہ کرنے کی ۱۲ شبہ۔

دل ایک آئینہ ہے اس میں غیر اللہ کو نہ دیکھے اور مرتبہ اور غیرت کی خواہش کرنا اپنے کو گمراہ کرنا ہے اہل
سے پناہ مانگے اور وقت کو غنیمت سمجھے اور غفلت اور سیکاری میں ضائع نہ کرے کیونکہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا
نہیں اور مردانہ وار کامزنی کرے اور خوشی و غم کو بالائے طاق رکھے اس واسطے کہ یہ ایک حجاب ہے اور شخص
سنت رسولؐ کا پابند اور ہم جنس نہ ہو اس کی صحبت میں شریک نہ ہو اگرچہ اس شخص سے کرامتیں اور خرق
عادات ظاہر ہوں اور وہ آسمان پر بھی اڑے اور لوگوں سے بقدر ضرورت ملے اور اچھے بُرے سے خوش
اخلاقی سے پیش آئے اور لوگوں سے عاجزی اور انکساری کا برتاؤ کرے اور خاکساری اور نیستی کو اپنا
طریقہ بناوے اور کسی پر اعتراض نہ کرے اور گفٹگو نرمی سے کرے اور خاموشی اور خلوت پسند ہو اور
اطمینان سے اپنے کاموں میں مشغول رہے اور پریشان نہ ہو اور جو باتیں پیش آئیں ان کو خدا کی طرف سے سمجھے
اور ہمیشہ دل کی حفاظت کرے تاکہ غیر خدا کا خیال نہ آنے پائے اور دینی باتوں میں لوگوں کو فائدہ پہنچائے
اور ہر کام کو خالص نیت سے سرانجام دے اور کھانے پینے میں اعتدال مد نظر رکھے نہ اس قدر کھائے
کہ کاہل ہو جائے اور نہ اتنا کم کہ ضعف کی وجہ سے عبادت نہ کر سکے اسبطرح ہر کام میں فراط و تفریط
سے پرہیز کرے اور اگر نفس کی خواہش پوری کرے تو اس سے کام بھی لے اور بہتر تو کما کر کھانا ہے
اور اگر توکل کرے تو یہ بھی اچھا ہے لیکن کسی سے طمع نہ کرے اور دل کو غیر خدا کے تعلق سے علیحدہ
رکھے اور کسی سے امید خوف نہ رکھے اور غیر خدا سے محبت نہ کرے اور حق کی جستجو میں پریشان اور بے آرام
رہے اور ہر جگہ خدا کے ساتھ رہے اور تھوڑی اور زیادہ نعمت کا شکر ادا کرے اور شکر ستی اور فاقہ اور روپیہ کی کمی سے
پریشان نہ ہو جائے بلکہ اس میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور خدا کا شکر ادا کرے کہ اس نے اولیاء اور انبیاء کا مرتبہ
مجھ کو عنایت فرمایا اور اپنے متعلقین سے ہر بانی اور زنی سے پیش آئے اور ان کی غلطیوں سے درگزر کرے اور
ان کے عذر قبول کرے اور لوگوں کی غیبت سے بچے اور لوگوں کا عیب چھپائے اور اپنے عیبوں پر غور کرے
اور سب مسلمانوں کو اپنے سے بہتر سمجھے اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے اگرچہ حق بجانب ہو اور
مسافر پروری اور مہمان نوازی اپنی عادت کرے اور غریب اور مسکین لوگوں کی صحبت پسند کرے اور علماء
اور صلحاء کی خدمت میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور جو کچھ اپنے پاس ہو اس کو

۱۰ آنحضرت صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے الفقر فخذی یعنی فقیروں پر رحم کرنا ۱۲ شہیدؒ قرآن شریف میں اس کی سخت ممانعت ہے اور
فرمایا گیا ہے ولا یغتب بعضکم بعضا ایجاب اہد کم ان یا کل لحما خبیہ متبعا غیبت کرنا، اور اپنے مردہ بھائی کا کپا گوشت کھانا
برابر ہے ۱۲ شہیدؒ حدیث میں ہے تم پر علماء کی صحبت میں بیٹھنا ضروری ہے کیونکہ جس طرح مردہ زمین پانی سے سیراب و شاداب ہوجاتی ہے اسبطرح
مردہ دل حکمت کے نور سے زندہ ہوجاتے ہیں ۱۲ شہید

اچھے مصرف میں خرچ کرے تاکہ وہ روپیہ نقصان نہ پہنچا سکے اور کسی چیز سے قلبی تعلق نہ رکھے اور سستی نیستی کو برابر سمجھے اور فیروں کے کپڑوں کو پسند کرے اور جس قدر کپڑا اور کھانا میسر ہو اس پر قناعت کرے اور اینٹار کی عادت ڈالے اور پیاس اور بھوک (جو خدا کا کھانا ہے) کو دوست رکھے اور ہنسے کم اور رونے زائد۔ اور خدا کے عذاب اور اس کی بے نیازی سے ڈر تار ہے اور موت کو جو غیر خدا کی فنا کرنے والی ہے ہمیشہ مد نظر رکھے اور جدائی کی جگہ یعنی جہنم سے پناہ مانگے اور وصل کی جگہ یعنی جنت کی آرزو کرے اور دن کا حساب مغرب کے بعد اور رات کا حساب فجر کی نماز کے بعد کرے۔

اور اچھائیوں پر خدا کا شکر ادا کرے اور برائیوں پر صدق دل سے توبہ کرے اور استغفار کرے اور سچ بولنا اور حلال چیز کھانا اپنے اوپر لازم کرے اور بیہودہ اور کھیل کود کی مجلس میں نہ شریک ہو اور جہالت کی رسموں سے بچے اور دوستی اور دشمنی اور خوشی اور غصہ محض خدا کے لئے کرے۔
بخیل اور لالچی نہ ہو اور شرم کر نہ والا اور کم بولنے والا اور بے رنج اور صلح جو ہو اور خدا کی اطاعت کرنے والا اور نیکو کار اور باوقار اور سچی خوش خلقی اور نیکی کی دلیل ہے اور چاہئے کہ غور نہ کرے اور اپنے کو اچھا نہ سمجھے اور اولیا اور مشائخ کی قبروں کی زیارت سے مشرف ہو کرے اور فرصت کے وقت ان کی قبروں پر آکر روحانیت سے ان کی طرف متوجہ ہو اور ان کی حقیقت کو مرشد کی صورت میں خیال کر کے فیض حاصل کرے اور کبھی کبھی عام مسلمانوں کی قبروں پر جا کر اپنی موت کو یاد کیا کرے اور ان پر ایصال ثواب کرے اور مرشد کے حکم اور ادب کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور ادب کی جگہ سمجھے کیونکہ مرشدین خدا اور رسول کے نائب ہیں۔

نیز جو شخص نجم سے محبت و عقیدت رکھے وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو (جو کمالات ظاہر و باطنی کے جامع ہیں) میری جگہ بلکہ نجم سے بلند مرتبہ سمجھے۔ اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں۔ اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ ان کے ایسے لوگ اس زمانے میں نہیں پائے جاتے ہیں اور ان کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور سلوک کے طریقے (جو اس کتاب میں ہیں) ان کے سامنے حاصل کرے انشاء اللہ بے بہرہ نہ رہے گا۔ خدا ان کی عمر میں برکت دے۔ اور معرفت کی تمام نعمتوں

لے گناہوں کا حساب ۱۲ شبیرؑ کیونکہ حدیث میں ہے کہ پہلے میں نے تم کو قبروں پر جانے سے روکا لیکن اب مجازت دیتا ہوں کیونکہ قبروں پر جانے سے آخرت اور موت یاد آتی ہے۔ ۱۲

اور اپنی قربت کے کمالات سے مشرف فرمائے اور بلند رتبوں تک پہنچائے اور ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں قیامت تک اُن کا فیض جاری رکھے۔

اللهم اغفر لنا ولوالدینا ولاسنادنا والمشاغتنا ولاجبابنا وجميع المومنین والمؤمنات الاحیاء منهم والاموات برحمتک ویا ارحم الراحمین آمین آمین یا رب العالمین وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين برحمتک یا ارحم الراحمین

مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سلسلوں کی کیفیت

سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان

جاننا چاہئے کہ حقیر فقیر تنگ خاندان بزرگان طریقت کا نام بدنام کرنے والا درسیہ امداد اللہ عفا اللہ عنہ کو حضور فیض گنجور قطب دوراں پیشوائے عارفان نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا و ہادینا میاں جیو شاہ نور محمد صاحب جھنجھانوی قدس اللہ سرہ سے نسبت بیعت اور تعلق صحبت و اجازت اور خرقہ حاصل ہے اور ان کو شیخ المشائخ حاجی شاہ عبدالرحیم شہید دلائی سے اور ان کو حضرت عبدالباری اور ان کو شاہ عبدالہادی امروہی اور ان کو شاہ عضد الدین اور ان کو شاہ محمد کی اور ان کو شاہ محمدی اور ان کو شاہ محب اللہ آبادی اور ان کو شیخ ابوسعید گنگوہی اور ان کو شیخ نظام الدین لمخی اور ان کو شیخ جلال الدین تھانسیری اور ان کو قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی اور ان کو شیخ محمد عارف ردو لوی اور ان کو شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی اور ان کو شیخ شرف الدین ترک پانی پتی اور ان کو مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابری اور ان کو شیخ فرید الدین گنج شکر مسعود اجودھنی اور ان کو خواجہ قطب الدین بختیار کالی اور ان کو خواجہ معین الدین حسن سنجر اور ان کو خواجہ عثمان ہارونی اور ان کو خواجہ حاجی شریف زندنی اور ان کو خواجہ مودود چشتی اور ان کو خواجہ ابوالیوسف چشتی اور ان کو خواجہ ابی احمد ابدال چشتی اور ان کو خواجہ ابواسحاق شامی اور ان کو خواجہ حمزاد علودینوری اور ان کو خواجہ ابین الدین ابوسیرہ بصری اور ان کو خواجہ حذیفہ

راہ اے خدا بخشدے ہم کو اور ہمارے والدین کو استادوں کو مشائخ دوستوں اور تمام زندہ اور مردہ مسلمانوں مردوں اور عورتوں کو اپنی رحمت سے اے سب رحم کرنے والوں میں زائد رحم کرنے والے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید انصاری :

مرعشی اور ان کو خواجہ ابراہیم ادھم بلخی اور ان کو خواجہ جمال الدین فضیل بن عیاض اور ان کو خواجہ عبدالواحد بن زبیر اور ان کو امام العارفین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہم سے اور ان کو امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے اور ان کو سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین سے۔

سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ

طریقہ نظامیہ کی اجازت حضرت عبدالقدوس گنگوہی کو اپنے مرشد شیخ درویش ابن محمد قاسم ادھی سے حاصل ہے اور ان کو سید بڈھن بٹراچی اور ان کو سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے اور ان کو خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی اور ان کو سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا ابن احمد بدایونی اور ان کو خواجہ فرید الدین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلہ عالیہ قادریہ قدوسیہ

حضرت قطب العالم القدوس گنگوہی کو طریقہ قادریہ کی اجازت اور خرقہ اپنے مرشد درویش بن محمد قاسم ادھی سے اور ان کو سید بڈھن بٹراچی اور ان کو مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری سے ان کو شیخ عبید بن علیسی سے ان کو شیخ عبید بن ابوالقاسم سے ان کو شیخ ابوالکارم فاضل سے ان کو شیخ قطب الدین ابوالغیث سے ان کو شیخ شمس الدین حداد سے ان کو امام الاولیا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے ان کو شیخ ابوسعید مخرومی سے ان کو شیخ ابو الحسن قرشی علی الہنکاری سے ان کو شیخ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو شیخ حبیب عجمی سے ان کو امام حسن بصری سے ان کو امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

ایضاً نیز فقیر کو اس سلسلہ قادریہ میں اپنے مرشد حضرات مولانا میا نجیو نور محمد جھنجھانوی سے ان کو سید عبدالحی سے ان کو سید محمد غوث سے ان کو سید ابو محمد سے ان کو سید شاہ محمد سے ان کو سید قیص العالم سے ان کو سید الیاس مغربی سے ان کو سید عبدالحق مغربی سے ان کو مولانا مغربی سے ان کو سید احمد قدسی سے ان کو سید عبدالقادر راسی سے ان کو سید عبدالوہاب سے ان کو

سید یحییٰ زاہد سے ان کو سید زین الدین سے ان کو سید عبدالزاق سے ان کو غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے اور باقی سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک وہی ہے۔

سلسلہ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ

حضرت میران اجل بھرائیؒ کو اپنے پیر شاہ عبدالحقؒ سے اور ان کو خواجہ عبید اللہؒ سے ان کو خواجہ مولانا یعقوب چرخؒ سے ان کو خواجہ علامہ الدین عطارؒ سے ان کو خواجہ امیر کلالؒ سے ان کو خواجہ محمد بابا سماسیؒ سے ان کو خواجہ عزیزان علی رامینیؒ سے ان کو خواجہ محمود ابوالخیر فغویؒ سے ان کو خواجہ محمد عارف ریوگریؒ سے ان کو خواجہ عبدالخاق عجدوانیؒ سے ان کو خواجہ یوسف مہدانیؒ سے ان کو خواجہ ابوعلی فارمدیؒ سے ان کو خواجہ امام ابوالقاسم قشیریؒ سے ان کو خواجہ ابوعلی دقاقؒ سے ان کو خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادیؒ سے ان کو خواجہ ابوبکر شبلیؒ سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادیؒ سے ان کو شیخ سری سقطیؒ سے ان کو شیخ معروف کرخیؒ سے ان کو شیخ داؤد طائیؒ سے ان کو خواجہ حبیب عجمیؒ سے ان کو امام الاولیاء حسن بصریؒ سے ان کو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نیز اس سلسلہ میں فقیر کو اجازت اور خرقہ اپنے پیر میاں نجیو نور محمد شاہ سے حاصل ہے اور ان کو حضرت سید احمد شہیدؒ سے ان کو شاہ عبدالعزیزؒ سے ان کو شاہ ولی اللہؒ سے ان کو شاہ عبدالرحیمؒ سے ان کو شاہ عبداللہؒ سے ان کو سید آدم بنوریؒ سے ان کو امام ربانی شیخ احمد محمد دالف ثانیؒ سے ان کو خواجہ باقی باللہؒ سے ان کو خواجہ ملنگیؒ سے ان کو مولانا درویشؒ سے ان کو مولانا نر ۱۲ھؒ سے ان کو خواجہ عبید اللہؒ احرار سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔

نیز فقیر کو بیعت اور اس قسم کی اجازت اپنے پہلے مرشد حضرت مولانا ہادیہ حضرت مجاہدین نصیر الدین دہلویؒ سے حاصل ہے اور ان کو شاہ محمد آفاق دہلویؒ سے ان کو خواجہ ضیاء اللہؒ سے ان کو خواجہ محمد زبیرؒ سے ان کو خواجہ حجت اللہ محمد نقش بند ثانیؒ سے ان کو خواجہ محمد مصومؒ سے ان کو حضرت مجددؒ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہے۔

۱۳ نیز ابوعلی فارمدی کو بیعت اور اجازت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ اور ان کو بایزید بھٹائیؒ سے ان کو امام جعفر صادقؒ سے ان کو حضرت قاسم بن محمد ابی بکرؒ سے ان کو سلیمان فارسیؒ سے ان کو امیر المومنین حضرت ابوبکر بن الصدیقؒ سے ان کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا قال البعض ۱۲ شہید

سلسلہ سہروردیہ قدوسیہ

نیز قطب العالم عبدالقدوس گنگوہیؒ کو اپنے مرشد مرشد مرشد سید اجل بٹہرائچی سے اجازت حاصل ہے اور ان کو اپنے والد شیخ جلال الدین بخاریؒ سے ان کو شیخ رکن الدین ابوالفتح سے ان کو اپنے والد صدر الدین سے ان کو اپنے والد شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سے ان کو امام الطریقہ شیخ شہاب الدین سہروردی سے ان کو شیخ ابوالنجیب سہروردی سے ان کو شیخ وجہہ الدین عبدالقادر سہروردی سے ان کو شیخ ابو محمد بن عبداللہ سے ان کو شیخ احمد دینوری سے ان کو حمزاد علودینوری سے ان کو حضرت جنید بغدادی سے ان کو معروف سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلہ کبریہ قدوسیہ

نیز جلال الدین بخاریؒ کو اس طریقہ کی اجازت شیخ حمید الدین سمرقندی سے ان کو شمس الدین بن امام محمد بن محمود بن ابراہیم بن ادھم سے ان کو شیخ عطایاؒ خالیدی سے ان کو شیخ احمد بابا کمال خجندی سے ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے ان کو عمار یا سر سے ان کو ابوالنجیب سہروردی سے ان کو شیخ احمد غزالیؒ سے ان کو ابوبکر نساجؒ سے ان کو ابوالقاسم گرگانی سے ان کو خواجہ ابو عثمان مغربیؒ سے ان کو ابو علی کاتبؒ سے ان کو شیخ علی رودباریؒ سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادیؒ سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

۱۵۔ نیز حضرت مجددؒ کو اجازت بیعت تمام طریقہ چشتیہ - قادریہ - سہروردیہ - کبرویہ - دراویہ - قلندریم کی اپنے پیر مرشد شیخ عبدالاحد سے ان کو اپنے مرشد شیخ رکن الدین گنگوہی سے ان کو عبدالقدوس گنگوہیؒ سے سرہم سے حضرت سرورد عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک کہا قال بعض الفضلاء ۱۲۔ مولانا صبغت اللہ شہید انصاری فرنگی محلی۔

نور مت بالخیر

فیصلہ ہفت مسئلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

الحمد للہ نجدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن
سیئات اعمالنا من یہدیہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ ونشہد ان سیدنا ومولانا محمد عبدہ ورسولہ۔

اما بعد فقیر انداد اللہ الخفی الجشتی عموماً سب مسلمانوں کی خدمت میں اور خصوصاً جو اس فقیر سے
ربط و تعلق رکھتے ہیں عرض رسا ہے کہ یہ امر مسلمات سے ہے کہ باہمی اتفاق باعثِ برکات
دینی و دنی اور نا اتفاقی موجب مضرت دینی و دنی ہے۔ اور آج کل بعض مسائل فرعیہ میں ایسا
اختلاف واقع ہوا ہے۔ جس سے طرح طرح کے شر اور دقتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور خواص کا وقت اور
عوام کا دین ضائع ہو رہا ہے۔ حالانکہ اکثر امور میں محض نزاع لفظی ہے اور مقصود متحد چونکہ عموماً
مسلمانوں کی خصوصاً اپنے متعلق والوں کی یہ حالت دیکھ کر بہت صدمہ ہوتا ہے اس لئے فقیر
کے دل میں آیا کہ مسائل مذکورہ کے متعلق مختصر سا مضمون قلم بند کر کے شائع کر دیا جائے امید
قوی ہے کہ یہ نزاع و جدال رفع ہو جائے۔ ہر چند کہ اس وقت میں اختلافات اور مختلفین
کثرت سے ہیں۔ مگر فقیر نے انہیں مسائل کو لیا جن میں اپنی جماعت کے لوگ مختلف تھے دو وجہ
سے اول تو کثرت اختلافات اس درجہ پہنچی ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہے۔ دوسرے ہر شخص سے
امید قبول نہیں اور اپنی جماعت میں جو اختلافات ہیں۔ اولاً وہ معدود۔ دوسرے امید قبول غالباً
پس ایسے مسائل جن میں ان صاحبوں میں زیادہ قیل و قال ہے سات ہیں۔ پانچ عملی دو علمی ترتیب بیان
میں اس کا لحاظ رکھا ہے کہ جن میں سب سے زیادہ گفتگو ہے ان کو مقدم جس میں اس سے کم ہے
اس کے بعد علیٰ ہذا القیاس اور اپنا مشرب اور ایسے مسائل پر جو عمل درآمد مناسب ہے لکھ دیا۔
حق تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ تحریر باعث رفع فساد باہمی ہو جاوے اور حضرات بھی اگر اس کو
قبول فرما کر منتفع ہوں تو دعا سے یاد فراویں اور کوئی صاحب اس تحریر کے جواب کی فکر نہ کریں
کہ مقصود میرا مناظرہ کرنا نہیں۔

وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِیْقِ

پہلا مسئلہ مولود شریف کا

اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات و برکات دنیوی و اخروی ہے صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات و تعلیقات میں ہے جن میں بڑا امر قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں بقولہ علیہ السلام کل بدعتہ ضلالتہ اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں لا اطلاق دلائل فضیلۃ الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جاوے کما یطہر من التماثل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ہذا مالیس منه فہو رد الحدیث پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں مثلاً قیام کو لذاتہا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی یہ ہیئت معین کر لی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیا مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر یہ مصلحت سہولت و آسانی یا اور کسی مصلحت سے بارہ ربیع الاول مقرر کر لی اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے ہر محل میں جدا مصلحت ہے رسائل مولید میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں اگر تفصیلاً کوئی مطلع نہ ہو تو مصلحت اندیشی پیشین کا اقتدا ہے اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے۔ ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات رسوم و مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں اور ان تخصیصات کو قربت مقصود جانتا ہے مثل نماز روزہ کے تو بے شک اس وقت یہ امور بدعت ہیں مثلاً یوں اعتقاد کرتا ہے کہ اگر تاریخ معین پر مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہ ہوا یا نجور دشیرینی کا انتظام نہ ہوا تو ثواب ہی نہ ملا تو بیشک یہ اعتقاد مذموم ہے کیونکہ حدود شرعیہ سے تجاوز ہے جیسے عمل مباح کو حرام اور ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہے غرض دونوں صورتوں میں تعدی حدود ہے اور اگر ان امور کو ضروری بمعنی واجب شرعی نہیں سمجھتا بلکہ ضروری بمعنی موقوف علیہ بعض البرکات جانتا ہے جیسے بعض اعمال میں تخصیص ہوا کرتی ہے کہ ان کی رعایت نہ کر نیسے وہ اثر خاص مرتب نہیں ہوتا مثلاً بعض عمل کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں اگر بیٹھ کر پڑھیں تو اثر خاص نہ ہوگا۔ اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے اور دلیل اس توقف کی موجدان اعمال کا تجربہ یا کشف والہام ہے اسی طرح کوئی عمل مولود کو ہیئت کذائیہ موجب بعض برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کو قیام کو ضروری سمجھے کہ یہ اثر خاص بدون قیام نہ ہوگا اس کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں کہ یہ

اعتقاد ایک امر باطن ہے اسکا حال بدوں دریافت کئے ہوئے یقیناً معلوم نہیں ہو سکتا محض قرآن مجید سے کسی پروردگار کی اچھی نہیں مثلاً بعض لوگ تارکین قیام پر ملامت کرتے ہیں تو ہر چند کہ یہ ملامت بیجا ہے کیونکہ قیام شرعاً واجب نہیں پھر ملامت کیوں بلکہ اس ملامت سے شبہہ اصرار کا پیدا ہوتا ہے جسکی نسبت فقہانے فرمایا ہے کہ اصرار سے مستحب بھی محصیت ہوتا ہے مگر ملامت سے یہ قیاس کر لینا کہ یہ شخص معتقد وجوب قیام کا ہے درست نہیں کیونکہ ملامت کی بہت سی وجہیں ہوتی ہیں کبھی اعتقاد وجوب ہوتا ہے کبھی محض مخالفت رسم و علوت خواہ عادت دینی ہو یا مٹی کسی سبب دینی پر ہو کبھی وجہ ملامت یہ ہوتی ہے کہ وہ فعل اس لائم کے زعم میں خواہ زعم صحیح ہو یا فاسد کسی قوم بد عقیدہ کا شعار ٹھہر گیا ہے اس فعل سے وہ استدلال کرتا ہے کہ یہ بھی ان ہی لوگوں میں ہے اسلئے ملامت کرتا ہے مثلاً کوئی بزرگ مجلس میں تشریف لادیں اور سب لوگ تعظیم کو کھڑے ہو جاویں ایک شخص بیٹھا رہے تو اس پر ملامت اسوجہ سے کوئی نہیں کرتا کہ تو نے واجب شرعی ترک کیا بلکہ اسوجہ سے کہ وضع مجلس کی مخالفت کی یا مثلاً ہندوستان میں عموماً عادت ہے کہ تراویح میں جو قرآن مجید ختم کرتے ہیں شیرینی تقسیم کرتے ہیں اگر کوئی شیرینی تقسیم نہ کرے تو ملامت کرینگے مگر صرف اسی وجہ سے کہ ایک رسم صالح کو ترک کیا یا مثلاً بحق کہنا کسی زمانے میں مخصوص معتزلہ کے ساتھ تھا کوئی ناواقف کسی شخص کو بحق کہتا ہوا سنا کر اس خیال سے ملامت کرتا کہ یہ شخص بھی اسی قسم کا اور اس سے اس کے دوسرے عقائد پر استدلال کر کے مخالفت کرتا بہر حال صرف ملامت کو دلیل اعتقاد وجوب ٹھہرانا مشکل ہے اور فرضاً کسی عامی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض و واجب ہے تو اس سے صرف اس کے حق میں بدعت ہو جائیگا۔ جن لوگوں کا یہ اعتقاد نہیں ان کے حق میں مباح و مستحسن رہے گا مثلاً متشددین رجعت قہرئی کو ضروری سمجھتے ہیں تو کیا یہ رجعت سب کے حق میں بدعت ہو جائیگی اور بعض اہل علم صرف جاہلوں کی بعض زیادتیاں دیکھ کر جیسے موضوع روایات پڑھنا گانا وغیرہ جیسا کہ مجالس جہلا میں واقع ہوتا ہے عموماً سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہیں یہ بھی انصاف کے خلاف ہے مثلاً بعض مواظبین موضوع روایات بیان کرتے ہیں یا ان کے وعظ میں بوجہ اختلاط مردوں و عورتوں کے کوئی فتنہ ہو جاتا ہے تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہو جاوے گی عہد ہر یکے تو گیمے رامسوز رہا اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً و نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے رہا یہ شبہہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہہ ہے آپ کے علم دروحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک لادنی اسی بات ہے علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جاویں بہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپ کی نسبت

اعتقاد علم غیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائص ذات حق سے ہے کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضای ذات کا ہے اور جو باعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالسبب ہے وہ مخلوق کے حق میں ہے ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکہ ہو سکتا ہے البتہ ہر ممکن کے لئے وقوع ضروری نہیں ایسا اعتقاد کرنا محتاج دلیل ہے اگر کسی کو دلیل ملجائے مثلاً خود کشف ہو جاوے یا کوئی صاحب کشف خبر کر دے تو اعتقاد جائز ہے ورنہ بے دلیل ایک غلط خیال ہے غلطی سے رجوع کرنا اس کو ضرور ہے مگر شرک و کفر کسی طرح نہیں ہو سکتا پس تحقیق مختصر اس مسئلہ میں یہ ہے جو مذکور ہوئی اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منع کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں رہا عمل درآمد جو اس مسئلہ میں رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ ہر گاہ یہ مسئلہ اختلافی اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہیں گو قوت و ضعف کا فرق ہو جیسا کہ اکثر مسائل اختلافیہ فرعیہ میں ہوا کرتا ہے پس خاص کو تو یہ چاہئے کہ جو ان کو تحقیق ہوا ہو اس پر عمل رکھیں اور دوسرے فریق کے ساتھ فیض و کینہ نہ رکھیں نہ نفرت و تحقیر کی نگاہ سے اس کو دیکھیں نہ تفسیق و تضلیل کریں بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کے سمجھیں اور باہم ملاقات و مکاتبت و سلام و موافقت و محبت کی رسوم جاری رکھیں اور تردد و مباحثہ سے خصوصاً بازاریوں کے بنیانات سے کہ منصب اہل علم کے خلاف ہے پرہیز رکھیں بلکہ ایسے مسائل میں نہ فتویٰ لکھیں نہ جہر و دستخط کریں کہ فضول ہے اور ایک دوسرے کی رعایت رکھے مثلاً اگر مانع قیام عامل قیام کی محفل میں شریک ہو جائے تو بہتر ہو کہ اس محفل میں قیام نہ کریں بشرطیکہ کسی فتنے کا برپا ہو۔ محتمل نہ ہو اور جو قیام ہو تو مانع قیام بھی اس وقت قیام میں شریک ہو جائے اور عوام نے جو غلو اور زیادتیاں کر لی ہیں ان کو نرمی سے منع کریں اور یہ منع کرنا ان کا زیادہ مفید ہو گا اور جو خود مولد اور قیام میں شریک ہوتے ہیں اور جو مانع اصل کے ہیں ان کو سکوت مناسب ہے ایسے امور میں مخاطبت ہی نہ کریں اور جہاں ان امور کی عادت ہو وہاں مخالفت نہ کریں جہاں عادت نہ ہو وہاں ایجاد نہ کریں غرض فتنے سے بچیں قصہ حلیم اس کی دلیل کافی ہے اور مجوزین مانعین کے تبلیغ کی تاویل کر لیا کریں کہ یا تو ان کو یہی تحقیق ہوا ہو گا یا انتظار مانع کرتے ہوئے کہ بعض موقع پر اصل عمل سے منع کرتے ہیں تب ان سے بچتے ہیں اگرچہ اس وقت میں اکثر یہ تدبیر غیر مفید ہوتی ہے اور جو مانع ہیں وہ مجوزین کی تاویل کرنا کریں کہ یا ان کو تحقیق یہی ہوا ہے یا غلبہ محبت سے یہ عمل کرتے ہیں اور حسن ظن اور بالمسلمین کی وجہ سے لوگوں کو بھی اجازت دیتے ہیں اور عوام کو چاہئے کہ جن عالم کو متدین و محقق سمجھیں اس کی تحقیق پر عمل کریں ورنہ فریق کے لوگوں سے تعرض نہ کریں خصوصاً دوسرے فریق کے علماء کی شان میں گستاخی کرنا چھوٹا منہ اور بڑی بات کا مصداق ہے غیبت اور حسد سے اعمال حسنہ ضائع ہوتے ہیں ان امور سے پرہیز کریں اور تعصب اور عداوت سے بچیں اور ایسے مضامین کی کتابیں اور رسالے مطالعہ نہ کیا کریں گویا کام علماء کا ہے

عوام کو علم پر بدگمانی اور مسائل میں شبہ ہوتا ہے اور اس مسئلہ میں جو تحقیق اور عمل درآمد کیا گیا ہے کچھ اس مسئلہ ہی کیساتھ مخصوص نہیں نہایت مفید اور کارآمد مضمون ہے جو اکثر مسائل اختلافیہ خصوصاً جنکا یہاں ذکر ہے اور جو اسکے امثال میں مثل مصافحہ یا معانقہ عیدین یا مصافحہ بعد وعظ و بعد نماز فجر و عصر یا نماز ہائے پنجگانہ و نماز تہلیل بعد نماز پنجگانہ و دست بوسی و پا بوسی اور انکے سوا بہت امور ہیں جنہیں شور و شر پھیل رہا ہے ان سب امور میں اس مضمون کا لحاظ رکھنا مفید ہوگا سب اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ فاحفظہ متشفع انشاء اللہ

دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا

اسمیں وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولود میں مذکور ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اسمیں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقید سببیت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز میں سورہ خاص معین کرنیکو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کیلئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسبطح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اسکا مشائر الیہ اگر رد و رد موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا رد و دلانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا کہ جمع میں العباد تین ہے ع چہ خوش بود کہ بر آید نیک کرشمہ دو کار قرآن شریف کی بعض سوزیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا دعا کیلئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جاوے گا اسکے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کیساتھ رکھ لیا پس یہ سببیت کذائیہ حاصل ہوگئی رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو ہر کسی خاص وقت میں معمولی ہو اسوقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جنکی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے انہیں بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی مصالح بتائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں رہا عوام کا علو اولیٰ اسکی اصلاح کرنی چاہئے اس عمل سے کیوں منع کیا جائے ثانیاً انکا علو اہل فہم آپ کے فعل میں موثر نہیں ہو سکتا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ

شبہ تشبیہ کا اسمیں بحث از بس طویل ہے مختصراً سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبیہ اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ عادات اس قوم کیساتھ ایسی مخصوص ہوں کہ جو شخص وہ فعل کرے اُسی قوم سے سمجھا جاوے یا سپر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں پر پھیل کر عام ہو جاوے تو وہ تشبیہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے قصہ تطہیر اہل قبا اسمیں کافی حجت ہے البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبیہ ہے اور ممنوع پس یہ ہیئت مروجہ ایصال کسی قوم کیساتھ مخصوص نہیں اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کی بیوی بیسیویں چہلم ششماہی سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردو لوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندری رحمۃ اللہ علیہ و حلوائے شب برأت اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہیں ہے مگر کرنیوالوں پر انکار نہیں کرتا اور عمل کے اس مسئلہ میں ایسا کھنا چاہئے یعنی دو فریقوں کا باہم مل جلکر رہنا اور مباحثہ و قبل و قال نہ کرنا اور ایک دوسرے کو وہابی بدعتی نہ کہنا اور عوام کو غلو اور جمعگروں سے منع کرنا سب بحث مولد میں گذر چکا

تفسیر مسئلہ عروس و سماع کا

لفظ عروس ماخوذ اس حدیث سے ہے نہ کنوۃ العروس یعنی بندہ صالح سے کہنا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر کیونکہ موت مقبولان الہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے اس سے بڑھ کر کون عروسی ہوگی چونکہ ایصال ثواب بروج اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیض و برکات حاصل ہوئے ہیں ان کا زیادہ حق ہے اور ہر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا موجب ازواید محبت و تزااید برکات ہے اور نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں اسمیں جس سے عقیدت ہو اسکی غلامی اختیار کر لے اس لئے مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلہ کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں باہم ملاقات بھی ہو جاوے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پہنچا یا جاوے یہ مصلحت ہے تعین یوم میں رما خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اسمیں اسرار غصہ میں انکا اظہار ضرور نہیں چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہے اسلئے تجدید حال اور ازواید ذوق و شوق کیلئے کچھ سماع بھی ہونی لگا پس اصل عرس کی اس قدر بجا اور اسمیں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا بعض علمائے بعض حدیثوں سے بھی اسکا استنباط کیا ہے رنگیا شبہ حدیث لا تَحْذَرُوا قَبْرَیْ عِیْنِیْ کا سوائے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میلانگنا اور خوشیاں کرنا اور زینت اور آرائش کی وہو مصلح کا اہتمام یہ ممنوع ہے کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت و تذکرہ آخرت کے ہے نہ غفلت اور نہ زینت کیلئے اور یہ معنی نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے ورنہ مدینہ طیبہ قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضہ اقدس کے بھی منع ہو دنی باخصوص

حق یہ ہے کہ زیارت مقابر انفراداً و اجتماعاً دونوں طرح جائز اور ایصال ثواب قرأت و طعام بھی جائز اور تعین بہ مصلحت بھی جائز سب مل کر بھی جائز رہا یہ شبہ کہ وہاں پکار کر سب قرآن شریف پڑھتے ہیں اور آیہ فَا سَمِعُوا لَوْدَ الصَّوْتِ اِیَّیْکُمْ مَخَالَفَت ہوتی ہے سواؤلاً تو علمائے لکھا ہے کہ خارج نماز کے یہ امر مستحب یا کیلئے ہے ترک مستحبات پر اتنا شور و غل نامناسب ہے ورنہ لوگوں کا مکاتب میں پڑھنا ممنوع ہوگا دوسرے اگر کسی کو یہی تحقیق ہو کہ یہ وجوب عام ہے تو اصل کرنے سے یہ بہتر ہے کہ امر تعلیم کر دیا جائے یہی جواب ہے سوم میں قرآن پکار کر پڑھنے کا البتہ جس مجلس میں امور منکرہ مثل رقص و سجدہ قبور وغیرہ ہوں اسمیں شریک نہ ہونا چاہئے رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث از بس طویل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے سماع محض میں بھی اختلاف ہے جس میں محققین کا یہ قول ہے کہ اگر شرائط جواز مجتمع ہوں اور عوارض مانعہ مرتفع ہوں تو جائز ورنہ ناجائز کہا فصلہ الامام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اور سماع بالآلات میں بھی اختلاف ہے بعض لوگوں نے احادیث منع کی تاویل میں کی ہیں اور نظائر فقہیہ پیش کئے ہیں چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ سماع میں اسکا ذکر فرمایا ہے مگر آداب شرائط کا ہونا باجماع ضروری ہے جو اسوقت کثرت مجالس میں مفقود ہے مگر تاہم خدا بیخ انگشت یکساں نہ کر دے بہر حال وہ احادیث خبر واحد ہیں اور محتمل تاویل گو تاویل بعید ہے اور غلبہ حال کا بھی احتمال موجود ہے ایسی حالت میں کسی پر اعتراض کرنا از بس دشوار ہے۔ مشرب فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں اول قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر حاضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اسکا ثواب بخش دیا جاتا ہے اور زر و اندام فقیر کی عادت نہیں نہ کبھی سماع کا اتفاق ہوا نہ خالی نہ بالآلات مگر دل سے اہل حال پر کبھی اعتراض نہ کیا ہاں جو محض ریاکار و مدعی ہو وہ برا مگر تعین اسکی کہ فلاں شخص ریاکار ہے بلا حجت شرعیہ نادرست ہے اسمیں بھی عمل درآمد فریقین کا یہی ہونا چاہئے جو اوپر مذکور ہو کہ جو لوگ نہ کریں ان کو کمال اتباع سنت کا شائق سمجھیں جو کریں ان کو اہل محبت میں سے جانیں اور ایک دوسرے پر انکار نہ کریں جو عوام کے غلو ہوں ان کا لطف اور نرمی سے انسداد کریں۔

چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا

اسمیں تحقیق یہ ہے کہ یہ اسے مقاصد و اغراض مختلف ہوتے ہیں کبھی محض اظہار شوق کبھی تحسّر کبھی منادی کو سنانا کبھی اسکو پیام پہنچانا سو مخلوق غائب کو پکارنا اگر محض واسطے تذکرہ اور شوق وصال اور حسرت فراق کے ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کا نام لیا کرتے ہیں اور اپنے دل کو تسلی دیا کرتے ہیں اسمیں تو کوئی گناہ نہیں مجنوں کا قصہ مثنوی میں مذکور ہے اشعار: دید مجنوں را یکے صحرانورد: در بیابان غمش بنشسته فردی: رگیہ کاغذ بود انگشتان قلم کے فی نمودے بہر کس نامہ رقم: گفت اے مجنوں شیدا چسیت این: فی نویسی نامہ بہر کیست این: گفت مشق نام بیای میکنم

خاطر خود را تسلی نمیدنم یا ایسی مذاحمایہ سے بکثرت روایات میں منقول ہے کہ حالاً میجنفی علی المرتضیٰ المتبع المتبع النظم اور اگر مخاطب کا اسماع و سنانا مقصود ہے تو اگر تصفیہ باطن سے منادی کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر مشاہدہ نہیں کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں ذریعہ سے اسکو خبر پہنچ جاوے گی اور وہ ذریعہ ثابت بالدریل ہو تب بھی جائز ہے مثلاً ملائکہ کا درود شریف حضور یا قدر میں پہنچانا احادیث سے ثابت ہے اس اعتقاد سے کوئی شخص الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہے کچھ مضائقہ نہیں اور اگر نہ مشہود ہو نہ پیغام پہنچانا مقصود ہو نہ پیغام پہنچانیکا کوئی ذریعہ دلیل سے موجود ہو وہ مذاہم نوع ہے مثلاً کسی ولی کو دور سے ندا کرنا اس طرح کہ اسکو سنانا منظور ہے اور رد برو نہیں نہ ابھی تک اس شخص کو یہ اثر ثابت ہوا کہ انکو کسی ذریعہ سے خبر پہنچیکی یا ذریعہ متعین کیا مگر اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں یہ اعتقاد افراد علی اللہ اور دعویٰ علم غیب سے بلکہ مشابہہ شرک کے ہے مگر بید خطر اسکو شرک و کفر کہیدنا جرات ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اس بزرگ کو خبر پہنچا دے ممکن ہے اور ممکن کا اعتقاد شرک نہیں مگر چونکہ امکان کو وقوع لازم نہیں اسلئے ایسی ندائے لائینی کی اجازت نہیں ہے البتہ جو ندائیں میں دروے مثلاً یا عباد اللہ عینونی وہ باتفاق جائز ہے اور یہ تفصیل حق عوام میں ہے اور جوابی خصوصیت میں انکا حال جدا ہے اور حکم بھی جدا کہ ان کے حق میں یہ فعل عبادت ہو جاتا ہے جو خواص میں سے ہو گا خود سمجھ لیگا بیان کی حاجت نہیں یہاں سے معلوم ہو گیا حکم وظیفہ یا شیخ عبدالقادر شہید اللہ کا لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجرا لى الشرک ہے ہاں اگر وسیلہ یا ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے کچھ حرج نہیں یہ تحقیق ہے اس مسئلہ میں اب بعض علماء اسخیال سے کہ عوام فرق مراتب نہیں کرتے اس ندائے منع کرتے ہیں انکی نیت بھی اچھی ہے انکا الاعمال بالینات مگر مصلحت یوں ہے کہ اگر ندا کر نیوالا سمجھدار ہو تو اسپر حرج ظن کیا جاوے اور محض عامی جاہل ہو تو اس سے دریافت کیا جاوے اگر اسکے عقیدے میں کوئی خرابی ہو تو اس کی اصلاح کر دی جائے اور کسی وجہ سے اصل عمل سے منع کرنا مصلحت ہو تو بالکل روک دیا جائے لیکن ہر موقع پر اصل عمل سے منع کرنا مفید نہیں ہوتا ایک بات کہ وہ بھی بہت جگہ کار آمد ہے یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عمل فاسد میں مبتلا ہوا اور بہ قرائن قویہ سے یقین ہو کہ یہ شخص اصل عمل کو ترک نہ کریگا تو اس موقع پر نہ تو اصل عمل کے ترک کرنے پر اسکو مجبور کرے کہ بجز فساد و عناد کوئی ثمرہ نہیں نہ اسکو بالکل مہمل و مطلق العنان چھوڑ دے کہ شفقت و اخوت اسلامی کیخلاف ہے بلکہ اصل عمل کی اجازت دیکر اسمیں جو خرابی ہوا اسکی اصلاح کر دے کہ اسمیں امید قبول اغلب ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کا حکم ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَ اِلْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ اور رسوم جاہلیت کے شیعوع کیوقت جو احکام شرعیہ مقرر ہوتے ہیں انمیں غور کرنیے اس قاعدے کی تائید ہوتی ہے مشرب اس فقیر کا یہ ہے کہ ایسی ندائیں معمول نہیں ہاں بعض اشعار میں ذوق شوق سے صیغہ ندا برتا گیا ہے اور علمدار آمد وہی رکھنا چاہیے جو اوپر تین مسئلوں میں مذکور ہوا۔

پانچواں مسئلہ جماعت تانیہ کا

یہ مسئلہ سلف سے مختلف فیہ ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کراہت و امام ابو یوسف نے بعض شرائط کیساتھ تہ تہ منقول ہے اور ترجیح و

تصحیح دونوں جانب موجود ہے اسمیں بھی گفتگو کو طول دینا نازیبا ہے کیونکہ جانبین کو گنجائش عمل ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قول میں تطبیق دیجائے کہ اگر جماعت اولیٰ کا ہلی اور سستی سے فوت ہوگئی ہے تو جماعت ثانیہ میں شرکت سے منع کرنا اس شخص کے لئے موجب زجر و تنبیہ ہوگا اس کے لئے جماعت ثانیہ کی کراہت کا حکم کیا جاوے اور قائلین بالکراہت کی تعلیل تعلیل جماعت اولیٰ سے یہی معلوم ہوتا ہے اگر کسی معقول عذر سے پہلی جماعت رہ گئی تو دوسری جماعت کیساتھ پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے یا کوئی ایسا لا ابالی ہے کہ جماعت ثانیہ سے منع کرنا اسکے حق میں کچھ بھی موجب زجر نہ ہوگا بلکہ تنہا پڑھنے کو غنیمت سمجھے گا جلدی چار ٹکڑی مار کر رخصت ہوگا تو ایسے شخص کو منع کرنے سے کیا فائدہ بلکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کسی قدر تعدل و اطمینان سے ادا کریگا علم راہداس مسئلہ میں بھی ایسا ہی رکھنا چاہئے کہ ہر فریق دوسرے فریق کو عمل بالدلیل کیوجہ سے محبوب رکھے اور جہاں جماعت ثانیہ نہ ہوتی ہو وہاں تنہا پڑھ لے خواہ مخواہ جماعت نہ کرے اور جہاں ہوتی ہو شریک ہو جاوے مخالفت نہ کرے یہ پانچ مسئلہ تو عملی تھے اب دو مسئلے علمی باقی رہ گئے وہ مرقوم ہیں۔

چھٹا و ساتواں مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا

ان دو مسئلوں کی تحقیق تفصیلی سمجھناوقوف علم حقائق پر ہے اور ان میں دقیق ہے مگر مجملہ دو چیزوں کا اعتقاد رکھنا چاہئے ایک **إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے دوسرے **سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ** یعنی اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے مثل خلف القول و اخبار غیر واقع وغیرہا ان سب سے پاک ہے۔ رہا یہ تحقیق کرنا کہ کون چیز مفہوم شے میں داخل ہے کہ اسپر قادر کہا جاوے اور کون چیز عیب و نقصان سے ہے کہ اس سے تبریہ کیا جاوے سو جس جگہ دلائل متعارض ہوں وہاں اس تحقیق کے ہم مکلف نہیں بلکہ بوجہ نازک ہونے ایسے مسائل کے یوں معلوم ہوتا ہے کہ انمیں قبل و قال اور زیادہ تفتیش کرنا عجب نہیں کہ منع ہو دیکھئے تقدیر کا مسئلہ چونکہ پیچیدہ و جمع اشکالات تھا اس میں گفتگو کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر سخت ممانعت فرمائی ہے سو اس ممانعت کی علت یہی تھی اور یہی وقت و اشکال یہاں بھی ہے سو ان دو مسئلوں میں بھی جب بوجہ تعارض ظاہری اولہ عقلیہ و نقلیہ کے اشکال شدید ہے تو قبل و قال کر نیکی کیسے اجازت ہوگی اسی مضمون کا خواب فقیر کے ایک متعلق نے دیکھا جس کو فقیر نے بہت پسند کیا اس سے بہتر کوئی عملدرآمد نہیں اور جو طبع آزمائی کے لئے گفتگو ہی کرنا ضرور ہے تو زبان خلوت میں ہو اور اگر تحریر کی حاجت ہو تو خط کافی ہے نہ کہ رسالے اور کتابیں۔ اور اگر اسید کا شوق ہے تو عربی عبارت ہونا چاہئے تاکہ عوام خراب نہ ہوں اور عوام کے لئے تو بالتعین ثبوت ہی ضروری ہے۔ تمام ہوا بحمد اللہ جو کچھ لکھنا تھا۔

وصیت اور اس تمام تحقیق کے بعد بھی فیکر کی یہ وصیت ہے کہ غلیات میں اپنے علم و تحقیق پر وثوق نہ کریں سورہ فاتحہ احدنا الصراط المستقیم بہت خشوع سے پڑھا کریں اور ہر نماز کے بعد ربنا لاترغ قلوبنا پڑھ کر دعا کیا کریں اور اپنے اوقات معاش و معاد کے ضروری کاموں میں خصوصاً تزکیہ نفس و تصفیہ باطن میں صرف کریں اور اہل اللہ کی صحبت و خدمت اختیار کریں خصوصاً عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجود بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض و برکات حاصل کریں کہ مولوی صاحب موصوف جامع کمالات ظاہری اور باطنی کے ہیں اور ان کی تحقیقات محض للہیت کی راہ سے ہیں ہرگز اس میں شائبہ نفسانیت نہیں یہ وصیت تو مولوی صاحب کے مخالفین کو ہے اور جو موافقین اور معتقد ہیں ان کو چاہئے کہ مولوی صاحب کی مجلس میں ایسے قصوں کا تذکرہ نہ کیا کریں اور اپنے جھگڑوں میں ان کو شریک نہ کیا کریں اور سب پر لازم ہے کہ مفت کی بحث اور تکرار میں عمر عزیز کو تلف نہ کیا کریں کہ یہ حجاب ہے محبوب حقیقی سے۔ اشعار: چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو بگذشت بر عارف جنگجو گراں مدعی دوست بشناختے بہ پیکار دشمن نہ پروا ختے۔ و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ فقط مہر: فقیر امداد اللہ بخشی و فاروقی۔

اشعار ثنوی معنوی و تمثیل اختلاف از حقیقت ناشناسی

پیل اندر خانہ تاریک بود از برائے دیدنش مردم بے دیدنش با چشم چوں ممکن نہ بود آں یکے را کف بحد طوم او فتاد آں یکے را دست بر گوشش رسید آں یکے را کف چو بر پایش بسود آں یکے بر پشت او نہاد دست بچنیں ہر یک بخر دے چوں رسید از نظر کہ گفت شاں بد مختلف در کف ہر کس اگر شمعے بدرے	عرضہ را آدرہ بود ندش ہنوز اندر اں ظلمت بھی شد ہر کے اندر اں تاریکیش کف می بسود گفت بچوں ناؤ دانستش نہاد آں برو چوں باد بیزن شد پدید گفت شکل پیل دیدم چوں عمود گفت خود ایں پیل چوں تختی بدست فہم آں می کرد ہر جامی شنید آں یکے دانش لقب داد آں الف اختلاف از گفت شاں بیرون شدے
--	--

چشم حسن ہمو کف دستش و بس
نیست کیف را بر ہم آں دیستر بس

نالہ امداد غریب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مربا عی

اے ذات تو بار رحمت والطف و قریب	دے رحمت و لطف بمناجات مجب
انکوں بطفیل احمد و یار انش	مقبول شود نالہ امداد غریب
ابھی یہ عالم ہے گلزار تیرا	جہاں لطف گل ہے وہی غنم ہے
عجب رنگ ہر رنگ میں ہے	یہ گل خلدیں گل میں ہے خار تیرا
یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے	عجب تیری قدرت عجب کار تیرا
بہر رنگ ہر شے میں ہر جا پہ دیکھو	یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یارب
تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں تو ہے	نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکمل ہے
تو ازل تو آخر تو ظاہر تو باطن	تو ازل نہیں ابتدا تیرا یارب
نہیں دیکھتا کچھ دیکھتا ہوں	نظر کو اٹھا کر جہر دیکھتا ہوں
عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا	الہی میں ہوں بس خطاوار تیرا
نگاہ کرم شک بھی کافی ہے تیری	الہی بنا چھوڑ سر کار تیری
مرض لا دوا کی دوا کس سے چاہوں	دولے رضا کیا کرو نہیں الہی
الہی میں سب چھوڑ گھر بار اپنا	میں ہوں چیز تیری جو چاہے سو کر تو
کہاں جلوے جس کا دم ہو کوئی تجھ بن	سوائے کوئی نہیں میرا یارب
نہ چچھ سو انیک کاروں کے گرتو	کیا اپنے درے اگر در مجھ کو
رسم کا نہ کچھ نقد عصیاں سے میرا	گناہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھرا
سدا خواب غفلت میں سوتا رہا میں	دلیر ہم گناہوں پہ کیونکر نہ ہو دیں
برے کام میں عمر فسوس کھوئی	چلا نفس شیطان کے احکام پر میں
مری مشکلیں ہوئیں آسان اکدم	نہ سوا ہوں جیسا یہاں حشر کو بھی
ہوں ظلمات عسبیاں سے حسنت روشن	خبر لے میری اس دم الہی
لگیں کرنے کا فر بھی امید بخشش	کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت
	گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یارب
	مجھے چاہئے رحم بسیار تیرا

کہا تو تے میں ہوں مددگار تیرا	تو ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم	کہ دل سے زبان پر ہوا ذکر تیرا
ہر اکبات سے خوش ہے تکرار تیرا	الہی رہے وقت مر نیکے جاری	بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا
تو میرا میں تیرا میں تو میرا	تو میرا میں تیرا میں تو میرا	ترا فعل میرا مرا کار تیرا
تو ہے نور میرا میں آسمان تیرا	میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا	تو مسجد میں ساحل زار تیرا
کہ ہے غفور بخشش کرم کار تیرا	یہ جو روح جفا ہم پہ ہے کیسا یار	نبین ظلم اور جور اطوار تیرا
کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا	نبین کافروں کو جو توفیق ایمان	کہ ہے نام قہار و جبار تیرا
ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا	فنا ہو گیا جو تیری دوستی میں	تو ہے یار اس کا وہ ہے یار تیرا
جو ہو نقد جان سے خریدار تیرا	کھلیں اسکی آنکھیں کریں بند جتنے	عیان ہو نہاں اسپہ اسرار تیرا
الہی ہوا جو کہ ہو شیار تیرا	الہی مجھے ہوش دے اب تو ایسا	رہوں میں سلامت و میخوار تیرا
الہی رہوں اک خبر دار تیرا	میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں	جو ہو دے محبت کا آزار تیرا
ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا	جو سو یا سو جاگا جو جاگا سو سو یا	سلا مجھ کو تا ہوں میں بیدار تیرا
کہ نہت خون بخشش ہے تیار تیرا	ترا خوان انعام سے عام سب پر	ہے شاہ و گداز ہر نمک خوار تیرا
نبین کرنا معمول انکار تیرا	کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے	میں تجھ سے ہوں یار بطلبگار تیرا
ہر اک شے سے ہے وصل در کار تیرا	نبین دونوں عالم سے کچھ مجھ کو مطلب	تو مطلوب ہیں ہوں طلب گار تیرا
میسر ہو اے کاش دیدار تیرا	مرے دلیں شک جلوہ فرما الہی	کہ تجھ بن ہے دیوان یہ اب دار تیرا
میں سایہ مطر گر چہ ہوں جار تیرا	تو ہے جان و دل سے بھی نزدیک میرے	دل آہ ملنا ہے دشوار تیرا
ستا تا ہے یہ بھر خون خوار تیرا	یہ قرب و معیت ہے پھر بعد ایسا	نبین کھلتا یارب یہ اسرار تیرا
کہ تلو کھوں بے پردہ دیدار تیرا	ذرا آپ اپنے میں امداد آ تو	کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا
کہ تاجلوہ گراس میں ہو یار تیرا	زبان سے طرف دل کے مشغول ہو تو	وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا
تجھے غم ہے کیا رب ہے غم خوار تیرا	نہ ڈر فوج عصیاں سے گرچہ بہت ہے	کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا
تو چاکر ہے اس کا وہ سردار تیرا	تو پٹھ اس مناجات کو بچ وقتی	کہ تاجاوے ہر غم ہر آزار تیرا
الہی قبول ہو مناجات میری	کہ رد کرنا ہرگز نبین کار تیرا	

نمسنہ بر مناجات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذکر کیا کوئی کرے وصیت میں تیری قال و فعل	عقل بخت و علت و معلول میں زار و علیل
انت کافی فی جمات و فی رزق کفیل	خدا بلطف یا الہی من لذلک قلیل
مفلس بالتصدق یا قاتی عند بابک یا خلیل	

دوسرا کوئی نہیں ایسا یہ کارواں نیم وہ سراپا عاصی و خاطی تو غفار و رحیم	ہے و فور جرم عصیاں سے سزاوار تحسیم ذنبہ ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم
انہ شخص غریب مذنب عبد ذلیل	
جیف پیری و جوانی سب ہوئے مصروف لہو یا الہ العالمین دے متی عصیاں سے سہو	روز و شب وقف جہالت ہی رہا غفلت میں نحو منہ عصیان و نسیان و سہو بعد سہو
منک احسان و فضل بعد اعطاء جزیل	
خواب و خورہی میں کٹی اک عمر مثل دام و رد دیکھ کر انبار عصیان و جراثیم بے عدد	ہیں عمل سارے نکو ہیروہ سبھی افعال بد قال یارتی ذنوبی مثل ربل لا تعد
فاعف عنی کل ذنب و اصح الصغیر	
ہیں سب افعال ذمیمہ زندگی کا حاصل کیا کروں اب کچھ نہیں بنتی کہ سر پر ہے اجل	یاد میں تیرے نہ گذری ایک ساعت ایک پل کیف حالی یا الہی لیس لی خیر العمل
سود اعمالی کثیر زاد طاعتی قلیل	
غم الم اندوہ و حسرت یاس دوری بیکسی ہیں مرض سینے میں اتنے دل پہ کاوش ہے بری	نا توانی اضطرابی بے قراری بے کلی عافنی من کل داء واقض عنی حاجتی
ان لی قلباً سقیماً انت شافی للعلیل	
خود بخود ہو جائیں گے یہ درد سارے دل سے دور یہ تڑپ یہ بیقراری فکر بے جا ہے قصور	جتنے مقصد ہیں برائیں گے الہی بالضرور انت شافی انت کافی فی مہمات الامور
انت حسبی انت ربی انت لی نعم الوکیل	
ہوں میں چکر میں نہیں ملتی صراط مستقیم جس طرح خاصونہ ہے مجھ پر بھی کر لطف عظیم	کر دیا از دیاد مرض نے زار و سقیم رب ہب لی کنز فضلك انت و ہاب کریم
اعطنی ما فی ضمیری و لعی خیر الدلیل	
صورت شبنم ہوں گریباں روز و شب صبح و مسا جیتے جی ہر وقت خوف آتش دوزخ رہا	غنجہ خاطر بزرگ گل نہ اکدم بھی ہنسنا قل لئلا ابروی یا رب فی حق کما
تلت قلنا نار کونی انت فی حق الحکیل	
غیر کرتا ہر زمان حق سے انحراف ہرم و عصیان و خطا لکھت سب کر دے معاف	رہ ہوا مجھ سے جو نشان عبدیت کے معاف ہب لنا ملکاً کبیراً غناً ممتاً خفاف

ربنا اذانت قاضی والمنا دی جب سبیل	ہوش میں آئے غریب سرخوش جامِ صبح
کر عمل اچھے برے ہوتے ہیں افعالِ تبوح	کیا بھروسہ زندگی کا ہے مسافرت میں روح
ابن موسیٰ ابن عیسیٰ ابن یحییٰ ابن نوح	انت یا صدیق عاصی تب الی المولے الجلیل

غزلِ شوقِ زیارتِ باسعادتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحابہ وسلم

کاش مسکنِ مرا صحرائے مدینہ ہووے
دام میں جیسے کوئی مرغِ تڑپنا ہووے
زہے قسمت جو سفر سوئے مدینہ ہووے
شوق میں پھر تو مرا اور ہی نقشہ ہووے
تن میں جامہ بھی مرے ہو کہ برہنہ ہووے
جیسے جنگل میں بگولہ کوئی اڑتا ہووے
پاؤں پر پاؤں مرا شوق میں پڑتا ہووے
خاک جو اڑ کے پڑے آنکھوں میں سرمہ ہووے
حال جیسے کسی ناچیز گدا کا ہووے
ایک تہہ بند بھٹاسا کوئی کرتا ہووے
فکر سوزن ہو نہ کچھ شانہ کا سودا ہووے
خدمت شاہ میں جیسے کوئی بردہ ہووے
وصل کا آج اشارہ شہ والا ہووے
خود درجہ والا لے نبی وا ہووے
دھیان کس کو ادب و بے ادبی کا ہووے
خاک پا آپ کی ان آنکھوں کا سرمہ ہووے
جز تہی دستی کوئی اور نہ تحفہ ہووے
جلوہ طور بھی آنکھوں میں تماشا ہووے
فضل حق سے تری حاصل یہ تمنا ہووے

سبز و شلواب گلستانِ نمنا ہووے
ہند میں گرم تپش یوں دلِ مضطر ہے مدام
مجھ کو بھی روضہ اقدس کی زیارت ہو نصیب
جب کہیں قافلے والے کہ مدینے کو چلو
ننگے پاؤں وہیں ہو جاؤ نہیں اٹھ کر ہمراہ
یوں چلوں خاک اڑاتا ہوا صحرا صحرا
گرم جولانِ روشِ برقِ سہو شاداں خنداں
کانٹے تلو نہیں چھیں برگِ گلِ تر سمجھوں
ایسی صورت سے در شاہِ عرب پر سپر پہنچوں
گرد آلودہ بدن خاک ملی چہرہ پر
خار پاؤں میں چھیں بال ہوں سر کے بھرے
باندھ کر ہاتھ کروں عرضِ بصدِ عنبر و نیاز
یہ غلام آپ کا حاضر ہے قدم بوسی کو
میری بیتابی و مسکینی پہ رحم آئے ضرور
دوڑ کر سر قدمِ پاک پہ رکھ دوں اپنا
کبھی چوموں کبھی آنکھوں سے لگاؤں وہ قدم
گو ہر اشکِ نثارِ قدمِ پاک کروں
اور جب روئے مبارک کی تجلی دیکھوں
سُن کے اس شوق کو کہتے ہیں ملائک بھی غریب

مناجات
یا رسولِ کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
آپ کی انداز ہو میرا نبیؐ حال ابتر ہو افریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے مرے مشکل کشا فریاد ہے در در بحر میں ہے پیر جان ہے مری
چہرہ تاباں کو دکھلا دو مجھے تمہارے نور خدا فریاد ہے گردن دپا ہے مری زنجیر و طوق یا نبی کیجئے جدا فریاد ہے
قید غم سے اب چھڑا دیجئے مجھے یا شہ ہر دوسرا فریاد ہے یا نبی احمد کو در پر لو بلا اس لئے صبح و مسافر فریاد ہے

آپ کی فرقت نے مارا یا نبیؐ دل ہوا غم سے دو پارا یا نبیؐ طالب دیدار ہوں دکھلائے روئے نورانی خدا را یا نبیؐ
حق تعالیٰ کے تم ہی محبوب ہو کون ہے ہمہ تمہارا یا نبیؐ دردِ بحر میں کے سبب مجھ سے کیا صبر و طاقت نے کنار یا نبیؐ
باغِ جنت سے زیادہ ہے غمِ زنجیر مجھ کو وہ کو چہ تمہارا یا نبیؐ مرتے دم گردیکھ لوں روضہ شریف زندگی ہووے دوبارا یا نبیؐ
لیجئے در پر بلا کب تک پھروں در بدریاں مارا مارا یا نبیؐ چین آتا ہے مرے دل کو تمام نام لیتے ہی تمہارا یا نبیؐ

مناجات دیگر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

سب دیکھو نور محمدؐ کا سب پیچ ظہور محمدؐ کا جبریلؑ مقرب خادم ہے سب جا مشہور محمدؐ کا
جس مسجد میں میں سنتا ہوں تو ہے مذکور محمدؐ کا ناپے کسی پیغمبر کا جو ہے مقدور محمدؐ کا
وہ منظر ظہور و خفا کا ہے سب دیکھو نور محمدؐ کا وہ منظر حسن و جمال دکھایا ہے سب دیکھو نور محمدؐ کا
کہیں عاشق وہ یعقوبؑ ہوا کہیں یوسف وہ محبوبؑ ہوا کہیں صابروہ ایوبؑ ہوا سب دیکھو نور محمدؐ کا
کہیں موسیٰ وہ کلیمؑ ہوا کہیں راز قدیم علیمؑ ہوا کہیں ہاروں وہ ندیمؑ ہوا سب دیکھو نور محمدؐ کا
کہیں ابراہیمؑ خلیلؑ ہوا سن راز قدیم علیمؑ ہوا کہیں صادق اسماعیلؑ ہوا سب دیکھو نور محمدؐ کا
کہیں یار کہیں بیگانہ ہے کہیں شمع کہیں پروانہ ہے کہیں نہ کہیں دیوانہ ہے سب دیکھو نور محمدؐ کا
کہیں غوث ابدالؑ کہیا ہے کہیں قطب بھی نام دھرایا ہے کہیں دین امامؑ کہیا ہے سب دیکھو نور محمدؐ کا

مناجات دیگر

مرا طالع خفتہ جاگے یقین ہے اگر خواب میں منہ دکھائے محمدؐ میں اسپر فدا جان اور دل ستم زبان مرا جان دل سب فدائے محمدؐ
محمدؐ کی مرضی ہے مرضی خدا کی خدا کی رضا ہے رضاے محمدؐ نخل ہو کے خوشید کا رنگ فنی ہو اگر منہ سے پردہ اٹھائے محمدؐ
نبوت تے تو کچھ بھی نہ تو یقین ہے ہوا ہے یہ سب کچھ برائے محمدؐ تمنا یہ ہے رنج کی یا الہی عطا ہوا سے خاکپائے محمدؐ

تتم

ارشاد مرشد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله بجميع بحاميدہ کلہا ما علینا منہا وما لم اعلمہ وصلى الله على سيدنا و مولانا محمد و آله و اصحابہ و بارک و سلم
 اما بعد فقیر حقیر امداد اللہ غفر اللہ ذنوبہ و والدیہ یہ کہتا ہے اور برادران طریقت اور طالبان معرفت کی خدمت میں خصوصاً
 جو اس فقیر سے رابطہ محبت و ارادت رکھتے ہیں عرض کرتا ہے کہ شغل اشغال قلبیہ کو ضرور ہے کہ سوائے فرائض اور واجبات
 اور سنن کے بعضی عبادات اور طاعات اور اوراد و وظائف جو مددگار اور قوت بخشنے والے صفائی دل اور جلادینے والے
 روح کے ہوں عمل میں لاوئے جیسا کہ نماز تہجد کی کہ بارہ رکعتیں یا آٹھ رکعتیں ہیں اور نماز اشراق کی چھ رکعتیں
 ہیں اور نماز چاشت کی چار رکعتیں ہیں بارہ تک اور صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعتیں ہیں بیس تک اور چار رکعتیں سنت
 قبل ظہر اور چار سنتیں قبل عصر اور چار سنت قبل عشا اور بروز جمعہ صلوٰۃ التسلیم اگر فراغ ہو پڑھے اور تین روزہ ایام
 بیض اور روزہ پختہ ور دوشنبہ کا اور چھ روزے ماہ شوال کے اور نو روزے اول ماہ ذالحج کے اور روزہ عاشورہ محرم کا اور
 آٹھ روزے اول ماہ رجب اور شعبان کے رکھے اور تلاوت قرآن کی جس قدر ہو سکے اولیٰ یہ کہ چالیس روز میں ختم کرے

وظائف صبح

درمیان سنت و فرض صبح کے اکتالیس بار سورۃ فاتحہ حضور دل سے معنوں پر خیال کر کے پڑھے اور بعد نماز صبح کلمہ چہارم دس بار اور
 سورۃ یسین ایک بار اور استغفار سو بار اور سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العلیٰ العظیم و بحمدہ استغفر اللہ سو بار اور ایک سو
 ایک بار لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم بسم اللہ کے اور سو بار کلمہ طیب اور اکتالیس بار یا حی یا قیوم و لا الہ الا انت
 اسئلک ان تجی قلنی برباً معاً فیک ابداً بحضور قلب پڑھے اور دو روزہ شریف سو بار۔ وظائف ظہر اور

۱۰ فائدہ صلوٰۃ التبیح واسطے مغفرت تمام گناہ صغیرہ اور کبیرہ خطا اور عدا اور سزا اور عتابیہ کے حدیث میں آیا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمایا ہے۔ چار رکعتیں میں ہر رکعت میں تورات کے پندرہ بار سبحان اللہ و بحمدہ لا الہ الا اللہ
 واللہ اکبر پڑھے اور رکوع میں دس بار اور قومہ میں دس بار اور جلعے میں دس بار اور دوسرے سجدے میں دس بار اور بعد سجدے دوسرے کے بیٹھ کر دس بار
 پس ہر رکعت میں پچیس بار اور چار رکعت میں تین سو بار پڑھے اور طاعت ہو تو اس نماز کو روز پڑھے یا ہفتہ میں ایک بار یا ماہ میں یا سال میں یا تمام عمر میں
 ایک بار پڑھے اور مردی ہے کہ چار رکعت میں ان چار سورتوں کو یعنی الہکم الشاکر۔ والعصر۔ قل یا ایہا الکافرون قل ہو اللہ احد پڑھے۔

اور سورتیں بھی مردی ہیں جیسے سج اسم یا اور سبحات گریہ سہل تر ہیں ۱۲۔

۱۱ یعنی ہر چاند کی تیرہویں چودھویں پندرہویں تاریخ روزہ رکھے۔ ۱۲ منہ قدس سرہ
 لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی و یموت و ھو قی لا یموت ابداً اذوالجلال والاکرام
 لا استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحق القیوم و ان توب الینا ۱۲
 لا الہ الا اللہ محمد و ترسل اللہ ۱۲ لا الہ الا اللہ محمد و ترسل اللہ ۱۲ لا الہ الا اللہ محمد و ترسل اللہ ۱۲

بعد نماز طہ کے سو بار کلمہ طیب اور سو بار درود شریف اور سورہ انا محمدنا اور منزل دلائل الخیرات اور پانچ سو بار اللہ
 اَلصَّمَدُ اور اکیس بار سورہ ازاہار۔ وظائف عصر اور بعد نماز عصر کے سوہ غم یقیناً دل اور سو بار آیہ کرمیہ
 لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنَّا كُنْتُ مِنْ قَلْبَابِينَ وظائف مغرب اور بعد نماز مغرب کے سورہ ولقمتہ اور سو بار کلمہ طیب اور
 درود شریف سو بار اور اللہم طہ قلبی عن غیرک ذوق قلبی بنور معرفتک پیدا یا اللہ یا اللہ یا اللہ اکتالیس بار بحضور دل پڑھے۔

وظائف عشاء اور بعد نماز عشاء کے سورہ سجدہ یا سورہ ملک اور سو بار طیب اور سو بار درود شریف اور ایک سو ایک بار
 يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ بحضور قلب پڑھے۔ وظائف صبح و شام دو وقتہ اور صبح اور شام کو سید
 الاستغفار ایک ایک بار اور پانچوں کلمے اور دونوں آمینت باللہ اور نود و نهم اللہ جل شانہ کے اور آیت الکرسی اور
 آیات امن الرسول سے تا آخر سورہ اور اَعُوْذُ بِكَ يَا اَللّٰهُ اِنَّمَا اَتَىٰ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تَمِيْنِ بار اور آیات سورہ حشر
 ایک بار اور بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَبْغِيْهُ مَعَ اِسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيْمُ تَمِيْنِ بار اور
 رَمِيتُ بِاللّٰهِ يَا اِيْلَہِ الْاِسْلَامِ دِيْنَا وَنَحْمَدُکَ نَبِيًّا تَمِيْنِ بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
 لَا شَرِيْکَ لَہُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ
 اور اَللّٰهُمَّ اجْنِبْنِي مِنَ النَّارِ سات بار اور اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُکَ الْجَنَّةَ سات بار اور دعائے حزب الحج کو اگر
 ہو سکے تو ایک ایک بار اور بعد نماز صبح قبل طلوع آفتاب اور بعد نماز عصر قبل غروب مبعثات عشر کو پڑھے۔

وظیفہ بعد ہر نماز

اور بعد ہر نماز کے پانچوں وقت آیت الکرسی ایک بار سبحان اللہ تینتیس بار اور الحمد للہ تینتیس بار اللہ اکبر تینتیس
 بار اور کلمہ چہارم ایک بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ وَلَا شَرِيْکَ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ صَبِيْحَتِ
 وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَلِيْلَكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ۔۔۔

لَہُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاعْبَدْتُکَ وَاَنَا عَلٰی عَمَلِيْکَ وَوَعْدِيْکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا
 صَنَعْتَ اَبُوْءُ لَكَ بِعَمَلِيْکَ عَلٰی وَابْوَجِبُ بِدِيْنِيْ نَافِعِيْ دِيْنِيْ لَا يَغِيْبُ الدُّوْءُ اِلَّا اَنْتَ اَمْرٌ قَدْ سَوَّاهُ اَوَّلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيْمِ
 مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ تین بار پڑھے پھر یہ آیت پڑھے اَللّٰهُمَّ اَلَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلٰمُ الْغُیْبِ الشَّہَادَةُ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ
 اِلَّا هُوَ لِلّٰهِ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَيَرْكَبُہُ ہُوَ اللّٰهُ عَلٰی اَنْ اَبَارِئُ لِلْمُصَوِّرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا
 الْحُسْنٰی طیبیم کلمہ مافی السموات والارضین وهو العزیز الحکیم ۱۴۸ یعنی دس چیزیں ہیں کہ سات سات بار پڑھے ہیں اول سورہ فاتحہ سات بار
 سورہ والناس سات بار سورہ قلک سات بار سورہ اخلاص سات بار سورہ کافرون سات بار آیت الکرسی سات بار کلمہ تمجید سات بار درود شریف سات
 بار اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنِيْ فَاِلاَحِيَا وَمِنْہُمْ وَالْاَمُوْتِ سَاتِ اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ اَفْعَلْ لِيْ وَلِيْمٌ عَلٰجِلًا فِی الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
 مَا اَنْتَ لَہُ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَايَا مَوْلَانَا مَا لَحِقَ لَہُ اَهْلٌ اَنْتَ عَفُوٌّ رَّحِيْمٌ جَوَادٌ کُوْنُ مَلِکٌ
 بَرٌّ زَوْدٌ رَّحِيْمٌ اَسْ دَعَا کُو سات بار پڑھے۔

حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ يَا مَرْكُتَ مَبْنَى وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ایک بار اور
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ وَالْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِكَ وَمِنْ النَّارِ ایک بار پڑھے اور وقت شروع
 کھانے کے اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَاطْعِنَا خَيْرًا مِنْهُ اور بعد فراغ طعام کے الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا
 وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ پڑھے اور سوتے وقت سورہ فاتحہ آیہ الکرسی اور تینوں قل تین تین بار اور
 اللَّهُمَّ قَنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تُنْعَثُ عِبَادُكَ اور وقت جاگنے کے الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ
 النُّشُورُ اور لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اللَّهُ الْمَلِكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اور ممکن ہو تو معشرت السبع
 بھی پڑھے اور پاخانہ میں جاتے وقت اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْيَاتِ وَالْخَبَائِثِ اور نکلنے وقت غُفْرَانُكَ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذَى وَعَافَانِي اور بروقت اٹھتے بیٹھتے بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ الْبَرُّ وَاللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَمَنَّا
 معمول رکھے اور اگر اور زیادہ اور اد مطلوب ہوں تو کتب حدیث حصن حصین وغیرہ سے لیکے عمل میں
 لادیں سہر حال اذکار اور اشغال قلبیہ میں مشغول رہیں جس سے تصفیہ باطن کا ہو کر نجات اور معرفت حق کی حاصل ہو

بیان اذکار اور اشغال اور مراقبات کا

جو بزرگان طریقت نے تصفیہ قلب اور تجلیہ روح کے واسطے تجویز کئے ہیں ان میں بارہ تسبیح ہیں جو حضرات چشتیہ کرتے
 ہیں۔ طریق اُن کا یہ ہے کہ بعد نماز تہجد کے توبہ اور استغفار عجز اور انکسار سے کر کے اور ہاتھ اٹھا کے یہ دعا
 بحضور قلب اللَّهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي عَنْ غَيْرِكَ وَكُلِّ شَيْءٍ يَبْغِيكَ وَيُؤْمِرُ بِكَ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ تکرار
 کرے اور گیارہ بار درود شریف پڑھے چار زانو بیٹھے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے اور چوٹنگلی اس کے پاس ہے
 اس سے رگ کیماس کو کہ بائیں زانو کے اندر ہے محکم پکڑے اور کمر سیدھی رکھے۔ پھر دل جمعی سے ہیبت اور
 حرمت اور تعظیم تمام کے ساتھ خوش الحانی کے ساتھ ذکر شروع کرے اور بعد اعوذ و بسم اللہ کے باخلاص تمام تین
 بار کلمہ طیب اور کلمہ شہادت پڑھے کہ سر کو قلب کی طرف کہ زیر پستان چپ بغاصلہ دو انگشت کے واقع ہے جھکا کے کلمہ لا
 کو قوت اور سختی سے دل کے اندر سے پہنچ کر اور الہ کو داہنے مونڈھے پر لیجا کر سر کو پشت کی طرف مائل کر کے تصور کرے کہ

لہ یعنی قل ہو اللہ احد قل اعوذ برب الفلق ۲۱۴۰ فائدہ: معشرت السبع وہ سات کلمہ ہیں کہ ایک کو دس دس مرتبہ پڑھتے ہیں چھ یہ
 ہیں۔ اول اللہ اکبر دس بار دوسرا الحمد للہ دس بار تیسرا سبحان اللہ دس بار چوتھا سبحان اللہ دس بار
 پانچواں لا الہ الا اللہ دس بار چھواں استغفر اللہ الذی لا الہ الا الہی القیوم واثوب الیم دس بار ساتواں اللَّهُمَّ
 إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ ضِيقِ الْمَقَامِ الدُّنْيَا وَضِيقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ دس بار پڑھیے ۱۲ منہ سے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱۲
 منہ یعنی اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
 عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ۱۲ منہ

غیر اللہ کو دل میں سے نکالیں پشت ڈال دیا اور دم کو چھوڑ کر لفظ **الہ** کی زور آور سختی سے دل پر ضرب مارے اور تصور کرے کہ عشق اور نور الہی کو دل میں داخل کیا اسی طرح اس نفی و اثبات کو فکر اور ملاحظہ اور واسطے کے ساتھ دو سو بار کہے اور اس ذکر میں **لا الہ الا اللہ** دسویں مرتبہ محمد رسول اللہ کہے بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے لیکن بتدی کلمہ **لا الہ الا اللہ** میں **لا** معبود اور متوسط **لا** مقصود اور منتہی **لا** موجود ملاحظہ کرے اس کے بعد لمحہ مراقب ہو کے تصور کرے کہ فیضان الہی عرش سے میرے سینہ میں آتا ہے۔

طریق اثبات محمد | پھر روزانو بیٹھے اور کمر کو سیدھی کرے اور سر کو داہنے مونڈھے پر لیجا کے لفظ **الہ** کو زور اور سختی سے دل پر ضرب کرے اسکو چار سو بار د مادم کرے پھر بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے اور لمحہ دو لمحہ مراقب رہے۔

طریق اسم ذات | پھر ذکر اسم اللہ کرے اس طرح سے کہ اول حرف **ہاء** لفظ اللہ کو پیش اور دوسری **ہاء** لفظ اللہ کو ساکن کرے یعنی جزم دے اور آنکھیں بند کر کے اور سر کو داہنے مونڈھے پر لا کے لفظ مبارک اللہ اللہ کی دونوں ضرب جہر قوت سے دل پر مارے اس ذکر اسم ذات دو ضربی کو چھ سو بار د مادم کرے لیکن دسویں گیارہویں بار اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی مع ملاحظہ معنوں کے کہتا رہے تاکہ کیفیت اور لذت ذکر کی اور دفع غفلت اور خواب حاصل ہو بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے پھر ایک ضربی اسی طرح سر کو جانب داہنے مونڈھے کے کچ کر کے لفظ مبارک اللہ کو دل پر سو بار د مادم ضرب کرے بعد تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے کے درود شریف اور استغفار گیارہ بار پڑھ کے دعا مانگے اور مناجات کرے کہ الہی تو ہی مقصود اور رضائیری مطلوب ہے۔ ترک کیا میں نے دنیا اور آخرت کو واسطے تیرے عطا کر تجھ کو نعمتیں اپنی اور وصول نام درگاہ مقدس اپنی میں آمین

طریق ذکر پاس انفاس کا

یعنی اپنے انفاس پر گاہ اور ہوشیار رہے کہ بے ذکر اللہ کے کوئی دم نہ گزرے خواہ ذکر جلی ہو خواہ ذکر خفی پس وقت نکلنے سانس کے دم کے ساتھ **لا الہ الا اللہ** اور وقت داخل ہونے سانس کے دم کے ساتھ **لا الہ الا اللہ**

کلمہ **لا الہ الا اللہ** میں ملاحظہ مفہوم اور معنی لا موجود کا کرے اس واسطے کہ مقصود نفی غیر کی ملاحظہ میں ہے اور اس ذکر میں دسویں بار صوفی لفظ اللہ کے ساتھ اسی کو یعنی لا موجود یا لا مقصود کو اول شامل کر لیا کرے باقی ملاحظہ میں رہے۔ ۲۰ عفی عنہ

کہے، دہن بستہ بے حرکت زبان خیال سے دم کو ذکر کرے اور نظر ناف پر رکھے وہاں سے ذکر جاری کرے طریق دوسرا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سانس کے ساتھ اوپر کھینچے اور لفظ فقو کے ساتھ سانس کو تھوڑے اس ذکر کے خیال اور دھیان سے ایسی کثرت اور مشق کرے کہ دم ذکر اور مستغرق بند کر ہو جائے

بیان ذکر اسم ذات ربانی

طالب کو چاہیے کہ باوجود ذکر پاس انفاس کے اسم ذات کو زبانی ہر روز چوبیس ہزار بار کہ اوسط مرتبہ ہے کہے اور اگر اس قدر نہ ہو سکے تو چھ ہزار سے کم کہ ادنیٰ مرتبہ ہے نہ کرے، طریق ذکر نفی اثبات کہ حضرات قادریہ کرتے ہیں یہ ہے کہ خلوت میں رو قبلہ باادب تمام بیٹھے اور آنکھیں بند کر کے لافنی کو زیر ناف سے زور اور سختی کے ساتھ نکال کے اور دراز کر کے دھننے مونڈھے تک لیجا کے الہ کو دماغ سے نکال دے اور لا الہ الا اللہ کو قوت سے دل پر ضرب کرے اور لا الہ سے نفی معبودیت اور موجودیت غیر اللہ کی ملاحظہ کرے تا وجود غیر کا نظر سے اٹھ جائے اور لا الہ سے اثبات وجود مطلق حق سبحانہ تعالیٰ کا کرے اسی طرح گیارہ سو بار ایک جلسے میں ہر روز کیا کرے تا اثر اس کا ظاہر ہو اور اس ذکر کو اسی طرح جس دم میں بھی کرتے ہیں۔

طریق شغل اسم ذات کا یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے دل سے جس قدر ہو سکے رات دن تصور کیا کرے تا پختہ ہو کر بے تکلف جاری ہو جائے۔ باقی اذکار اور اشغال اس طریقہ کے ضیاء القلوب میں موجود ہیں۔

طریق شغل نفی و اثبات کہ جس دم ذکر کرتے ہیں یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان تالو سے لگا لے اول دم کو ناف سے کھینچ کر دل میں قرار دے پھر اسی طرح کلمہ لا الہ الا اللہ کو دل سے نکال کے اور دھننے مونڈھے پر لے جا کے لا الہ کی ضرب دل پر مارے اسی طرح اول روز دس دم ہر دم میں تین تین بار مشغول ہو پھر

۱۰ فائدہ یعنی سوتے اور جاگتے ہر حال میں ذکر رہے تا ذکر حیات اور پاس انفاس حاصل ہو۔ اور دل ماسوائے اللہ سے پاک اور صاف اور نورانی ہو کثر تجلیات اور واردات غیبی کا ہو ۱۱ منہ عنی اللہ عنہ ۱۲ منہ عنی اللہ عنہ ۱۳ فائدہ حکمت اس میں یہ ہے کہ آدھی رات دن میں چوبیس ہزار سانس یعنی دم لیتا ہے تو گویا کہ ہر دم ذکر اور ذکر میں داخل ہوا ۱۴ منہ عنی اللہ عنہ۔ ۱۵ اثر نفی لذات در محبوبیت اور بخودی ظاہر ہو اور تصفیۃ قلب اور کمالی روح حاصل ۱۶ منہ عنی اللہ عنہ ۱۷ فائدہ کشمکش دم اور خطرہ بندی کے لیے خلو معدہ کھانے پینے سے شرط ہے خصوصاً ابتدائے حال میں اور بڑی شرط یہ ہے کہ درجہ اوسط کا نگاہ رکھے تو ایسا پر شکم ہو کہ کابل اور بوجھل ہو جائے اور نہ بہت بھوکا رہے کہ ضعیف ہو۔ اور جس دم میں سرد کا استعمال نہ کرے تا حرارت قلب کو سرد نہ کرے اور گرم کھانے سے بھی پرہیز کرے برابر ہے کہ حرارت طبعی ہو یا عارضی کہ سبب ایجاد مرض کی ہوتی ہے ۱۸ منہ

ہر روز درجہ بدرجہ ایک ایک بار زیادہ کرتا رہے تا حرات باطن پیدا ہو کر تمام بدن میں سرایت کرے اور خطرہ دفع ہو کر ذکر تمام اعضاء میں جاری ہو اور محبت اور عشق الہی ظہور کرے۔

طریقہ مراقبہ کا یہ ہے کہ دو زانو نمازی کی طرح سر جھکا کر بیٹھے اور دل کو غیر اللہ سے خالی کر کے حق سبحانہ تعالیٰ کی حضوری میں حاضر رکھے اول اعوذ بسم اللہ پڑھ کے تین بار اللہ حاضر ہوئی اللہ ناظر ہوئی اللہ معی یعنی زبان سے تکرار کر کے پھر مراقب ہو کے اُن کے معنوں کا دل میں ملاحظہ کرے اور تصور کرے یعنی جانے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ حاضر ناظر میرے پاس ہے اس جاننے میں اس قدر خوض کرے اور مستغرق ہو کہ شعور غیر حق کا نہ رہے یہاں تک کہ اپنی بھی خبر نہ رہے۔ اگر ایک آن بھی اسی سے غافل ہو تو مراقبہ نہ ہوگا۔

مراقبہ دوسرا۔ اللہ نور السموات والارض۔ انوار الہی کو کہ ہر زبان و مکان میں موجود ہے جیسا کہ وجودِ سہتی اس کی کا ہر جگہ ثابت ہے ملاحظہ کرے اور مستغرق ہو جائے۔

طریق ذکر اسم ذات جو متعلق لطائف ستہ سے ہے وہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے اور آنکھیں بند کر کے بزبان خیال دل صوبہ سے اللہ اللہ کہے اس طرح سے کہ اس اسم کو غیر ذات نہ جانے اس حیثیت کو بمقدور اپنے اٹھتے بیٹھتے ترک نہ کرے اسی طرح چھٹوں لطیفوں کو ترتیب مذکور کے ساتھ جاری کرے یہاں تک کہ خود اُن کے ذکر سے واقف ہو۔ اے عزیز جان تو کہ جسم انسان میں چھ لطیفے ہیں یعنی چھ مقام ہیں کہ فیضان و برکات اور انوار الہی سے لبریز ہیں۔

اول لطیفہ قلبی ہے کہ مقام اس کا دو انگشت نیچے پستان چپ کے واقع ہے اور نور اس کا سرخ ہے دوسرا لطیفہ روجی ہے۔ جگہ اُسکی دو انگشت نیچے پستان راست کے ہے اور نور اس کا سفید ہے۔

تیسرا لطیفہ۔ نفسی ہے کہ مقام اس کا زیر ناف ہے اور نور اس کا زرد ہے۔

چوتھا لطیفہ۔ سری ہے کہ جگہ اس کی ماہین سینے کے ہے اور نور اس کا سبز ہے۔

پانچواں لطیفہ۔ خفی ہے۔ ٹھکانا اس کا پیشانی ہے نور اس کا نیلگوں ہے۔

چھٹا لطیفہ۔ اخفی ہے۔ موضع اس کا ام الدماغ ہے نور اس کا سیاہ ہے مثل سیاہی چشم کے۔ پس طالب کو چاہیے کہ ان چھوٹوں لطیفوں کے ذکر اور شغل میں اس قدر مشغول ہو اور مشق کرے کہ اثر ذکر ظاہر ہو۔ باقی اذکار اور اشغال اور مراقبات بہ تفصیل تمام مع سلوک کامل ضیاء القلوب میں لکھ چکا ہوں۔ دوبارہ لکھنے کی حاجت نہیں۔ اللہ جل جلالہ تقدس و تعالیٰ ہم کو اور تم کو اور سب کو خاص فضل و کرم

نے فائدہ۔ یعنی جنبش لطائف میں پیدا ہو کر ذکر جاری ہو اور لذت اور محبت اور انوار الہی قوت پکڑیں اور نسبت اور حضوری مذکور سبحانہ تعالیٰ کی حاصل ہو ۱۲ منہ عنی اللہ عنہ

اپنے سے ہمت اور توفیق اور استعداد کامل عطا فرمائے کہ شب و روز ہر حال میں ہر دم اسی کے ذکر و شغل عبادات طاعات مرضیات میں رہیں اور ایک دم اس سے غافل نہ ہوں اور غیہ اللہ کو دل میں جگہ نہ دیں اور محبت اور معرفت اور حضوری دائمی اس کی کہ جو خلقت انسانی مقصود اور مطلوب ہے۔

حاصل کریں اور اپنی حقیقت کو پہنچیں اور اسی سے جئیں اور اسی پر مریں اور اسی میں اٹھیں۔
 آمین آمین یا رب العالمین وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا شفيعنا محمد وآله وصحبه
 وبارك وسلم برحمتك يا ارحم الراحمين
 مقررہ ۲ جماد الاولیٰ ۱۲۹۳ھ

شجرات و سلاسل شجرہ چشتیہ

بدانکہ فقیر امداد اللہ عنہ اللہ عنہ راسبت بیعت و اجازت از مولانا و مرشدنا حضرت میاں جیونور محمد چغتائی
 والیشان را از حضرت حاجی عبدالرحیم از شاہ عبدالباری از شاہ عبدالہادی از شاہ عضد الدین از
 شاہ محمد کی از شاہ محمدی از شیخ محب اللہ آبادی از شیخ ابوسعید از شیخ نظام الدین۔ از شیخ
 جلال الدین از شیخ عبدالقدوس گنگوہی از شیخ شمس الدین از محمد عارف بن احمد از شیخ عبدالحق رودلووی
 از شیخ جلال الدین پانی پتی از شیخ علاؤ الدین صابر از شیخ فرید الدین از شیخ قطب الدین از خواجہ
 معین الدین از خواجہ عثمان از خواجہ حاجی شریف زندانی از خواجہ مودود از خواجہ ابو یوسف از خواجہ ابو محمد محترم
 از خواجہ احمد ابدال چشتی از خواجہ ابی اسحاق شامی از خواجہ ممشاد از خواجہ ابو ہبیرہ بصری از خواجہ حذیفہ
 مرعشی از خواجہ سلطان ابراہیم از خواجہ فضیل از خواجہ عبدالواحد از خواجہ امام حسن بصری از امیر المومنین
 علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از حضرت خاتم النبیین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

شجرہ قادریہ

حضرت عبدالقدوس گنگوہی را اجازت و خرقہ از پیر خود درویش محمد بن قاسم از سید بطن بھڑا چٹی۔
 از سید اجمل از مخدوم جہانیاں جہاں گشت از سید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن عباسی از شیخ عبید
 ابن ابوالقاسم از شیخ ابوالمکارم فاضل از شیخ قطب الدین ابوالغیث از شیخ شمس الدین علی الفلاح از شیخ
 شمس الدین حداد از امام الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی از شیخ ابوسعید خضریٰ از شیخ ابوالحسن قرشی از شیخ
 ابوالفراح از شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز از شیخ ابوبکر شبلی از شیخ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی
 از شیخ معروف کرنی از شیخ داؤد طلائئی از شیخ حبیب عجمی از شیخ امام حسن بصری از حضرت علی

کرم الله وجهه از حضرت سرور کائنات صلی الله علیه وسلم

شجره نقشبندیه

و نیز حضرت سید اجل بھڑاچی را از مرشد خود شاه عبدالحق از خواجہ عبید اللہ احرار از خواجہ مولانا یعقوب چرخمی از خواجہ علاؤ الدین عطار از خواجہ بہاؤ الدین نقشبند از خواجہ سید امیر کمال از خواجہ محمد با سماسی از خواجہ عزیزیاں علی را متین از خواجہ ابوالخیر فغوی از خواجہ محمد عارف ریوگری از خواجہ عبدالحق از خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی از خواجہ ابوعلی قارمدی از خواجہ امام ابوالقاسم قیشری از خواجہ ابوعلی وقاق از خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی از خواجہ ابوبکر شبلی از سید لطائف جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجہ حبیب عجمی از امام الاولیاء حسن بصری از امیر المؤمنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم -

شجره سہروردیہ

و نیز سید اجل بھڑاچی را اجازت و خرقہ از سید جلال الدین بخاری از شیخ رکن الدین ابوالفتح از والد خود صدر الدین از والد خود شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی از شیخ امام الطریقہ شہاب الدین سہروردی از شیخ ضیاء الدین ابوالحبیب سہروردی از شیخ وجہہ الدین عبدالقادر سہروردی از شیخ ابو محمد بن عبد اللہ از شیخ احمد دیوری از ممشاد علی دیوری از حضرت جنید بغدادی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ خواجہ حبیب عجمی از خواجہ امام حسن بصری از امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و نیز فقیر را در سلسلہ نقشبندیہ اجازت از مرشد سابق از مولاد مرشدنا نصیر الدین مجاہد دہلوی و او نشان را از شاہ محمد آفاق دہلوی از خواجہ ضیاء اللہ از خواجہ محمد زبیر از خواجہ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی از خواجہ محمد معصوم از حضرت شیخ احمد مجد الف ثانی از خواجہ باقی باللہ از خواجہ انگلی از مولانا درویش از مولانا زبیر از عبید اللہ احرار تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ وسلم باقی کیفیت سلاسل بہ تفصیل و تحقیق تمام در رسالہ ضیاء القلوب نوشتہ شد از ان بگیرند -

تمام شد

		شجرہ پیران چشت اہل بہشت رضی اللہ عنہم	
		تو اگر چاہے قبولیت دعا کے واسطے	عرض کرنا شاہ یوں اوّل خدا کیوا سٹے
		حمد ہے سب تیری ذاتِ کبریا کے واسطے	
		ہے درود و نعت ختم الانبیاء کے واسطے	اور سب اصحاب و آلِ مصطفیٰ کے واسطے
		افضل کریم پر الہی	مجتبے کے واسطے
		در بدر پھرتی ہے خلقت التجا کے واسطے	آسمان تیرا ہے پر مجھ بے نوا کے واسطے
		رحم کر مجھ پر الہی اولیا کے واسطے	
		اُن بزرگوں کو شفیع لایا ہوں میں ہو کر طول	کیجو یہ عرض میری اُن کی برکت سے قبول
		ہاتھ اٹھاؤں جب ترے آگے دعا کے واسطے	
		پاک کر ظلمات و عصیاں سے الہی دل مرا	کر منور نورِ عرفاں سے الہی دل مرا
		حضرت نور محمد پر ضیا کے واسطے	
		ایسے مرنے پر کروں قربان یارب لاکھ عید	اپنی تیغِ عشق سے کر لے اگر مجھ کو شہید
		حاجی عبدالرحیم اہلِ عزاء کے واسطے	
		کردہ پیدا درِ غم میرے دل افکار میں	بار پاؤں جس سے اے باری ترے دربار میں
		شیخ عبدالباری شہ بے ریا کے واسطے	
		شرک عصیان و ضلالت سے بچا کر لے کریم	کر ہدایت مجھ کو اب راہِ صراطِ المستقیم
		شاہ عبدالہادی پیر ہدیٰ کے واسطے	
		دین و دنیا کی طلب عزت نہ سرداری	اپنے کوچہ کی عطا کر ذلت و خواری مجھے
		شاہِ عضد الدین عزیز دوسرا کے واسطے	
		دے مجھے عشقِ محمدؐ اور محمدیوں میں گن	ہو محمدؐ ہی محمدؐ و درمیراتِ دین
		شہ محمدؐ اور محمدی القبا کے واسطے	
		حُبِ حق حُبِ الہی حُبِ مولا حُبِ رب	الغرض کر دے مجھے محبت سب کا سب
		شہ محبت اللہ شیخ باصفا کے واسطے	
		گرچہ میں غرق شقاوت ہوں سعادتِ بکید	پر توقع ہے کرے مجھ سے شفیق کو تو سعید

		لو سعید اسعد اہل ورا کے واسطے	
	قال اتر حال اتر سب مرے اتر میں کام	لطف سے اپنے مرے کر ملک دیں کا انتظام	
		شم نظام الدین بلخی مقتدا کے واسطے	
	ہے یہی بس دین میرا اور یہی سب ملک و مال	یعنی اپنے عشق میں کر مجھ کو با جاہ و جلال	
		شم جلال الدین جلیل اصفیا کے واسطے	
	جب دنیاوی سے کر کے پاک مجھ کو اے حبیب	اپنے باغِ قدس کی کر سیر تو میرے نصیب	
		عبد قدوس شمس قدس و صفا کے واسطے	
	کر معطر روح کو بوئے محمد سے مری	اور منور چشم کر دئے محمد سے مری	
		اے خدا شیخ محمد رہنما کے واسطے	
	کر عطار راہ شریعت لئے احمد سے مجھ	اور دکھانور حقیقت خوئے احمد سے مجھ	
		شیخ احمد عارف صاحب عطا کے واسطے	
	کھول دے راہ طریقت قلب پر یا حق مرے	کر تجلی حقیقت قلب پر یا حق مرے	
		احمد عبد الحق شمس بقا کے واسطے	
	دین و دنیا کا نہیں درکار کچھ جاہ و جلال	ایک ذرہ درد کا یا حق مرے دل میں تو ڈال	
		شم جلال الدین کبیر الاولیاء کے واسطے	
	ہے مگر ظلمتِ عصیاں سے میرا شمس دیں	کر منور نور سے عرفاں کے میرا شمس دیں	
		شیخ شمس الدین ترک شمس الضحیٰ کے واسطے	
	اے مرے اللہ رکھ ہر وقت ہر لیل و نہار	عشق میں اپنے مجھے بے صبر و بے تاب و قرار	
		شیخ علاؤ الدین صابر بارضا کے واسطے	
	دے ملاحمت مجھ کو حق نمکینی ایمان سے	اور حلاوت بخش شیخ شکر عرفان سے	
		شم فرید الدین شکر گنج بقا کے واسطے	
	عشق کی رہ میں ہوئے جو اولیا اکثر شہید	خیر تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید	

		خواجہ قطب الدین مقتولِ ولا کے واسطے	
	بے ترے ہے نفسِ شیطاں پچھ امانِ دین	جلد ہوا کر مایا رب مددگار و معین	
	شمِ معین الدین حبیبِ کبریا کے واسطے		
	یا الہی بخش ایسا بے خودی کا مجھ کو جام	جس سے جز عشقِ نبیؐ مجھ کو نہ ہو دے اور کام	
	خواجہ عثمانؒ با شرم و حیا کے واسطے		
	دورِ کرمجھ سے نعمِ موت و حیاتِ مستعار	زندہ کر ذکرِ شریفِ حق سے اے پروردگار	
	شمِ شریفِ رندی با نقیہ کے واسطے		
	آتشِ شوق اس قدر دل میں مرے بھراے و درد	ہرینِ موسے مرے نکلے تری الفت کا درد	
	خواجہ مودودِ چشتی پارسا کے واسطے		
	رحمِ کرمجھ پر ثوابِ چاہِ ضلالت سے نکال	بخشِ عشق و معرفت کا مجھ کو یارب ملکِ مال	
	شاہِ بو یوسف شہ شاہ و گدا کے واسطے		
	مست اور بے خود بنا بولے محمدؐ سے مجھے	محترمِ کز خواری کوئے محمدؐ سے مجھے	
	بو محمد محترم شاہِ ولا کے واسطے		
	صدقہ احمد کے یہ ہے امید تیری ذات سے	کہ بدل کر دے مرے عصیاں کو تو حسنات سے	
	احمد ابدالِ چشتی با سخا کے واسطے		
	حد سے گذارِ پنجِ فرقت اب تو اے پروردگار	کر میری شامِ خزاں کو وصل سے روزِ بہار	
	شیخ ابواسحاق شامی خوش ادا کے واسطے		
	شادی و غم سے دو عالم کے مجھے آزاد کر	اپنے درد و غم سے یارب دل کو میرے شاکر	
	خواجہ مشاد علوی بوالعلا کے واسطے		
	ہے مرے تو پاس ہر دمِ لیک میں اندھا ہوں پر	بخش وہ نورِ بعیرت جس سے تو آفے نظر	
	بورہ سیرہ شاہِ بصری پیشوا کے واسطے		
	عیش و عشرت سے دو عالم کی نہیں مطلب	چشمِ گریاں سببِ بریاں کر عطا یارب مجھے	

		شیخ خذیفہ مرعشی شاہ صفا کے واسطے	
	نے طلب شاہی کی نے خواہش گدائی کی مجھے	بخش اپنے دتک طاقت رسائی کی مجھے	
		شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کے واسطے	
	راہزن میرے ہیں دو قزاق باگزہ گراں	تو پہنچ فریاد کو میری کہیں اے مستعل	
		شم فضیل ابن عیاض اہل دعا کے واسطے	
	کمرے دل سے تواسے واحد دینی کا حرف دور	دل میں اور آنکھوں میں بھر دے سہر وحدت کا نور	
		خواجہ عبدالواحد بن زید شاہ کے واسطے	
	کر عنایت مجھ کو توفیق حسن اے ذوالمنن	تاکہ ہوں سب کام میرے تیری رحمت سے حسن	
		شیخ حسن بصری امام اولیا کے واسطے	
	دُور کردل سے حجاب جہل غفلت میرے رب	کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے اب	
		ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے	
	کچھ نہیں مطلب دو عالم کے گل و گلزار سے	کرمشرف مجھ کو تو دبدار پُر انوار سے	
		سرور عالم محمد مصطفیٰ کے واسطے	
	آپڑ اور پر ترے میں ہر طرف سے ہو ملول	کرتوان ناموں کی برکت سے دعا میری قبول	
		یا الہی اپنی ذات کبریا کے واسطے	
	ای بزرگوں کے نہیں یارب غرض ہر کار میں	کر شفاعت کا وسیلہ اپنے تو دربار میں	
		مجھ ذلیل و خوار و مسکین و گدا کے واسطے	
	اس دینی نے کر دیا ہے دور وحدت سے مجھے	کردینی کو دور کر پُر نور وحدت سے مجھے	
		تاہوں سب میرے عمل خالص رضا کے واسطے	
	کر دیا اس عقل نے بے عقل و دیوانہ مجھے	کر ذرا اس ہوش سے بیہوش مستانہ مجھے	
		یا حق اپنے عاشقانِ با وفا کے واسطے	
	کشمکش ناامیدی کی ہوا ہوں میں تباہ	دیکھ مت میرے عمل کر لطف پر اپنے نگاہ	

	یارب اپنے رحم و احسان و عطا کے واسطے	
چرخِ عصیاں سر پہ ہے زیرِ قدم	بجزِ الم	چلے ہوئے فوجِ غم کر جلد اب بجزِ کرم
کچھ رہائی کا سبب اس مبتلا کے واسطے		
گرچہ میں بدکار و نالائق ہوں اے شاہِ جہاں	پر ترے در کو تباہ چھوڑ کر جاؤں کہاں	
کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کے واسطے		
ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے	اور تکیہ زہد کا ہے زاہدوں کے واسطے	
ہے عصائے آہِ مجھ بے دست و پا کے واسطے		
نئے فقیر چاہتا ہوں نے امیری کی طلب	نے عبادت نے زہد نے خواہشِ علم و ادب	
دردِ دل پر چاہئے مجھ کو خدا کے واسطے		
عقل و ہوش و فکر اور نعماءِ دنیا بے شمار	کی عطا تو نے مجھے پر اب تو نے پروردگار	
بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کے واسطے		
گرچہ عالم میں الہی میں سعی بسیار کی	پر نہ کچھ تحفہ ملا لائق ترے دربار کی	
جان و دل لایا و لے تجھ پر فدا کے واسطے		
گرچہ یہ ہر یہ نہ میرا قابلِ منظور ہے	پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دُور ہے	
کشتگانِ تیغِ تسلیم و رضا کے واسطے		
حد سے اتر ہو گیا ہے حالِ مجھ ناشاد کا	کرمی امداد اللہ وقت ہے امداد کا	
اپنے لطف و رحمتِ بے انتہا کے واسطے		

ت

نصائح متفرقہ

منقول است از امیر المومنین یعقوب الدین امام المشرق والمغرب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ من دو از دہ کلمہ از توریت اختیار کرده ام و ہر روز سہ نوبت در آن تأمل میکنم و آن این است کلمہ اول: حق جل و علا می فرماید اے پسر آدم کہ البتہ نہ ترسی از بیج شیطان حاکمی ماوام کہ سلطانی من باقی است۔

کلمہ دوم: اے پسر آدم نہ ترسی از قوت و نہ تنی ماوام کہ خزائن من پریانی و خزائن من ہرگز باقی است کلمہ سوم: اے پسر آدم باید کہ در ہر چہ در مانی مرا بخوانی کہ البتہ بیانی کہ اجابت کنندہ ہمہ باد نیکو کار آئم کلمہ چہارم: اے پسر آدم بدرستی کہ من ترا دوست می دارم پس تو مرا باش و مراد دوست دار۔ کلمہ پنجم: اے پسر آدم از کمر من ایمن مباش ماوام کہ صراط نہ گذشتہ باشی۔

کلمہ ششم: اے پسر آدم ترا آفریدم از خاک و لطفہ علی و مضغہ و عاجز نہ شدم در آفریدن تو کمال قدرت پس چگونه عاجز شوم کہ دو گردہ نان بتو رسانم چرا از غیر من می طلبی۔

کلمہ ہفتم: اے پسر آدم آفریدم ہمہ اشیاء را برائے تو و ترا آفریدم از جہت عبادت خود و تو خود را بخدائے چیزے کردی کہ برائے تو آفریدہ ام و خود را از من دوری کنی جہت غیبر من۔

کلمہ ہشتم: اے پسر آدم ہمہ چیز و ہمہ کس مرا می خواہد از برائے نفس خود و من ترا می خوانم از جہت۔ نفس تو و تو از من می گریزی۔

کلمہ نهم: اے پسر آدم تو خشم میگیری بر من جہت نفس خود و خشم نمی گیری بر نفس خود از جہت من۔

کلمہ دہم: اے فرزند آدم مراست بر تو فریضہ و تراست بر من روزی اکثر تو مخالفت کنی در فریضہ من و من مخالفت نہ کنم در دادن روزی تو بتو۔

کلمہ یازدہم: اے پسر آدم تو طلب روزی فردا از من می کنی و من فریضہ فراوان تو نمی طلبم۔

کلمہ دوازدهم: اے پسر آدم اگر راضی بشوی بچینرے کہ من ترا قسمت کردہ ام و راحت افتادی آسودہ شوی در ہمہ حال و دوست دارندہ شدی و اگر راضی نہ شوی بانچہ ترا

کرده ام مسلط گردانم بر تو دنیا را تا ترا در بدر گرداند و چون سگ بر در با

خوار گردی و تونیایی مگر آنچه مقدر کرده ترا ام

جہاد اکبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُہی تو ہے وحدہ لا شریک
سیاں آب و گل میں پھنسیا یا مہیں
کری ہم پہ نازل یہ روشن کتاب
رہے اپنی غفلت سے ہم بے تمیز
ہے روشن اگرچہ ہدایت کا نور

بنایا ہے تو نے ہر اک شے کو ٹھیک
ضعیفی سے ہم کو توانا کیا
کیا اس میں امر و نہی کا خطاب
رہی وہ ہی ہم پر کرم کی نظر
و لے کیا ہو حاصل کہ ہیں ہم تو کور

عدم سے توستی میں لایا مہیں
تھے نادان ہم تو نے دانا کیا
نہ کی نیک اور بد میں ہم نے تمیز
وہ نور ہدایت رہا جلوہ گر
عطا کروہ بینا فی ہم کو آلہ

مناجات بجناب قاضی الحاجات

اُہی اُہی اُہی اُہی
گناہوں سے بے حال بدتر مرا
اُہی مجھے ہے یہ شرمندگی
کہ غافل رہا جو رہ وصل سے
خرد وہ کہ خوش تجھ کو رکھے مدام
بھلا اس سے زیادہ ہو کیا ظلم صاف
اُہی مری عمر دشمن نے لی
نہ افسوس کوئی کیا۔ نیک کام
اُہی میں بھٹکا بہت در بدر
کروں جس سے جا التجا کون ہے
اُہی نہ جانی تیری قدر آہ
جوانی تو کیا زندگانی چلی
اُہی ہے کیا تری رحمت کا جوش
اُہی بہت اس سے خجالت میں ہوں
بیال کیا کروں اپنی شرمندگی
اُہی بہت ہی بُرا بندہ ہوں

میں ہوں اپنے اعمال بد سے تباہ
اُہی سراپا ہوا میں گناہ
کہ بن آئی مجھ سے نہ کچھ بندگی
خرد وہ کہ جو بندہ یار ہو
رہے حکم میں تیرے وہ صبح و شام
رہا میں سدا بجر غفلت میں غرق
رہی شہوت اور حرص باقی وہی
اُہی نے کی گرچہ کوشش بڑی
ترے در پہ آخر پڑا آن کر
اُہی نہ تیرے سوا کون ہے
کری عمر ہو و لعب میں تباہ
کرے میرے تو ٹکڑے ٹکڑے اگر
کہ دیکھنے گناہ اور ہو پردہ پوش
اُہی ہر اک آن حاضر ہے تو
کہ دیکھنے ہے تو یہ مری زندگی
اُہی خبر لے مری تو شتاب

اُہی میں عاجز ہوں بندہ تیرا
ہوئی مجھ سے گم آہ نیکی کی راہ
میں شرمندہ ہوں اپنی اس عقل سے
بجز یار آنکھوں میں سب خار ہو
کیا عمر بھر میں ترے برخلاف
نہ سمجھا کبھی نیک اور بد میں فرق
ہوئی حرص زیادہ ہوا میں تمام
و لے ساری تدبیر اُلٹی پڑی
کہاں جاؤں تیرے سوا کون ہے
نہ ڈھونڈے تجھے پھر وہ ڈھونڈے کسے
ہے افسوس عمر جوانی چلی
اُہی میں لائق ہوں اس کے مفر
اُہی میں پر صحن غفلت میں ہوں
میں کز نا ہوں جو فعل ناظر ہے تو
اُہی گنہگار و شرمندہ ہوں
ہوا حد سے زیادہ بس اب تو خراب

الہی ہوا ہوں سراپا خطا
 ترے در پہ آخر سرا فگندہ ہوں
 نہ مجھ سا گنہگار شرمندہ ہو
 وہیں رزق دیتا ہے شام و پگاہ
 الہی عجب تیری رحمت ہے آہ
 کروں میں گنہ شاد کرتا ہے تو
 الہی ہے تیرے کرم سے امید
 الہی تری ہے نظر عفو پر
 ترے عفو کے آگے میرے گناہ
 تو ہوں سنگو بڑے بھی رشکِ قمر
 گناہ میرے اور تیری بخشش بھلا
 کہاں تیرہ خاک اور کہاں آسماں
 مرا عذر سہوا ب الہی قبول
 الہی ترے در پہ رکھا ہے سر
 کرے میں گنہ جہل اور سہو سے
 بدی کے عوض مجھ کو نیکی ملے
 نہ رسوا کیا ہے جو تو نے یہاں
 ہے کیا چیز آگے ترے میرے رب
 کہاں جاوے اب بندہ تیرا بتا
 الہی کروں عرض پھر کس سے جا
 تیرے بندے ہیں مجھ سے بے انتہا
 تو بس ہو چکا میں الہی تباہ
 کیا میں جو لائق مرے کا رتھے
 کرم عفو بخشش ترا کام ہے
 الہی بحق محمد رسول

نہ بخشے تو گر ہو میرا حال کیا
 ہوں اس بندہ کہنے سے شرمندہ سخت
 خدا پاک کا پاک ہی بندہ ہو
 کرے میں گناہ آہ بے خوف و ڈر
 عجب علم ہے تیرا اے بادشاہ
 کرم تیرا اگر دشتیگری کرے
 سیاہی کو میری کرے تو سفید
 خس و خار سے تیرہ ہو بحر کب
 شب تار جو پیش خورشید و ماہ
 کیا میں گناہ گر بڑے سے بڑا
 برابر کہاں ہو سکے اے خدا
 کہاں ظلمتِ شب کہاں آفتاب
 مجھے خوار در سوانہ کرا اور ملول
 نہ سر کو تھکاؤں کہیں جا کے میں
 اور اس حرصِ نفسانی و لہو سے
 گنہ میرے جاتے ہے تو علم سے
 الہی تو رکھیو مری شرم داں
 بڈارے مجھے یا بلاوے مجھے
 کسے ڈھونڈے جو بندہ تیرا بتا
 الہی بُرا یا بھلا ہوں تیرا
 مرا ہے تبا کون تیرے سوا
 بڈارے مجھے اپنے در سے تو گر
 تو وہ کر جو تجھ کو سزا دار ہے
 بدی جہل و غفلت مرا کار ہے
 دعا ہو وے امداد کی اب قبول

ہوں گرنیک یا بد تیرا بندہ ہوں
 شہ نیک کا بندہ ہو نیک بخت
 الہی تو دیکھے ہے میرے گناہ
 رہی وہ ہی رحمت کی تجھ پر نظر
 میں غافل مجھے یاد کرتا ہے تو
 تو پھر کیوں نہ بندہ امیری کرے
 گناہوں پہ بندوں کے کب ہے نظر
 ہو چشمِ فلک گرد سے خیرہ کب
 تو وہ خور ہے تیری پڑے گر نظر
 ولے تیری بخشش کے آگے ہے کیا
 الہی کہاں جرمِ بخشش کہاں
 کہاں ہے سیاہی کہاں ماہتاب
 بہت پھر پھرا کے میں اب آن کر
 سوا تیری درگاہ والا کے میں
 ولے تیری رحمت سے امید ہے
 کرے پردہ پوشی سدا حلم سے
 الہی ہمارا بد و نیک اب
 الہی نہ چھوڑوں گا در کو تیرے
 نہ تو نے سنی گرمی انتخاب
 سوا تیرے ہے کون بتلا مرا
 نہ کی تو نے گرا ب کرم کی نگاہ
 الہی تبا پھر میں جاؤں کدھر
 گنہ جرم و عصیاں مرا کام ہے
 تجھے عفو بخشش سزاوار ہے
 الہی یہ عاجز ہے تیرا غلام

<p>الہی قوی تو ہے اور یہ حقیر الہی تری ذات رہے بس جلیل الہی یہ عاشق تو معشوق ہے الہی تو راحم یہ مرحوم ہے الہی تو ہی اس کا مقصود ہے الہی تو کر اس کی حاجت روا بحق صحابہ اور آل رسولؐ</p>	<p>الہی غنی تو ہے اور یہ فقیر یہ بدکار و فجار و فساق ہے الہی تو رازق یہ مرزوق ہے الہی تو مولیٰ یہ بندہ ترا الہی یہ عبد اور تو معبود ہے الہی محب یہ تو محبوب ہے الہی دعا ہوا پ اس کی قبول نعت شریف</p>	<p>الہی تو کر رحم اس پر مدام تو فتاح و غفار و رزاق ہے الہی یہ بندہ ہے تیرا ذلیل الہی تو ہے شاہ اور یہ گدا تو ہے دادگر اور یہ مظلوم ہے الہی یہ طالب تو مطلوب ہے بحق محمدؐ شہ دوسرا</p>
---	---	---

نعت شریف

<p>محمدؐ سا مخلوق میں کون ہے نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور محمدؐ کی طاعت جہاں پر ہے فرض محمدؐ سے ہم کو ملی راہ رب خبر دی رہ دین و ایمان سے کیا ہم نے جس سے عدوؤں کو مات محبت محمدؐ کی رکھ جان میں ملے گا تو امداد اللہ سے محمدؐ کے اصحاب ازواج و آل</p>	<p>محمدؐ کا ہو وصف کس سے ادا نہ پیدا اگر ہوتا احمدؐ کا نور محمدؐ وسیلہ ہے دارین کا پرے کفر اور شرک میں ہم بھی سب محمدؐ نے دی ہم کو ان سے نجات بتاتے ہمیں ایسے وہ داؤ گھات کہ تاصل سے حق کے ہو بہرہ ور محمدؐ کی الفت سے اور جاہ سے ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ علیؓ ہر اک ہے ہدایت کا بدرِ مکمل</p>	<p>محمدؐ ہے ممدوح ذات خدا اسی کا طفیل ہے یہاں جون ہے محمدؐ خلاصہ ہے کونین کا محمدؐ کی طاعت سے جاد کا مرض گرفتار تھے نفس و شیطان کی ساتھ کہ تا ہم بچیں نفس و شیطان سے محمدؐ کی طاعت کر آٹھوں پہر محمدؐ محمدؐ کہہ ہر آن میں محمدؐ کے ہیں خاص حق کے ولی</p>
--	--	--

افسوس اور ندامت کرنا اس پر کہ عمر غفلت میں چلی جاتی ہے اور تنبیہ کرنا نفس سرکش اپنے کو
سبرکشی حکم اللہ تعالیٰ کی سے اور رجوع کرنا اس کو فرمان برداری معبود حقیقی اپنے
کی اور جواب در جواب اس کے

<p>سنو دستو گوش دل سے ذرا رہے جنگ ہے نفس اور روح کا</p>	<p>سناؤں تمہارا تمہیں ماجرا رہو تم خبردار دونوں کے اب</p>	<p>کہ اندر وجود آدمی کے سدا نہیں تو پڑے تم پر آخر غضب</p>
---	---	---

علاج اُس کا خوب ہی بتاتا ہوں میں
 رہو گے بچے نفس و شیطان سے
 مجھے آگیا جو خیال ایک رات
 سدا کو سرحلت بجاتی ہے عمر
 نہ سو یا شب اس فکر میں ایک دم
 شش و پنج کرتا رہتا سدا
 کہا نفس کو آخرش میں نے رات
 کہ آیا تھا یا کس لئے اے عین
 بتا تجھ سے کیا حق کو منظور تھا
 بتا اس میں یاں آکے کیا کیا کیا
 تجھے آہ اپنی خبر کچھ نہیں
 کہا اُس نے وہ تھا خزانہ چھپا
 محبت کا جامہ پنہایا مجھے
 کہا میں کہ اے نفس بد زشت خو
 تری بات ہرگز نہ رکھے فروغ
 جو ایمان و الفت میں صادق ہے تو
 نہیں تجھ کو اُس کی محبت نصیب
 کروں میں گناہ پھر تو بہ کروں
 دغا کی ہو تو بہ سے کیا فائدہ
 تو اس جہل اور مکر ہی سے نکل
 میں ناچار ہوں حق کی تقدیر سے
 کہا میں وہ ہے حجت بے فروغ
 کہ ہے عیب اور نقص تجھ میں چھپا
 مت اس پر تواتنا اب اصرار کر
 تو وہ جہل سے بھاگے بے گفتگو

نہیں راہ سیدھی دکھاتا ہوں میں
 بیاں حال اب اپنا کرتا ہوں میں
 لگا سوچنے اپنے دل میں یہ بات
 مجھے فکر کل کا ہوا آج یوں
 رہا رات بھر اس میں چشمِ نم

تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفسِ مردود کو

کہ کیا ہو گیا تجھ کو اے بد صفات
 کیوں آیا ہے یاں کیوں تو پیدا ہوا
 یہاں آکے کیا کام تو نے کیا
 کیا حق نے پیدا تجھے جس لئے
 مرے کہنے کا بھی اثر کچھ نہیں
 یہی آدم آئینہ اُس کا ہوا
 میں ایمان اُس پر رکھوں ہوں ملام
 ہے دشمن حقیقی مرے دل کا تو
 محبت کہ ہو جس سے دل خادماں
 تو پھر کیوں گناہوں پہ عاشق ہے نو
 کہا اس نے ہے وہ رحیم و غفور
 دیں پل میں مقبول ہو گا ہوں
 گناہوں کی ہے دل میں الفت بھری
 طریق شریعت پہ چل اے دغل
 کہا حق نے تجھ کو ظلوما جہول
 مرے سامنے لاتا ہے اے دروغ
 کیا تجھ کو آگاہ اس واسطے
 نہ مغرور ہو کام کا کار کر
 نہ تجھ سا کہیہ یہ کہ جاہل ہوں میں

کرو گے گراؤں پر عمل جان سے
 کہ جس فکر میں روز رہتا ہوں میں
 کہ افسوس غفلت میں جاتی ہے عمر
 کہ کی دولتِ عمر برباد کیوں
 اسی میں گئی رات ساری گذر

خبر حال کی تجھ کو اپنے نہیں
 کہ صحر جائے ہے کس پہ شیدا ہوا
 تجھے جس لئے حق نے پیدا کیا
 نہیں کرتا وہ کام تو کس لئے
جواب دینا نفس کا
 یہاں مظہر اپنا بنایا مجھے
 ہے توحید سے اس کی دل شکام
 بناتا ہے کیوں تو یہ باتیں دروغ
 کہاں ہے وہ تجھ میں مجھ دے نشان
 کرے ہے کب عاشقِ خلافِ حبیب
 گنہ میرے سب بخشدے گا ضرور
 کہا میں فریب اب تجھے دے ہے کیا
 فریب حق کو دیتا ہے تو اے شقی
 کہا تنگ مت کرتو اتنا مجھے
 نصیحت سے تیری ہوا اب کیا حصول
 ظلوما جہول حق نے تجھ کو کہا
 کہ تا تو گناہوں سے بچتا رہے
 کسی کو اگر کیئے جاہل ہے تو
 پڑھوں کس طرح علم کاہل ہوں میں

<p>اور سووے اگر اسپ نیک نہاد گو یا اُس کے تن سے ہوئی جاں ہوا اب ایک اور چابک لگا جلد تر تو طاعت میں اب کیوں نہیں ہوتا چست کوی حق نے چھ کچھ سے پہلے نوشت مٹا کب سکے کوئی تدبیر سے کرے گرچہ شیطان کی جو تو سجود یہ مکرو فریب اور لایا نیا عمل بھی تو تقدیر سے سب ہیں جاں سمجھ لے کہ حق اُس سے راضی ہوا ہو اور رحمت سے وہ بر ملا رضا کا نشان ڈھونڈ کر نہ ہو کہا ہے ولے حق نے یہ بے خلل ہوا اُس سے گمراہ تو زینہار کہا سیکڑوں نے عمل خوش کرے اسی سے مرے دل میں سو ہر اس مرے کفر میں اور عمل ہووے ضبط کہ کی تو نے دو عابدوں پر نظر نہ کی کچھ عبادت پہ اُن کی نگاہ کرے ایسے بندوں کو جو بے نشان کوڑوں مسلمان طاعت کریں ہوئے نیک اعمال سے جنتی پکڑ کے دو ملعون کی تو سند عجب ہے حق تیرا اے بد صفات اگر اس کی ہے بے نیازی کی شان</p>	<p>تو وہ اور چلنے میں ہوتا ہے سست یہ سن کر وہ شرمندہ ایسا ہوا میں جانا کہ کچھ اس کو آیا ہے جوش کہا میں ہوئی تجھ پہ حجت درست ہے کب اُس میں دخل عقل و تدبیر کا لکھا جو گیا حق کی تقدیر سے تو چاہے سو کر اب بُرا یا بھلا کہا میں کہ اے نفس بد بے حیا اٹھایا ہے پھر تو نے غفلت سے سر عمل نیک پر جس کو قائم رکھا خدا کا غضب اُس پہ نازل ہوا نہ جانے تو گر حق کی تقدیر کو کہ دوزخ میں رکھوں گا تجھ کو ضرور کہا تھا خدا نے جو کچھ تجھ کو یار خیال عبث پر جو باندھے کمر کر ابلیس و بلعم کے اوپر قیاس جو آوے قضا بد شقاوت کرے کہا میں اسی سے تو رکھتا ہے ڈر کیا حق نے درگاہ سے اُن کو دور سمجھ لے یہ ہے بے نیازی کی شان عبادت سے حق کی ہوئے کامیاب بہت عابد و زاہد و متقی گیا تو دو عابد کے نقصان پر کرے تو گناہ اور چاہے نجات سمجھتا ہے پھر آپ کو راہ پر</p>	<p>گدھے کے جو چابک لگے خوب چست اشارہ سے چلتا ہے وہ مثل باد جو اس باب سے اُس کو دیکھا خموش کہ شاید یہ آوے کہیں راہ پر وہ بولا جو ہے حکم تقدیر کا نصیبوں میں ہر اک کے دوزخ بہشت نہیں مٹا جو کچھ قلم لکھ چکا جو تقدیر بد ہو تو کیا ہوئے سود نہ سمجھا تو کچھ بھی اب اے حیلہ گر مقدر کا ہووے عمل ہی نشان دیا جس کو شہوت کے اندر پھنسا عمل بد میں جو ہو گیا مبتلا کہا حق نے کب تجھ سے اے بے شعور رضا کی نشانی ہے اچھے عمل بے تق تیری عقل اور فہمید پر جو تقدیر بد تھے سو کافر مرے اگر عمر ساری عبادت کرے اسی کفر سے عقل ہے میری ضبط ہو عمر میں اُن سے جو اک قصور کیا اک گنہ سے انجیں یوں تباہ ہزاروں نبی اور ولی بے حساب ہوئے حق کے مقبول اور کاملین نہ ان سب کے کی فائدوں پر نظر لگا کرنے بے خوف اعمال بد ہزاروں کرے جرم شام و سحر</p>
--	--	---

<p>نہ بھاگے نو دے جان اسکو مقرر ہے قرآن میں ہر جا غفور اور حلیم پر اس سے ہے سزا درجہ رحمت سوا کہا میں تو نازاں نہوا لے لیں ولیکن ہے قہار بھی اے لیئم کرے سہو غفلت سے گرتو گناہ نہ بخشے اگر چاہے قہار ہے کرے جہل و طغیاں سے یہ کار تو نہیں عجز و زاری کا تجھ میں اثر ذرا کر کے توبہ کراچھے عمل اگر ہو گیا تجھ سے کوئی گناہ ملا ایک کو گر خزانہ میں گنج بس اب چھوڑ حیلہ رہ راست لے میں نیک عادت اس کی گوہوں جانتا ولے اُس کی بخشش ہے جوں آسمان مجھ کس لئے تنگ کرتا ہے آہ ولے ایسے باطل ارادہ سے بچ گنہ تیرے اور اُس کی بخشش میاں کیا تو نے آرزو اے زشت خو جو جانے ہے تو حق ہے نیکو صفات خطا پر خطا یہ تو کرتا ہے آہ کرے ذات ایسی کو آرزو جو</p>	<p>ترے آگے درندہ ہو شیر گر غفور اور حلیم اور نیکو کار ہے گنہ میرے ہوں گرچہ بے انتہا وہ غفلت ہے بخش دے گا مگر ہے اللہ بیشک غفور اور حلیم جہاں اور جہاں اس کی ہیں دونوں شان تو بخشے تجھ وہ کہ غفار ہے نہ سمجھا ولے اس کے انجام کو کرے ہے گناہ آہ بنے خوف و ڈر خدا کی وہ بخشش کے قابل نہیں کراچھے عمل یا رشام و پگاہ کہ یہ اُس کی عادت ہے جاری قدیم بھلا جہل ہو اس سے زیادہ کسے تری خود ہے اس میں سر اسر خطا گنہ میرے گرچہ ہیں کوہ گراں وہ اللہ ہے اکرم الاکر میں کہا میں کہ یہ تو کہا تو نے سچ کریم اور رحیم اور ستار ہے ولے حیف ہے ایسے غفار کو وہ آرزو کرنے کے قابل نہیں وفادار سمجھے کرے پھر گناہ وہ لائق عبادت کے ہے اے لیئم وہ گردن زنی کے ہے لائق سنو</p>	<p>نہیں تجھ کو کس لئے خوفِ جان خفا ہو کے بولا وہ غفار ہے وہ بیشک ہے ربّ الرؤف الرحیم گناہوں سے اپنے نہیں مجھ کو ڈر کہ حیلہ یہاں کام آتا نہیں کرے بخشش اور قہر بھی بے گماں اور ہو جائے تجھ سے خطا گاہ گاہ ہے تو اک طرف اپنے آرام کو گناہوں پہ کرنا ہے اصرار تو جو ایسا ہو گمراہ و سرکش کہیں خدا کے لئے مت پڑا ندر خلل یقین جان اُس وقت وہ ہے کریم تو کب اور کھیتی کا چھوڑیں گے رنج کہا اُس نے مجھ پر نہ کر تو جفا ہوں غفور و کرم اس کا پہچان تا گنہ میرے بخشش سے زیادہ نہیں وہ مجھ سے بھی بدتر کے بخشے گناہ بلا شک وہ ایسا ہی غفار ہے برابر نہ ہو سکتی ہے بے گماں جو ہو ایسا سن ارحم الراحمین نکو دست عانی ہے اور نیک ذات جو ہو ذات ایسی غفور اور حلیم</p>
---	---	---

نفس سے عاجز اور تنگ ہو کر چاہنا اپنا طرف سلطان روح کے اور مدد چاہنی اس سے

<p>کری عرض جا کر کہ لے نیک بخت پہنچ بہر حق میری فریاد کو کہا یہ کینہ کہاں میں کہاں کہ یوے یہ باغی ترے ملک کو کرے ہفت اقلیم تن میں مرے رعیت کو کر دے گادم میں تباہ ترے سب امیروں کو سپکا کے وہ دکھا دے بہت سی وہ ذلت تجھے تو ملک بدن کا ہے حاکم اگر کرو ایسی تدبیر اے شاہ دیں مری عجز و زاری کو سن کر بہوش کہا میں مٹانا ہوں میں اسکا راگ یہ سنتے ہی آیا وزیر عقل کا وزیر خسر دجی ہوا چشم تر کہ ہوتا کے اقبال سے دم میں گم کہ ہوں مستعد جنگ کو مثل موج جو ہو جائے عاجز تو پھر یوں کریں</p>	<p>گیا آخرش میں طرف روح کی خلیفہ ہے اس ملک میں حق کا تو پکڑ جلد اور مار گردن اسے کہا میں کہ کیا چاہتا ہے یہ تو زمین بدن میں پڑے شر و شور اگر تخت دل پر گیا بیٹھ آہ کرے قتل یا کھٹے اُن کو اسیر رہے کب یہ پھر شان و شوکت تجھے یہ کیوں بادشاہی کا رتبہ دیا وزیر خسر د کو بلا کر کہیں رہے ملک تن پھر ہمیشہ کو شاد بن میں لگی اُس کے غیرت کی آگ کہ تدبیر اس کی بتا دے وزیر مرا حال سن اور افسوس کر کہ یہ فتنہ اتنا نہیں کچھ بڑا یہ ہو حکم آویں امیران فوج غور اس عین کا وہیں جائے ٹوٹ رکھیں شرع کی بند زنجیر میں</p>	<p>جو دیکھا کہ ہے اُس کی حجت قوی تجھے ملک تن کا ملتا ج و تخت کیا تنگ ہے اس شقی نے مجھے مقابل ہوں اُس کے مری کیا ہے شان رعیت سے محصول یوے بزور تصرف تسلط بہت ظلم سے یکایک وہ لے توڑ تیرے امیر کرے ملک تن میں عمل آ کے وہ تجھے حق نے کیوں ہے خلیفہ کیا ذرا مجھ سے مظلوم پر کر نظر کہ ہو دور جس سے یہ فتنہ فساد شر روح کو آگیا و دہی جوش کیا حکم تا جلد آوے وزیر سب آداب شاہانہ لایا بجا یہ سلطان روح سے کہا اُس نے جبا رکھو اپنی خاطر کو اب جمع تم کریں قتل لیں اس کا اسباب لوٹ</p>
---	--	---

خبر کرنی جاسوس و سواس کی کہ طرف سے ملک تن میں رہنا ہے نفس کو

<p>سنی چپ کے بنو یہ حکایت تمام شر ملک دل و مہ پر فتوح کوئی دم میں یوے گا تجھ کو پکڑ اسی فکر میں جان کو کھو دیا</p>	<p>کہ تھا نفس سے ملک تن میں دم کہا کیا تو سووے کہ سلطان روح تمام اپنے لشکر کو آراستے یہ سن کر خبر نفس نے رو دیا</p>	<p>تھے اس میں کہ جاسوس و سواس نام کری نفس سے جاشکایت تمام کرے تری ہے قتل کے واسطے شر بعت کی زنجیر میں لے جکڑ</p>
--	---	--

<p>ولیکن بمقدور کوشش کروں عدوؤں سے اپنے جھگڑنے کا فکر جو اپنی شجاعت دکھاؤں اُسے میں روزِ ازل سے ہوں قابض یہاں غنیمت نہیں جانتا ہے وہ کیوں تماشا اسے دم میں دکھلاؤں میں کیا ہے اگر اس نے سامانِ جنگ پڑا میرے اوپر یہ اب سخت کام جو شیطان سنگھ ہے قدیمی وزیر کہ جس بات میں ہو ہماری فلاح کہا لطف سے تیرے اے نامدار کہ جس سے تو ایسا دل افکار ہے ترے پاس لا کر کے اے ارجمند کرے کام سلطانِ روح کا تمام میں بچوں اُسے تا تپاسی کرے روانہ کیا ملک کو روح کے وہ چشم سے آگیا ناگہاں</p>	<p>کہ تا ہاتھ سے اس کے جتیار ہوں کروں میں بھی اب اس سے ٹٹنے کا فکر جیسے دیکھ فوج اس کی ہو جائے ٹنگ بھلا ملک تن چھوڑ جاؤں کہاں فساد اور فتنہ مرا کار و بار جو اس وقت اپنے پر آجاؤں میں کروں ملک کو اس کے زیرِ وزیر یہ کہہ کر لگا سوچنے پھر وہ خام نہیں لڑنا اس سے کچھ آسان ہے بلا کر کے اُس سے کرو وہ صلاح بجلا یا آدابِ شاہانہ سب یہ اتنا نہ کچھ کارِ دشوار ہے پکڑ اس کو لاؤں میں ہر حال سے امیر ہے تری فوج میں حرصِ نام خرابی کو اُس کے وہ وانی ہے بس شہِ نفس نے دیکھے خلعت اسے کیا ہر طرف راہ کو اُس کے بند لئے ساتھ غصّہ کی فوج گراں</p>	<p>کہا بائے تندرہ اب کیا کروں کہ تا اُس کے صدمہ سے بچتا ہوں کروں اس طرح میں بھی سامانِ جنگ عدم کا میں رستہ بتاؤں اُسے سنو رہزنی کا ہے میرا شعار کہ میں چھوڑ رکھا ہے اس کو جو یوں چچاؤں فسادِ ایسا اور شر و شر تو یاں بھی نہیں جنگ سے کچھ درنگ کہ سلطانِ روح کی بڑی شان ہے کہ ہر کام میں ہے ہمارا مشیر یہ سنتے ہی ابلیس آیا ادب ہماری ہو مشکل سب آسان کا ہو آسان سب تیرے اقبال سے کروں حرص کی قید میں اس کو بند وہی بخشی ملک کافی ہے بس سپیدی کو اُس کی سیاہی کرے جو تھے ملک تن کے نگہبان چند</p>
--	---	--

نمبر ہونی وزیرِ عقل کو اس معرکہ سے اور بچینا امیرِ قناعت کو مقابلہ حرصِ سنگھ کے

اور حلم کو غصّہ کے اور فتح ہونی اُن کی

<p>امیروں کے لشکر کو لے کر تمام کہ آئے ہیں لڑنے کو یہ ہم سے اب کہا عقل نے اے شہِ نامدار</p>	<p>ہو افکار اُس کے اُس کو خیال کہاں حالِ حرص اور غصّہ کا سب کہ جو قتل اُن مفسدوں کو کریں</p>	<p>وزیرِ خرد نے سنا یہ جو حال گیا روح کے پاس با احترام کہا شہ نے شکر سے وہ چھانٹ لیں</p>
---	--	--

مقابل میں ان کے پے کارزار اگر فوج غصہ کی ہے اُس کے سنگ کہ ہوں جس سے یہ دونوں مفسد تباہ	امیر قناعت کو تو بھیج دو کرے لشکر حلم جا اُس کو تنگ جو سونے لگی دونوں جانب سے جنگ	کرے حرص کو دم میں ناپید جو کہو مستعد ایسی جنگی سپاہ ہو حرص و غصہ یہ میدان تنگ
امیر قناعت سے اور حلم سے + غضب حرص مغلوب دونوں ہوئے		

آنا شہوت سنگھ کا مقابلہ وزیر عقل کے مع فوج فسق و فجور کے

وہ شیطان جو نفس کا تھا وزیر کہ ان دو سے ہو گا نہ یہ فتنہ رد ہے تجویز شہوت کی جاوے سپاہ کہو اس کے ہمراہ تم بے قصور کرے عقل کو جا کے زیرو زبر تو ہو روح کا ملک سارا تباہ	تبہ دیکھ لشکر کو ہو کر حقیر وہ اب چاہئے بھیجی فوج سخت کرے عقل کے ملک کو جا تباہ لگا بے حیائی ہتھیار سب ہمارا وہ ہے دشمن سخت تر کہا لاؤ دیکر کے خلعت اسے	کہا نفس سے اُن کی ہووے مدد کہ جو لے شہ روح سے تاج و تخت جمع کر کے سب فوج فسق و فجور چلے شہوت سنگھ بہر حرب جو ہو عقل شہوت سے مغلوب آہ روانہ کریں جنگ کو روح کے
---	--	--

بھیجنا وزیر عقل کا امیر تقویٰ کو مع افواج شرم و حیا و صلاحیت کے مقابلہ شہوت

سنگھ کے اور فتح ہونا امیر تقویٰ کی

وزیر ہند و شرم روح کو کہ تقویٰ ہے جس کا لقب بھیج دو سپر تیغ شرم و ثقاہت کی لے کہو اُس کے ہمراہ اسے بے دلیل غرض آ کے میدان میں قائم ہوئے نہ نہیں آسمان رہ گئے دیکھ دنگ	خبر پہنچی اس حال کی یا جو ہو فوج صلاحیت اس کی مدد خبر جا کے اہل شقاوت کی لے شہ روح کا حکم پھر اُن کو ہو لڑائی کو آپس میں برہم ہوئے کبھی یہ تھے غالب و غالب تھے گاہ	کہا خاص اُس بخشی ملک کو کہ ہو فوج فسق و فجور اس سے رد حیا جنگ اُس کا جو ہے اک وکیل کریں لشکر نفس کو قتل جو لگی ہونے آپس میں جس وقت جنگ لگا ہونے یوں ملک تن کا تباہ
--	---	---

پھر آخر ہوئی غالب عقل بصیر کیالا کے شہوت کو اپنا اسیر

غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور آپ سوار ہونا نفس کا واسطے لڑائی شیطان
روح کے سب لشکر لیگر

ستی نفس نے یہ خبر جس گھڑی سیہ کار شیطان مکار کو کری تو نے مستی جو اے روسیہ شہ روح کو جس سے کر لیں اسیر جوان میں سے ہوں سخت تر بیدنگ پکڑ کر کے لاوے مرے پاس جو عزازیل بولا کہ اس جنگ میں میں ہوں اور ہو لشکر بے شمار ہے کیا روح کیا عقل دونوں کو میں ہو جنگ کے واسطے خود سوار لیا نیزہ گسری اپنے ہاتھ	وہیں جان پر اس کے آفت پڑی کہا تجھ پہ لعنت ہو اے مست کار ہوئی فوج شہوت کی ساری تباہ بلا پہلوانوں کو لشکر کے اب شہ روح سے وہ کریں جا کے جنگ میں دے کر بہت خلعت و مال و زر کردں گانہ ہرگز قصور اب کے میں تو بچہ دیکھنا اس صف جنگ کو کروں قتل یا قید دیکھو تو میں لی گردن میں تلوار غفلت کی ڈال ہوئی فوج فسق و فجور اس کے ساتھ چلا مستعد ہوئے کارزار	بلا یا وزیر تباہ کار کو کیا تو نے لشکر مرا خوار و زار کر اب ایسی ندمت تو اے وزیر پھر ان میں سے لے چھانٹ اہل حرب وزیر خسرد اور شہ روح کو بٹھاؤں برابر اسے تخت پر اگر ہو شہ نفس بھی خود سوار کردں پانی میں اس دل سنگ کو یہ سن کر شہ نفس خوش ہو کے یار رعونت کا خود اور شرارت کی ڈھال وہ مستی کے گھوڑے پر ہو کر سوار
--	---	---

اگاہ ہونا سلطان روح کا اس معاملہ سے اور بھیجنا وزیر عقل کو مع لشکر دین اور
تقویٰ کے اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا

جو سلطان روح نے خبر یہ سنی لے خنجر و تیغ و تیرو تفنگ نکل آوے سب لشکر دین و داو وزیر اس کا شیطان ہے راہزن کمر باندھ لڑنے کو تیار ہو لڑائی کا تم بھی کرو اہتمام وزیر خسرد نے زمین چوم کر	کہ آیا ہے لڑنے کو نفس دنی وزیر خسرد کو بلا جلد تر زمین جسد سے اکھاڑے فساد کسی طرح ان دو کے کٹوا کے سر کو ترک جو کچھ تمہیں کار ہو مجھے بھی ہے اب کوچ کرنا خسرد کیا عرض یہ اے شہ والا قدر	اور ہے لشکر بیکراں اس کے سنگ کہا کھول دے سب خزانوں کے در ہے تکلیف میں نفس سے ملک تن جہنم میں داخل کرو سر بسر جمع کر کے سب فوج و لشکر تمام کہ تاملک تن سے ہو یہ فتنہ دور کہ یہ کام لائے نہیں شاہ کے
--	---	--

غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور آپ سوار ہونا نفس کا واسطے لڑائی شیطان
روح کے سب لشکر لیکر

سنی نفس نے یہ خبر جس گھڑی سیہ کار شیطان مکار کو کری تو نے سستی جو اے روسیہ شہ روح کو جس سے کر لیں اسیر جوان میں سے ہوں سخت تر بیدنگ پکڑ کر کے لاوے مرے پاس جو عزازیل بولا کہ اس جنگ میں میں ہوں اور ہو لشکر بے شمار ہے کیا روح کیا عقل دونوں کو میں ہو جنگ کے واسطے خود سوار لیا نیزہ گسری اپنے ہاتھ	وہیں جان پر اُس کے آفت پڑی کہا تجھ پہ لعنت ہو اے مسکت کار ہوئی فوج شہوت کی ساری تباہ بلا پہلوانوں کو لشکر کے اب شہ روح سے وہ کریں جا کے جنگ میں دے کر بہت خلعت و مال و زر کروں گانہ ہرگز قصور اب کے میں تو پھر دیکھنا اس صفِ جنگ کو کروں قتل یا قید دیکھو تو میں لی گردن میں تلوار غفلت کی ڈال ہوئی فوج فسق و فجور اس کے ساتھ چلا مستعد ہو پئے کارزار	بلا یا وزیر تبہ کار کو کیا تو نے لشکر مر اخوار و زار کر اب ایسی تدبیر تو اے وزیر پھر اُن میں سے لے چھانٹ اہل حرب وزیر خسرد اور شہ روح کو بٹھاؤں برابر اسے تخت پر اگر ہوش نفس بھی خود سوار کروں پانی میں اُس دلِ سنگ کو یہ سن کر شہ نفس خوش ہو کے یار رعونت کا خود اور شرارت کی ڈھال وہ مستی کے گھوڑے پر ہو کر سوار
--	--	--

اگاہ ہونا سلطان روح کا اس معاملہ سے اور بھیجنا وزیر عقل کو مع لشکر دین اور
تقویٰ کے اور برابر ہنا دونوں لشکروں کا

جو سلطان روح نے خبر یہ سنی لئے خنجر و تیغ و تیرو تفنگ نکل آوے سب لشکر دین و داو وزیر اس کا شیطان ہے راہزن مکر بانڈھ لڑنے کو تیار ہو لڑائی کا تم بھی کرو اہتمام وزیر خسرد نے زمین چوم کر	کہ آیا ہے لڑنے کو نفس دنی وزیر خسرد کو بلا جلد تر زمین جسد سے اکھاڑے فساد کسی طرح ان دو کے کٹوا کے سر کو ترک جو کچھ تمہیں کار ہو مجھے بھی ہے اب کوچ کرنا ضرور کیا عرض یہ اے شہ والا قدر	اور ہے لشکر بیکراں اس کے سنگ کہا کھول دے سب خزانوں کے در ہے تکلیف میں نفس سے ملک تن جہنم میں داخل کرو سر بسر جمع کر کے سب فوج و لشکر تمام کہ تاملک تن سے ہو یہ فتنہ دور کہ یہ کام لائق نہیں شاہ کے
---	---	--

مرے ملک کا ہے وہ دیوان کل کہے وہ جو اُس پر عمل کیجئے رہو دل سے مصروف اسلام پر کہ روشن ہو جس سے بدن کی زمین بہم ہو کے جا کر لڑو اس قدر پکڑ لاؤ زندہ مرے رو برو	مدد سے مٹے اُس کی یہ شور و غل رکھو اس کو شامل لڑائی میں تم کرو جی فدا اپنا اس کام پر مٹا کر کے کفر اور بدعات کو کہ ہو نفس کا کارزیر و زبر مرے پاس لاؤ اُسے تم پکڑ	صلاح اُس کی چل کر کہ اب لیجئے کہ ہو دشمن شوم تائیاں سے گم کرو ایسی ہمت کہ ہو زیب دیں شریعت کی ظاہر کرو بات کو نہ چاہوں کہ ہو قتل وہ زشت خو شریعت کی زنجیر میں یوں جکڑ
رکھوں اُس کو قابو میں اپنے مدام	میں دوڑاؤں جس طرف چاہوں مدام	

آگاہ کرنا جاسوس نفس کا شیطان وزیر کو اس سے اور بھیجنا شیطان کا طول اہل
سنگھ کو واسطے قتل کرنے عقل اور پیر کے زہر دے کر اور نا امید ہونا اُس کا

جو جاسوس نے نفس کے یہ سنا کوئی دم میں ہو نفس اور تو اسیر وزیر خرد کو کیا اس کے سنگ کہ اس فتنہ کا تو بھی کچھ فکر کر ہے لشکر میں اس کے وزیر خرد کہ جو کاٹ سر اس کا لادے مجھے خرد اپنے قابو میں ہو دے اگر کروں قید دونوں کو میں بے محن وہ دیر کیے وعدہ بہت خوب تر کہ مرنے سے جس کے یہ فتنہ ہو دور	نوشیطان کے جا پاس سر کو دھنا شہ روح نے یہ کیا اہتمام کہ تادشمنوں کا کرے کار تنگ بہ شیطان نے سُن کو دلا سادیا میں بھیجوں اُسے جو کر اس کو رد نہ دیوان تن سے ہے مطلب مجھے تو وہ پیر بے کار ہو سر بسر میں بھیجوں ہے طول اہل جس کا نام کرے پیر کا کام زیر و زبر چھپا کر کے ایسا اُسے زہر دے	کہا جا کے بیٹھا ہے کیا اے وزیر کہ دیوان تن پیر ہے جس کا نام شہ نفس کو جا کے کہہ یہ خبر کہا شہ سے کہنے کی حاجت ہے کیا مقابل میں اُس کے میں بھیجوں اسے ہے منظور قتل عقل کا اب مجھے وزیر خرد اور دیوان تن کہ ہو پیر کا کام جس سے تمام کرے قتل پھر عقل کو وہ ضرور کہ شیطان و نفس اُس کے شر سے بچے
ہو ارضت اس سے جو طول اہل + پڑے پیر کے کام میں تا خل		

مطلع کرنا جاسوس دین کا کہ جو مفتیان یقین کے ہیں سلطان روح کو اس امر سے

اور نگہبانی پیر اور عقل کی روح کو طول اہل کے شر سے

<p>ہیں جاسوس دیں مفتیان یقین اسے تیرے ہر کام میں دخل ہے وزیر اور دیوان تن کو مگر پھر اُس وقت لیں ملک کو تیرے چھین ہے کار اُس کا پوشیدہ دشمن کشی نگہبان رہو تم اُن سے سدا کہ اب کوئی تدبیر کرتی ضرور بلا کر کہا اُس کو اے خوش سہاد رہو عقل اور پیر کے ساتھ تم نگہبان رہیں عقل کے ہر زماں رہے تیرا یاد تنگئی گور یہی چار کافی ہیں در انتظام یہ چاروں رہیں جس کی ہمراہ یار رہے اس سے طول اہل دور دور بہت گرد راہ حسد سے بھرا عدو کا نہ اس پر ہوا کچھ گزار دلیکن جو وہ عقل کے پاس تھا عدووں سے رکھتے تھے شام و بگا</p>	<p>لو جاسوس دیں نے سنا بر ملا کہ یہ آپ کا جو وزیر عقل ہے عدو کے نہ پھنس جائیں جال میں نہ دیکر کے زیر اُن کو مارے کہیں کہ طول اہل نام ہے اُس سے ڈر ہے دشمن وزیر اور دیوان کا تو اس بات کی فکر ہیں وہ لگا تھا جس جس کا سلطان کو اعتماد وزیر خرد اور دیوان کی کیا حکم تا چار شخص پاسبان اور ہو دوسرا یاد مرگ اے جوان ہے جو تھی رہے یاد وزیر قیام رہیں یاد جس کی یہ شام و سحر رہیں جو کہ یہ پچار جس کے حضور کہ نا ڈالے اندر خرد کے خلل جو چاروں طرف تھے نگہبان چار کہ تالے حسد سے کچھ اس کی خبر وہی پاسبان چار اُس کو نگاہ</p>	<p>جو رخصت ہو طول اہل سنگھ چلا خبر دی یہ جا کر کہ اے شاہ دین خبر رکھو اس کی تم ہر حال میں نہ پہنچا وے صدمہ کو فی حیلہ گر ہے لشکر میں اک نفس کے حیلہ گر کرے غم الم واں جہاں ہو خوشی شہ روح نے جب یہ قصہ سنا کسی طرح یہ فتنہ ہو یاں سے دور رکھو تم نگہبانی ہر آن کی کر و اس سوا اور نہ کچھ بات تم رہے ایک یاد نزع جنگ خاں خرد پیر کے ہوں نگہبان بغور نزع موت اور قبر اور روز حشر نہ ملول اہل کا ہوا اُس پر گزار غرض آیا چھپ کر کے طول اہل کہ تا عقل کو زبرد سے بر ملا طرف پیر کے پھر گیا عزم کر عدو کا نہ اُس پر بھی قابو چلا</p>
--	--	---

نا امید ہو کے پھر نا طول اہل سنگھ کا اور بھیجنا نفس کا حسد سنگھ اور ریا سنگھ

اور عجیب سنگھ کو واسطے لطائی وزیر عقل اور دیوان پیر کے

غرض نا امید ہو کے طول اہل گیا پاس شیطان کے بے خلل کہا اگرچہ میں خوب کوشش کری

<p>چھری میری لیکن نہ خون میں بھری میں کیس گر چھپ چھپ کے تدبیر دس کہ تھے ہر گھڑی پاسباں اُن کے ساتھ میں کرنا تھا جو کچھ کہ سب کر چلا تو تدبیر سے اپنی چاہے جو کر جو یہ بات شیطان سنگھ نے سنی یہ دی نفس کو جاح صلاح تباہ جو اس جنگ میں کچھ ہوئی اب کے ڈھیل جہد چاہے دوڑاے ہم کو زبوں یہ سن کر خبر نفس رونے لگا بلائے مددگار اپنے تمام اکٹھے ہوں میدان میں اہل حرب ریا سنگھ اور عجب خاں پہلو اں ہوا حکم سب کو کہ اے جنگجو بنو حست و کال نہ بائے رہو حسد بخل قائم کئے اک طرف رہے اس سے باقی تو اُس کو کہو</p>	<p>کئے سیکڑوں حیلے اور دلو میں ولے میلان پر چلا کچھ نہ بس نہیں مار سکتے انہیں چھپ کے پر ولے میرا بس کچھ نہ اُن پر چلا جمع کر کے سب فوج و لشکر سپاہ گیا ہاتھ ملتا طرف نفس کی کہ بے رنج اور جان بازی کے اب نچھے اور نیچے شہ کرے یوں ذلیل رہے ملک تن میں وہ نت کامراں غم دل کو اشکوں سے دھونے لگا کہا ذلت ہم کو گوارا نہیں لڑائی کا سامان ہو جمع سب غرور اور طمع اور فضول کلام لڑائی میں شیطان کے ساتھ رہو نکل کر کے شیطان وزیر عدو ریا کو کہا کر عمل کو تلف رہے روح کے جب نہ حسن عمل</p>	<p>نہ آیا مرے کوئی پرداؤ میں نہ اُن دو سے آیا مرے ایک ہاتھ لو میدان میں چل کے اُن کی خبر نہ رکھ مجھ سے امید کچھ اب مگر کرو جا کے روح و خرد کو تباہ حسد سے تھا پردہ وزیر سپاہ ہماری بھلا جاں بری ہو لے کب گلے میں رسن ڈال کتے کی جوں مر اور تر کچھ نہ ہوئے نشان کیا نفس باغی نے پھر انتظام لڑائی بغیر اب تو چارہ نہیں حسد سنگھ اور بخل سنگھ کبر خاں ہوئے جمع میدان میں آکر تمام لڑائی کو تیار سارے رہو ہوا آ کے میدان میں جنگ جو کہا عجب کو مستعدیاں رہو تو پھر ملک میں اس کے ڈالو خلل</p>
یہی چار امیر اب کریں جا کے جنگ + خرد پر ہر اک شو سے برساویں سنگ		

آگاہی پانی وزیر عقل کی اس واقعہ سے اور بھیجنا امیر سخاوت کو مقابلہ میں بخل کے
اور نصیحت اولیاء کو حسد کے اور صدق و اخلاص کو ریا کے اور خوف و رجاء خدا
کو عجب کے اور فتح ہونی اُن کی

وزیر خرد نے سنی یہ خبر	کہ پھر مفسدوں نے اٹھایا ہے سر	جمع ہو کے سب دشمنان و غل
------------------------	-------------------------------	--------------------------

لگے ڈال نے ملک جاں میں خلل
امیروں سے اپنے کئے انتخاب
نجل سنگھ کی لے نو خبر اس زماں
نصیحت کہ ہے خصلتِ اولیا
اور ہو خان و ماں سب حسد سے خراب
ریا سے تو ہو خوار اور مستمند
کرے جا کے خوف ورجائے آلہ
اگر ہو وے خوفِ خدائی تجھے
جو طاعت کرے تو تو ہے لطف رب
تو کیوں عجب پر پھر مرتا ہے تو
ہے لازم یہ شکر عبادت تجھے
غرض آکے چاروں ہوئے گرم جنگ
ندی نالے خوں کے بہانے لگے
ہوئی گرمی جنگ یہ کیا کہوں
کہ ہر جا پہ کشتوں کے پشتہ ہوئے
جو اک لشکر دیں نے حملہ کیا
لگی کفر کی فوج سب بھاگنے
لڑے ایسے میدان میں پاؤں گاڑ
نہ لے گا کبھی پھر لڑائی کا نام

غرض سوچ کر اس نے بالا ہتمام
یہی چار سردار والا جناب
سناوت سے ہو توحیب خدا
حسد سنگھ پر اس کو قائم کیا
ریا سنگھ مردود کے قتل کو
کرے صدق و اخلاص درجہ بلند
اگر قہر حق سے تو ڈرتا رہے
تو پھر کیوں ہو اپنی بڑائی تجھے
خدا کی عنایت ہے تجھ پر میاں
عبادت پہ کیا ناز کرتا ہے تو
نہ کر کارِ حق کو قیاس آپ پر
چلے دونوں جانب سے تیر و تنگ
شجاعانِ دین جب ہوئے جنگجو
لگا بہنے ہر طرف دریائے خوں
غرض غالب آیا وزیرِ خسرو
گئے بھاگ یک نخت بغضِ دریا
کیا جب کہ مردانِ دیں نے ہیوم
دیا کفر و بدعت کو جوڑے اکھاڑ
جو دیکھا یہ شیطان ملعون نے حال

کیا جمع لشکر کو اپنے تمام
امیر سخا کو کہا اے جواں
اور ہو نجل سے رنج میں مبتلا
نصیحت سے مردوں کی ہو فتیاب
جواں صدق و اخلاص تیار ہو
کیا حکم تا عجب سنگھ کو تباہ
تو پھر عجز کا کار کرتا رہے
سمجھ لے کہ حق سے ہیں یہ کام سب
جو دی نیک توفیق تجھ کو یہاں
خدا نے دی توفیقِ طاعت تجھے
خدا کی طرف سے ہے سب خیر و شر
شجاعت کو اپنی دکھانے لگے
پڑی نفس کی فوج میں ہائے ہو
بہانک تو لڑ لڑ کے کشتہ ہوئے
ہوئے دونوں مغلوب بغض و حسد
کیا زور جب لشکر پاک نے
گیا بھاگ سب لشکرِ نفس شوم
شکست ایسی دشمن نے پائی تمام
لگا اس کی چھاتی پہ تیر ملال

چھپائی گو اس نے بہت یہ خبر + ولے شہرہ اس کا ہوا در بدر

خبر ہوئی نفس کو اس شکست کی اور بھینجا ہر اول طمع کو اور جب جاہ اور حب دنیا

اور فضول کلام کو واسطے لڑائی و زیر عقل کے

پھر آخر کو جب نفس نے یہ سنا تو سی کر کے حسرت سے سر کو جھٹا کہا لاؤ دستور بے نور کو

کہ تادوں سزا خوب اس زور کو کیا کار کیا تو نے اے روسیاد ہمیشہ رہی تیری تدبیر سست تجھے چھوڑ اس کی اطاعت کروں کہ جس کی اطاعت سے ہے فتیاب مرے پاس حاضر ہیں سردار اور مرے تیرے وہ سب مددگار ہیں شجاعت کو اپنی دکھاؤں تجھے ترے آگے لاؤں پکڑ ان کو عام کہ لڑ کر کے اے نفس والا حسب کرے تاخر دروج پر عرصہ تنگ کہ کمر سارے لشکر کے آگے جدال طمع سے پڑیں جال میں مرغ و مور طرف دہنے ہو لشکر حب جاہ جدھر چاہئے جاؤ دھڑ کے	غضب سے کہا شہ نے اے خود پرست کیا فوج ساری کو تو نے تنہا اگر ہے یہی سستی اے سست رائے میں اب حکم میں اس کے ہر دم رہوں یہ سن بولا شیطان وزیر عین بہت ان کو آتے ہیں لڑنیکے طور نہ کھا غم نہ ہو جا کے اس کا مطیع اب اس رنج و غم سے چھڑاؤں تجھے زمین چوم کر ان عرض عرض کی میں دوں عقل اور روح کو جادب ہر اول طمع کو بلا کر کہا طمع کا غبار ان کی آنکھوں میں ڈال کیا تجھے قائم غرور عین اور ہو حب دنیا کی بائیں سپاہ جدھر دیکھے لشکر کی ہوتی شکست	کیا تو نے کیا جو ہوئی یہ شکست نہ تجھ سے ہوا کام کوئی درست میں جا کر پڑوں روح کے زپر پائے شہ روح سے شاہ والا جناب میں لڑنے اے شاہ عاجز نہیں شجاع اور سپہدار خونخوار ہیں کروں لا کے اس کو ہی تیرا مطیع کروں لشکر عقل و روح کو تمام عدو پر تجھے حکم ہو اس گھڑی غرض پھر آیا بمیدان جنگ سواروں کو اپنے تو جا جلد لا طمع کرتی ہے عقل مندوں کو کور کہ دشمن ادھر سے نہ آجا کہیں فضول کلام اب مدد کور ہے اُدھر جلد جاوے وہیں کرے جست
--	--	---

غرض اس طرح سے کیا بندوبست : شہ روح کو تاکہ دیوے شکست

بھینجا وزیر عقل کا امیر تو کل کو مقابلہ طمع کے اور خضوع کو واسطے غرور کے اور زبرد
تقویٰ کو حب دنیا کے اور علم فنا کو واسطے جاہ کے اور خموشی کو واسطے فضول کلام کے

وزیر خرد سن کے یہ بے ہراس عدو نے سپہدار بھیجے ہیں سب کہ جو جو تھے اس کے چھٹے سپہاں کہو جلد تر اب ہے تاخیر کیا کہ لو لشکر خاص سے چھانٹا اب	کیا مصلحت کو شہ روح کے پاس شہ نفس نے فوج سے چھانٹکر وہ آنے ہیں لیکر کے فوج گراں بجا لا کے آداب بولا وزیر شجاع اور دلیر اور اہل حرب	کہ جنگ عظیم آیا ہے پیش اب لڑائی کو بھیجے ہیں سب نامور کہا شاہ نے اس کی تدبیر کیا یہ ہے عرض اے شاہ روشن ضمیر علیہ کرو ان میں جو مرد ہوں
---	--	--

شجاعت کے احکام میں فردہوں کو مستعد جنگ کو بے دلیل امیروں سے اپنے تو کو انتخاب امیر تو کل سپہدار کو کرے دفع پیچھے سے فوج غرور طرف دہنے جاوے امیر کبیر کرے جاہ و عزت کو دم میں تمام امیر خموشی کو قائم کرو سو آ کے میدان میں پھر اثر دھام امنگ اپنے دل کی مٹانے لگے لڑائی تھی مردوں کو سیر چہن قدم پر قدم آگے دھرتے تھے وہ	نکال اپنے لشکر سے تم پہلو اس نہ ہو دفع کرنے میں دشمن کی ٹھیل کہا عقل نے اپنے لشکر سے لو طمع کے مقابل میں آگے کرو طرف بائیں جازہ و تقویٰ کی فوج کرے جا کے جو حسب جاہ کو اسیر فضول کلام اس طرف ہے اگر سخن بیہودہ کو کرے قتل جو لڑائی کی ہونے لگی دھوم دھام لگے کرنے میدان میں جان کو نثار گل و غنچہ ہوتے تھے زخم بدن ہوا حملہ جب لشکر دین کا	مقابل کرو ایک کے اک جواں کہا شاہ نے ہے یہ رائے صواب ہر اول کو جو سخت مضبوط ہو امیر خضوع کو ہو حکم حضور کہ تاوے مٹا حب دنیا کی کھوج کہ ہے یعنی علم فنا جس کا نام ہے تدبیر اس کی یہ اس وقت پر ملے جس جگہ پر فضول کلام جواں شجاعت دکھانے لگے سمجھتے تھے زخموں کو باغ و بہار نہ مرنے سے کچھ اپنے ڈرتے تھے وہ گیا پاؤں اٹھ فوج پر کین کا
گنی بھاگ فوج عدو اس زماں + بوں پر ہوئی اُس کے دشمن کی جان		

بھیجنا نفس کا آخر کار بخشی تکبر کو واسطے جنگ کے اور مقابل ہونا تواضع کا تکبر سے اور فتح پانی اسلام کی اور بھاگنا شیطان کا اور پکڑا جانا نفس کا نہ

شہ نفس یہ دیکھ کر ڈر گیا سپہ تیغ و زر مال بے انتہا ہے لازم کہ جا کر اعانت تو کر کہ فوج خرد کو کرے تاکہ زیر ہوا واقع جس وقت دونوں میں جنگ تکبر کو لایا تواضع پکڑ کہا لشکر اسلام یکبارگی کریں جیسا جاہیں پھر ہم انتظام	وہ مرنے سے پہلے گویا مر گیا کہا اب تو امداد کرنی ضرور مرے حکم کی اب اطاعت تو کر ادھر لشکر روج سے با سپاہ تکبر پہ آخر ہوا عرصہ تنگ خرد نے جو دیکھا کہ کار عدو کرے حملہ جس سے ہوا وارگی غرض کر کے ہر طرف سے اثر دھام	بلا بخشی کبر کو پھر دیا تو خود جا کہ لشکر میں آیا فتور تکبر اٹھا جیسے غراتا شیر امیر تواضع ہوا جنگ خواہ کمند ایک گردن میں ڈال اور حکم ہے مغلوب غالب ہے فوج نکو کہ تا ہووے آوارہ دشمن تمام مٹانے لگے نفس و شیطان کا نام
--	--	--

کیا حملہ ہر طرف سے آن کر تبر خیز و نیزہ و ہم سناں ہوئے قتل سردار لشکر فرار سیہ بخت و مکار و غدار کو شہ روح کے لاکے آگے کیا کری قتل یا قید میں دیکھے بدی کی بنا کر کے صورت بھلی چلا جا طریق شریعت پہ تو	برسنے لگے اُن پہ تیر و تبر برسنے لگا مینھ سا چاروں طرف عز ازیل بھی بھاگا ہو بے قرار گلے پاؤں میں طوق و زنجیر ڈال کری عرض حاضر ہے یہ بے حیا بُرائی کا بدلہ بُرائی ہے یار دکھا دے اگرچہ یہ نفس دنی یہ مکر شیاطین نہ آوے بکار	چھری گرز و شمشیر تیر و کماں عدو کا لگا ہونے لشکر تلف پکڑ لائے نفس تبہ کار کو بنا کر کے اس کا بہت زشت حال یہ حاضر ہے جو چاہیے کیجئے نہ کر ظاہر اور باطن اک تو شمار نہ کر تو خیال اُن پہ اے نیک خو ہو تو حشر میں آخرش خوار و زار
---	---	---

حکم کرنا سلطان روح کا واسطے قتل نفس کے اور چھڑانا وزیر عقل کا
نفس کو قتل سے اور زنداں میں رکھنا اس کو

غرض آیا جب نفس پکڑا ہوا لگا سجدہ شکر کرنے ادا ہو ا قید نفس اور لشکر تمام ہو ملک میں تن کے فرخندہ فر وزیر خرد کر کے مردوں کا کام تو یہ شاہ نے حکم اس کو دیا وجود ایسے مفسد کا اندر جہاں کرے گافساد اور فتنہ بپا وزیر خرد نے بجا کر ادب خدا عفو کے حکم کو بر ملا کرو اب معاف اس کی تقصیر کو رہے حکم کے طوق میں روز چند جو سرکش ہو گھوڑا بڑا قیمتی	شہ روح کے پاس جکڑا ہوا خدا کی طرف سے یہ ساماں ہوا ہے شکر خدائی فتح سیم کو عام ہو اشرف کے حکم کا خوب زور شہ روح کے یاں ہو انیک نام کہ حاضر ہو جلا د تقویٰ شتاب فساد اور فتنہ کا ہے گان نشان تو پھر دفع کرنا ہو اس کا محال کیا عرض اے شاہ والا حسب نہیں مارنا اس کا اب خوب ہے مگر حکم ہو طوق و زنجیر کو رکھو اپنی خدمت میں اس کو سدا نہیں مارنا اس کو بہتر کبھی	شہ روح جا کر کے پیش خا کہ یہ دشمن بد پیشماں ہوا وزیر خرد نفس کو زیر کر گیا کفر اور فسق کا شر و شور غرض نفس کو جب کہ آگے کیا کرے قتل اس بد کو با صد عذاب رہا زندہ گریہ تو پھر وقت پا ہے بہتر کہ دو مار کریاں سے ٹال ہے قرآن میں فرما دیا جا بجا نہ قتل اس کا البتہ اسلوب ہے ہو زنجیر شرعی میں یہ پائے بند سفر کے لئے اپنا خادم بنا مگر گھاس اور دانہ کم اس کو دے
---	---	---

کہ نہ حکم میں تیرے ہر دم رہے
 کرے پہلے اس پر عطا شہر بار
 دیا حکم رہنے کا زنداں میں صاف
 زید جنگ اور بندگی بیگ کی
 ہوا اس میں یہ اتفاق ایک روز
 ترے حق میں جو وعدہ وصل تھا
 کہ تیری ہے اس میں سراسر نجات
 رہ حق میں ہو چست تو اے غبی
 نہو چھوٹنے کی کبھی پھر امید
 یہ جب نفس نے جانا اب تو اسیر
 وزیر خرد سے کہ اے خوش ادا
 عز ازل نے تجھ کو پر کھو دیا
 وہیں اُس نے آجھ کو گمراہ کیا
 ہوا اب تو سلطان کا میں مطیع
 کہ اس صوبہ میں میں رہوں باطرب
 ہو ہو یہ عنایت تو پھر میں مدام
 تو ملک جگر میں کروں میں نزول
 جو روح طبعی ہوتا بح مرے
 کروں جا کے واں اپنا میں انتظام
 کہا عقل نے نابکار دروغ
 رکھے بادشاہی کی بوائے کلاغ
 بھلا شاہ سے عرض تو کیجیے
 یہ سنتے ہی شہ ہو گیا بس خفا
 کیا سو مصیبت سے قید اس کو لا
 بکڑ کر قلعہ پھر بغاوت کرے

جو مارے اُسے تیرا نقصان ہے
 تو پھر پشت پر اُس کے ہووے سوار
 ریاضت کی زنجیر پاؤں میں کر
 ہمیشہ رہے قید میں یہ شقی
 کہا عقل نے نفس سے اے عمو
 گنہ کر کے کیوں دور عقل سے ہوا
 تو کر ساتھ ہو کر کے اب شاہ کی
 چھڑاؤں تجھے قید سے میں ابھی
 شہ روح دے تجھ کو تکلیف سخت
 ہو قید میں روح کے ناگزیر
 ہوں روز ازل سے میں شہ کا غلام
 مرے کام سیدھے کو اٹا کیا
 اُسے چھوڑ کر اب تو حاضر ہوں میں
 ولین کروں تجھ کو اپنا شفیع
 تجھے ملک سے شاہ کے بافراغ
 رہوں شہ کی خدمت میں مثل غلام
 کہ روح طبعی کا ہے وہ مکان
 تو کچھ کام میرا نکلتا رہے
 اطاعت کروں اور رہوں اس جگہ
 سخن کو نہیں تیرے ہر گز فروغ
 کہا نفس نے اے وزیر خرد
 جو ہو حکم مجھ کو خبر دیجیے
 لگا کہنے یوں شاہ روشن ضمیر
 امیری اُسے دی ہے پھر اب بھلا
 ہے بہتر کہ رخصت سدا قید ہم

وہ کہ حکم میں تیرے جس سے رہے
 غرض اس کی تقصیر کر کے معاف
 گلے عجز کا طوق ڈالو مگر
 لگا رہنے زنداں میں با درد و سوز
 پھر آیا ہے کیوں تو نے جنت سے رو
 بس اب تو بہ کر اور ہوشہ کے ساتھ
 عبادات و طاعات اللہ کی
 وگرنہ ہمیشہ رہے گا تو قید
 ہمیشہ رہے تیرا برگشتہ بخت
 تو ناچار ہو کر کے کہنے لگا
 رہا شاہ کا لطف مجھ پر مدام
 جو نیکی کا میں نے ارادہ کیا
 مخالف ہوں گزشتہ کا کافر ہوں میں
 کہ سلطان دے مجھ کو کچھ ملک اب
 ملے قلعہ ہے نام جس کا دماغ
 اگر یہ شہنشاہ نہ رکھے قبول
 مجھے حکم رہنے کا ہووے وہاں
 مجھے شاہ ان دو سے دے اہ مقام
 یہ پیغام جا کر مرا شہ سے کہہ
 مقید ہے تیرے بھی اندر دماغ
 تجھے اس سے کیا جو کرے رد و کد
 وزیر خرد نے کیا عرض جا
 کہ صر ہے تری عقل اب اے وزیر
 کہ تاملک میں جا شرارت کرے
 اسے پانی اور دانہ دیں بیش و کم

<p>مددگار ہو میرا طاعت کے وقت رہے میری خدمت میں بالراس عین لگا کر نے طاعت صوم و صلوٰۃ وہ کرتا تھا ناچار ذکر خدا کبھی داؤ لگتا تھا اُس کا اگر کہ ہے نفس دشمن تمہارا بڑا جو مومن کریں کافروں پر جہاد بیاں کر دیا اس کا میں مدعا کری عمر تفصیل میں صرف میں کہ تار و زنجیر میں ہو سرخ رو کیا کرتا اس پر ہمیشہ عمل نہ سو خواب غفلت میں بیدار رہ کھڑا ہے عدو جنگ کے واسطے کہ تپا دے دشمن کے اوپر ظفر ہنیں اپنے دشمن کی تجھ کو خبر محاسب ہو اس نفس کا بے قصور امیروں سے تو نفس اور روح کے تو اس جنگ میں تو ہے عاجز مقرر یہ بس نفس ہو روح پر فتیاب بدی پر سزا اس کی دینے رہو تو کر یاد میں حق کی ہر سانس صرف رکھ مستعد فوج کو بیدار رنگ جو ٹھہرا ہے اے یار مرنا تجھے ہنیں تجھ کو اس بات کی کچھ نمینز</p>	<p>سفر اور حضر میں رہے پھر غلام وہ ملکوت و جبروت اور لات میں تو ناچار یا وحق کی کرنے لگا غرض قیدیوں کی طرح سے سدا طرف دوسرے اپنی کرتا نگاہ اسی واسطے ہے نبیؐ نے کہا کہ ہے گا جہاد اکبر اس سے مراد سیاں سے نبیؐ نے رجعتا کہا بیاں کی ہے سرغورائے نیک نام کہا میں جو کچھ کر عمل اس پہ تو نہاں راز کو اب عیاں کر دیا سدا اپنے دشمن سے ہشیار رہ تو رہ تو بھی اس کی خرابات میں ریسان لشکر کی تو رکھ خبر وہ کب اپنے لشکر سے غافل ہو یا تو ہشیار رہ لحظہ رہنا ضرور نہیں تو سمجھ تجھ پہ آفت پڑی جو ان دو سے تجھ کو نہیں کچھ خبر ہو دشمن کے اوپر تجھے فتح کب حساب اس سے ہر آن لیتے رہو رہو نفس پر کرتے ہر دم جہاد کسی کو جو پیش دشمن سے جنگ تو مشغول اُس کی ہے ہر بات میں تو غافل ہے پھر کس لئے اے عزیز</p>	<p>فردت کی وقت اس سے لیں خوب کام جدہ چاہوں دوڑاؤں میں اُسکو سخت نہ یہ مکر بھی نفس کا جب چلا قبول بدل راہ حج و زکوٰۃ ولے وقت بے وقت پا کر کے راہ تو کرتا شرارت کچھ اس وقت پر کر و نفس کے ساتھ اپنے جہاد کہیں اُس کو شرع میں اصغر جہاد میں تفصیل اور شرح اس کی تمام نبیؐ نے کہا اس کو اک حرف میں یہ جو میں نے تجھ سے بیاں کر دیا چلا جاوئے جنت میں تلے خلل رہے تیرا دشمن تری گھات میں تو رکھ اپنے لشکر کو آراستے کہ جو شاہ رٹنے میں کال ہے ہو یا کہ ہے مستعد وہ ترے قتل پر لیا نفس سے کر حساب ہر گھڑی خبر دار دونوں کے رہ حال سے جو غفلت میں تیری گئی عمر سب ڈراں خواب غفلت سے ایجاں شتاب کر و ہر گھڑی حق تعالیٰ کو یاد مٹا دل سے تو خواب غفلت کا حرف رہے موت ہر دم تری گھات میں اس عالم سے آخر گزرنے تجھے اے حدیث شریف میں ہے رجعتا من الجہاد الا صغریٰ الجہاد الا کبر ۱۲</p>
--	--	--

یہ سب ہو گا معلوم مرنیکے کے وقت
نہ آوے گا کچھ کام اُس وقت واں
اسی واسطے ہے نبیؐ نے کہا
تو غافل ہے کیوں اس سے دُرات میں
تو کر قتل نفس تباہ کار کو،
نہ غافل ہو اک دم نہ اک آنِ مست
کہ اک لحظہ مرنے سے غافل نہ ہو
کر اس خار سے ملک کوتن کے صف

آہی آہی آہی آہی آلہ
عبس نفس و شیطان مکار نے
مرا ملک جاں خالی ہو غیر سے
ملاقات کا تیری جو بندہ ہوں
ترا حسن اک شبہ آفاق ہے
شرابِ محبت کا پیتا ہے جام
سوا تیرے تبلا یہاں کون ہے
طرف اپنے کوچہ کے دے مجھ کو راہ
خصوصاً گنہ مجھ گنہگار کے
رہا خوابِ غفلت میں میں بے خلل
کرم سے مرے کام آسان کر
تو راضی ہو جمیں وہ لے مجھ سے کام
مرادِ غمِ عشق سے ریش کر
کہ دل سے قرار اور جاسرے ہوش
مرے دل کو رکھ اپنی جانب رجوع

مجھے اس جہاں سے گذرنیکے وقت
تجھے چار و ناچار مرنا ضرور
جہاد اپنے تو نفس سے کرسدا
مخالف جو ہو یار کی راہ میں
اور اُس کے تمامی مددگار کو
بس اک نکتہ پر ختم کی میں کلام
کبھی کمر دنیا پہ مائل نہ ہو
آہی سچ نبیؐ پاک ذات
اٹھا کر اب امداد دستِ دعا
دعا مانگ حق سے بصدالتجا
مری نفس و شیطان نے ماری ہے راہ
ذرا لشکرِ عشق کو حکم ہو
سہو آباد جاناں کی نت سیر سے
ترے در سے ہے سب کو غم و نیاز
ہر اک تیری صورت کا مشتاق ہے
نہ کیوں کر ہوں ہم تیری جانب رجوع
عمیاں اول آخر یہاں کون ہے
آہی گنہ سب کے اب بخشدے
فقیرو حقیر اور تہ کار کے
نہیں نیک عمل کچھ مرے پاس آہ
نظر مجھ پہ رحمت کی ہر آن کر
میں عشق سے اپنے اک جام دے
یہ دردِ الم بیش سے بیش کر
رہے دل میں یوں آتشِ عشق یار
کرے ہر روتیرا اُس میں طلوع

سوا حسرتِ افسوس کے اے میاں
سفر کے لئے توشہ کرنا ضرور
رہے ہے یہ دشمن تری گھات میں
اُسے ڈال دے قہر کے چاہ میں
لڑائی میں رہ اسکی دن رات چست
بقول محمدؐ علیہ السلام
ہمیشہ تو کر نفس کے برخلاف
مجھے بھی ہو اس نفس بد سے نجات

لیا گھیر اب فوجِ اغیار نے
کرے قتل گر فوجِ اغیار کو
آہی میں عاجز ترا بندہ ہوں
کرم تیرا ہر اک کا ہے چارہ ساز
ترا ذکر ہر اک کرے صبح و شام
تیرا ہر وحدت سے سب پر طلوع
آہی آہی براے آلہ
چھپے یا کھلے سب کے سب بخشدے
کہ مجھ سے ہوا کچھ نہ اچھا عمل
سوا تیرے فضل و کرم کے آلہ
شرابِ محبت کا دے مجھ کو جام
اسی درد سے مجھ کو آرام دے
کرے عشق آج مجھ میں جوش و خروش
کہ گرمی سے اس کی نہ پاؤں قرار
ہو روشن ترے نور سے شمع جاں

<p>رہے مجھ کو اپنی نہ اصلاً خبر الہی دعا میری ہووے قبول بحق عمر شاہ والا یقین پڑھ ان سب پہ انداد تو صبح و شام</p>	<p>مجھے اپنی صورت میں یوں محو کر سوا تیرے آوے نہ کوئی نظر بحق ابو بکر صدیق رضی رہے مجھ میں مری جان پاک ہزاروں درود اور ہزاروں سلام</p>	<p>کہ دیکھوں ترانا جمال ہر زماں میں دیکھوں نظر کو اٹھا کر جہم بحق نبیؐ اور آلِ رسولؐ بحق علیؑ اور عثمانؓ رضی پاک</p>
<p>پڑھے اور کرے جو کہ اس پر عمل کہ ہوں نفس و شیطان کے شر میں پھنسا یہ مضمون تھا فارسی میں لکھا کہ تا خاص اور عام سمجھیں بغور مؤلف و کاتب و خواہ نندہ پر</p>	<p>خاتمۃ الرسالۃ پڑھو اس کو اے دوست صبح و شام مرے بھی لئے کیجیو اب دعا جہاد اکبر اس کا رکھا میں نے نام کیا میں نے ہندی ملا کر کچھ اور تھے بارہ سواڑ سٹھ سو واجب تمام الہی تو کر رحم شام و سحر</p>	<p>بس اب ہو چکا یہ رسالہ تمام بچے نفس و شیطان سے وہ بے خلل غرض جب ہوا یہ رسالہ تمام کسی مرد حق نے بصد پر ضیا سن و سال پھر ہی خبر الانام</p>

تَمَامُ

مستند علماء کی مستند کتابیں شائع کرنے والا ادارہ دارالاشاعت
مولوی مسافر خانہ کراچی علی

مثنوی تحفہ العشاق

حمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہے اسکو جو خود موجود ہے	اور سو اس کے جو ہے نابود ہے	ہمیں احد میں محو سب حمد و حمد	حمد سجد ہے سزاوار احار
حمد ہے اسکو کہ باچندیں وچوں	سب میں ہے اور سب بیچوں وچوں	وحدت اپنی کی ہے کثرت سنگیاں	حمد اسکو ہے کہ بے شان و نشان
حمد ہے اسکو کہ با صد زیب فر	ہر زمان ہر شان میں ہے جلوہ گر	ہر روش ہر رنگ کی اپنی نمود	حمد ہے اسکو کہ در باغ وجود
ہے وہ ہے حلت سزاوار ثنا	علت و معلول میں اسمیں فنا	اول و آخر نہاں و آشکار	حمد ہے اسکو جو ہے موجود یار
کیونکہ عالم میں نہیں ہے غریار	حادث و محذور ہے آپ آشکار	سب اسی کو پہنچتی ہے مو بمو	حمد عالم میں رہے ہے جس کی تو
نقش کی گر حمد تو نے فاش کی	در حقیقت حمد ہے نقاش کی	ذره ذرہ سے ہے صن اسکا عیاں	دو جہاں سے آئینہ رخسار جاں
ہے صفات ذات اک کب فرق ہے	نور خود خورشید میں بس عرق ہے	میں حقیقت میں وہ سب انصاف ذات	اگر کرے اوصاف و تعریف صفات
یعنی موج اور بحر سایا دراصل	ایک ہمیں رکھتے نہیں آپس میں فضل	اصل کو سایہ سے مجبوری ہے کب	امیج جو کف کو بحر سے دوی ہے کب
حمد کیا اسکی کرے کوئی بشر	عقل اور او رک کے چلتے ہیں پر	کیونکہ ہے مخلوق کی اس سے نبار	حمد خلقت کی ہے خالق کی ثنا
ہے حقیقت میں یہی بس حمد یار	یاد تو اسکی کرے لیل و نہار	ماورج ممدوح وہ خود آپ ہے	حمد اس کی کیا کسی کی تاب ہے
ہے یہی تعظیم و حمد کرد گار	رو برو اسکے ہو تو بس خوار و زار	اپنی ہستی کو کرے اس میں فنا	ہے یہی توحید و تجید و ثنا
ہے یہی تشریف و تکریم خدا	حکم پر اسکے کرے جان کو فدا	وصف اوصاف خودی کر اپنی در	ہے یہی تزیین تو صیف غفور
قوال پیغمبر ہے لاد حصے ثنا	کر سکے پھر اور کون اس کی ثنا	محو کر تو دوسرے کا دل سے نام	ہے یہی تسبیح و تحلیل تمام
دیکھتا ہے جسکو توبے گوش و لب	ظاہر و باطن کریں میں حمد رب	سب اسی کی حمد میں ذرات ہے	جنتی موجودات و مخلوقات ہے
عشق کی اسکے زمین پیکر شراب	ہے بڑی بدست و مدہوش و خراب	عشق میں اس کے ہیں سرگرداں مرام	آسمان شمس و قمر انجم تمام
ہے زمین و آسمان میں جو کہ شے	عشق میں اسکے ہر اک مدہوش ہے	کرتی ہے رور کے بس دریا و اداں	بیخود مدہوش و بے آہ و فعاں
دیکھ لے ذرات عالم کو تمام	میں شراب عشق سے بخود مدام	مست و لاعقل میں اندر عشق رب	فرش سے تلخ مش موجودات سب

اصل بھسولے عشق ہے اسکی تمام	سب دختان جہاں رقصاں مدام	کوہ دشت و بحر و بلاد پست	سب شراب شوق سے اسکے میں مست
کیا ملک کیا انس نہیں کیا خوش و طیر	عشق نیکی ہے ہر اک کی جسمیں سیر	جملہ عالم کیا عقل و کیا وحوش	میں شراب عشق سے سب مدد نوش
مست انسان ہے شراب خاص سے	عشق میں دیتا ہے جل اخلاص سے	انبیا و مسرور جام وصل سے	اولیا و مخمور بارہ اصل سے
مست جام عشق سے ہیں عشقاں	فانی و باقی میں اس سے عارفاں	اہل باطن جام وحدت سے ہیں مست	اہل ظاہر دوع کثرت سے ہیں مست
مومنان مخمور از جام ظہور	کافراں ہیں مست بیکر آب شور	زائد اسکے جام سے گم کر وہ ہوش	رند اور اوباش اسکے درو نوش
صومع و مجیک نشست و دیر میں	شہر جنگل جاد شر و خیر میں	مومن و ترسا و رند و خوار	عاشق اسکے ہیں نہان و آشکار
گر بظاہر ہے ہر اک کا یار اور	پر ہے باطن میں وہی کیجیے جو غور	اس کا جو یا ہے ہر اپنے طور پر	ایک سے ہے دوسرا بس بیخبر
ہے جمال حق سے ہر دل آشنا	ہر نقب میں کرتا ہے اسکی ثنا	ہے ہر اک کا ذکر اور تسبیحات اور	ڈھونڈتا ہے اسکو ہر اک اپنے طور
سارے عالم کا وہی معبود ہے	سب کو ہر شے سے وہی مقصود ہے	ہے ہر اک کو مستی دل شوق اور	رکھتی ہے ہوں جان اسکا ذوق اور
رابطہ اسکو ہے سب کی جان سے	بانو ہر اک ہے اس کے خوان سے	ایک سے اک گھونٹ سے گم کر وہ ہوش	کر گیا ہے دوسرا دریا کو نوش
ایک جرعہ سے ہوا یہوش ایک	گر گیا دریائے کو نوش ایک	الغرض ہر اک بانداز خمار	بیخود و سر مست ہے جو پائے یار
غرق ہیں دریا میں سب جو پائے آب	مست ہیں مستی میں اور ماگلیں شراب	غرق ہیں پانی میں اور بیا سے میں آہ	بیخود و سر مست ہیں اور بارہ خواہ
میں عجب بیخود تماشا ہے عجیب	در بدر پھرتے ہیں اور گھر میں حبیب	ہر کوئی ہر اسم سے ہے فیضیاب	کوئی آسودہ ہے اور کوئی خراب
مظہر ہادی شہ آگاہ ہے	مظہر اسم مفضل گمراہ ہے	کر چاک دریا کی ہیں گو موجیں ضرور	ایک رنگارنگ ہے ان کا ظہور
میں اسی خوشید کے سائے تمام	بر حجر بر شجر بر در دیوار و بام	عارضی میں چند مدت کو میاں	ہونگے آخر اصل میں اپنے نہاں
چھوڑ سایہ خور کی ہو جانب رواں	تاکہ ہو سر یقیں تجھ پر عیاں	کر نظر دریا میں موجوں کو گذار	تاکہ ہو معلوم تجھ کو سر یار
جب تلک رکھنے نہ دریا میں قدم	ماراں مسئلہ میں تو ہرگز نہ دم	یعنی مبت بجال اس میں قال کر	حال ہو کر تو کشتادہ بال کر
رکھو تو فرق مراتب پر نظر	تانا ہو ایمان میں تیرے ضرر	بس نہ کر امداد تو زیادہ کلام	تا خرابی میں نہ پڑ جا فہم عام
ہوش کرک ہوش سے یہوش ہو	اپنی ہستی سے ذرا خاموش ہو	بہلے ادھر سے اور اٹھا کر تھک تو	کو طلب اس سے اب اسکی ذات تو

مناجات بجناب الہی تعالیٰ شانہ

اے مرے محبوب اے میرے حبیب	اپنے ملنے کا بنا کوئی نشان	اے مرے محبوب اے میرے حبیب	بے ترے ہرگز نہیں ہے جان میں جاں
تو نہ دے تو جان کو راہ وصال	اس سے بہتر ہے کہ مرا جاؤں کہیں	جان لے تجھ ہی ہے جان تجھ و بال	ہے تو ہی مقصود دل ہے اشتباہ
کت تلک یارب رہوں تجھ سے جدا	جان ہے جان ایک جانیں جان نہیں	جلوہ گر ہو مجھ کو کر مجھ سے جدا	ہوں غم دوری سے مر نیکی قریب
دو جہاں سے کچھ نہیں مجھ کو طلب	تاکہ دیکھوں تجھ سے تجھ کو اک نظر	تجھ سے کرتا ہوں ولے تجھ کو طلب	کیونکہ جو جان واصل جاناں نہیں
			یا الہی مجھ کو تجھ سے دور کر

مناجات دیگر

دو نبی عالم سے نہ مجھ کو کار ہے یا الہی تو ہے رحمان درحیم یا الہی تو ہے خلاق جہاں گرچہ در عالم ہے تو بے نیاز مونس غمخوار کاں ہے تیری ذات ہے مریض لادوا کی تو دوا ہے مرے ہر درد کی تو ہی دوا مرا مونس بیکسی میں ہے تو ہی تو ہی خالق تو ہی رازق تو ہی رب لیک صد حسرت بایں لطف و عطا ہے یقین گر عمر بھر عصیاں ہو اب ہو طلوع تیرا اگر ماہ نجات لطف و احسان کیا کروں تیار قم گھر میں مومن کے مجھ پیدا کیا یعنی دار الکفر سے مجھ کو نکال تھا گناہوں کی نجات میں بھرا اپنی رحمت کے پیادے بھیج کر لایا اگر گلشن میں خارستان سے ہوں پڑا اگرچہ برا ہوں یا بھلا مگر بگاڑا تو نے اے شاہ جہاں یوں ہوں ہے اب تو اے پروردگار ہے مجھے شاہی گدائی میں تری عزت و ذلت تمامی شکرو و صحو الغرض پھر پھر کے آخر در بدر بوہنی آنکھوں کو بھی میری سرسبز	ما لک دارین شاہ انس مجاں لیک بیچاروں کا تو ہے چارہ ساز چارہ بیچار گاں ہے تیری ذات ہے ہر اک حاجت کا تو حاجت روا ہے تو ہی مرہم مرے ہر زخم کا میرا حانی ہے بسی میں ہے تو ہی دوسرا تجھ بن ہے میرا کوئی کب میں کروں ہر دم تری جرم و خطا پیش خورشید کرم ہوں محو سب ظلمت عصیاں ہوں وصال مات کرتا ہے جو جو کہ تو مجھ پر کرم عقل و علم و نور دیں مجھ کو دیا لایا بیت اللہ میں بے قبل و قال ظاہر و باطن میں سر سے تا بسا کھینچ بلوایا مجھے یاں سرسبز دور مت کیجو اب اس بستان سے چھوڑا اس در کو کہاں جاؤں بھلا پھر بننا میرا ٹھکانا ہے کہاں یہ تیرا کوچہ ہو اور میرا غبار ہے نوا سب بینوائی میں تری ہے رضا و نواضا میں تیری نحو اب تو آ رکھا ہے تیرے در پر سر جلوۂ دیدار سے روشن تو کر	تو ہے سلطان دو عالم سب فقیر دستگیر بیکساں ہے تیری ذات ہے پناہ ہے پناہاں تیری ذات آسرا ہے آسروں کا ہے تو ہی ہے انیس وشت فرقت تو ہی رنج و غم میں ہے مرا غمخوار تو الغرض ہر کام کا میرے کفیل پر کروں کیا آہ تیرے علم و خیر گر تری بخشش کا نکلے آفتاب گر ترادریار رحمت جوش کہا قطرہ ناپاک سے مجھ کو بفضل پھر کرم پر یہ کرم مجھ پر کیا گرچہ میں لائق نہ تھا دربار کی کی نہ میرے جرم و عصیاں پر نظر کر دیا اپنے مشرف دار سے گرچہ میں نالایق دربار ہوں منہ مرا اس در کے گر قابل نہیں اس سے زیادہ اب تمنا کچھ نہیں کچھ نہ دو عالم سے خواہش ہے مجھ خواری و صوائی و ذلت مری تو ہے گدازی تو ہے عزت مری موجود کو مرے اے سر فراز کمرے کانوں کو اسرار و لکا گھر	پرتو ہی تجھ مجھ درکار ہے صاحب جو دو کرم فضل عمیم تو ہے نور اور قوی اور سب حقیر مستغنیٰ علیاں ہے تیری ذات ہے غمخوار گاں تیری ذات ہے سہاروں کا سہارا ہے تو ہی ہے رفیق شدت غربت تو ہی تنگی و سختی میں حامی کار تو ظاہر و باطن تو ہی ہے دلیل کرتے ہیں مجھ کو گناہوں پر دلیر سہو شب جرم و خطا روز ثواب منزل خس دے سب گناہوں کو بھا کر دیا پاک و لطیف و خوب شکل اپنے گھر سے بھی مشرف کر دیا پر تری رحمت نے کی غمخوار گی کر کے اپنے لطف احساں پر نظر رکھی موت محروم اب دیدار سے پراسی گلشن سے ہوں گوخار ہوں پر کروں کیا دوسرا بھی در نہیں آستان تیرا ہوا در میری جبین جو تری خواہش ہے خواہش ہے مجھ تیرے کوچہ کا ہے پس عزت مری تیری ناراضی ہے سر ذلت مری گر کیا سجدے سے اپنے سر فراز سرسبز سر میں ہوا اے شوق بھر
--	---	---	--

چشم کو گرچہ آہ زلال محو کرینی کو اندر بوئے یار دو جہاں سے کر کے چھو بے نیاز دور کر کر ویا عجیب غرور دے شراب نسبتی کا چھ کو جام اے دعا گو ختم کر کے یہ دعا گر تو طالب ہے وصول اللہ کا	سبز تا ہو گشتی ذوق وصال جس سے پہنچوں تابا باغ روئے یار دولت دیدار سے اپنے نواز بخش عجز و مسکنت اخلاص نور روح دل سے محو کر سستی کا نام سہو تجویع اب جانب خیر الورا چل پکڑ دامن رسول اللہ کا	پاک برہے سے مرا کردے دماغ گرمی و حلت سے لب کرب بلب غفلت و سستی و ظلمت کر کے دور بخش گنج فقر و درویشی مجھے دھومرے دل سے روئی کا حرف نام کر وسیلہ اسکو اے امداد تو جو کہ اے امداد اللہ کا وصال	بوئے دلبر سے معطر کرد دماغ محو ہوں جس سے خیال غیر سب کر عطا چستی و جلال کی دنور سکر و سستی محو بے ہوشی مجھے تا تیز ما و تو اٹھ جا تمام وصل سے حق کے ہوتا دلشاد تو بے وسیلہ اسکے چاہے بے محال
ختم کر کے یہ مناجات نکو حامد و محمود حمد و خدا زینت تاج رسالت ہے وہ ذات بے وسیلوں کا وسیلہ ہے وہی عزت شاہی و فخر سروری ہے امین فخر افلاک وہ رونق گلزار محبوبی ہے وہ راحت و روح روان کائنات گر نہ ہوتا پیدا وہ شاہ نکو ہے وہ بیشک بالیقین نخل وجود گر ہو آخر میں وہ شاہ جلیل گرچہ آخر ہے ثمر اول شجر کیا کمال مہوہ میں نقصان ہے بس سمجھ لے اس سے تو اے رہنمویں	رونق تحت نبوت ہے وہ ذات بلکہ ساروں کا وسیلہ ہے وہی شان بخشش مسند پیغمبری تا جدار کشور لولاک وہ عشق کے بازار کی خوبی ہے وہ زندگانی پروردہ جاں حیات یہ نہ ہوتا وہ نہ ہوتا میں نہ تو اول و آخر وہی اصل وجود پر ہے ظاہر اس کے سبقت کی دلیل کب شجر ہوتا نہ ہوتا اگر ثمر جو وہ اول سابق بستان ہے رمز سخن الاخرون السابقون	ہے وہ آئینہ جمال خدا جل جلالہ مہرباں مثل پدر سب پر میاں بہتری کے ملک کا بہتر ہے تو روشنی معرشی نور لامکاں شہ سوار عرصہ چرخ و سما باعث ایجاد عالم ہے تو ہی ہے وہ سرمایہ وجود کائنات ہے یہ سب اکے لئے اے نیک بخت گر ہے پیچھے انبیاء کے ظاہراً جب ثمر سے یہ شجر ظاہر ہوا میوہ کو سبقت ہوئی جب باغ پر ہے وہی شاہجہاں سب اسکے خیل	محرم خلوت سرائے لایزال روز محشر شافع خور و کلاں بہتری کے بحر کا گوہر ہے تو شمع بزم عالم کون و مکاں باز خوش پرواز معراج و علا موجب بنیاد آدم ہے تو ہی دونوں عالم ہے ہے مقصود کی ذات واسطہ پیل کے ہی بوتے میں رخت پر حقیقت میں ہے سبکا پلشوا پس ثمر ہی اول و آخر ہوا ہے وہ اول وہی آخر سر بسر ہے وہی مقصود کل باقی طفیل
پر چھ تو امداد اسپہ صلوٰۃ و سلام چار یار اس کے میں چار و غلام حق میں ابو بکر و عمر عثمان علیؓ زیب الیوان شریعت میں یہ چار	دوست پیغمبر کے اور حق کے ولی رونق باغ طریقت میں یہ چار	چاروں پیغمبر کے میں برحق وزیر میں یہ ملک معرفت کے شہر یار	آل اور اصحاب پر اسکے تمام ساری امت پر وہ رکھنے ہی سبق ملک اسلام ان سے ہے رونق پذیر میں حقیقت کے چمن کی یہ بہار

تحت شریف پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

در مدح چار یار کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

فلکہ دیک کی ہیں یہ دیوار چار	ملت حق کی ہیں یہ دیوار چار	میں طریق حق کے چاروں رسموں	میں یہ دیوان خلافت کے ستونوں
ہے یہ ملک اسلام کی سرحد چار	جو ہو باہر اسے ہے مرد و خوار	بحر وحدت میں ہیں چاروں غوطہ زن	ہے حقیقت ایک ظاہر چار تن
جو کہ دو سمجھ نہیں احوال ہے وہ	دو جہا نہیں بے شبہ سیکل ہے وہ	جو کوئی اسے ہوا بد اعتقاد	ہے وہ دو عالم میں بیشک نامراد
جو ہیں اہل بیت اور آل رسول	در مدح اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین		گلشن دین کے میں سب مقبول پھول
ہے ہر اک ان سیکل بیشک یقین			مغرطت جان ایمان روح دین
جس قدر سوانسے الفت میں کمی	اس قدر ہے دین ملت میں کمی	ایک کا بھی اسے جو بد خواہ ہو	راہ حق سے بے شبہ گمراہ ہو
جتنے ہیں اصحاب پیغمبر تمام	ہے ہر اک انجم ہدایت والسلام	اک صحابی سے بھی گمراہ سوظن	ہے وہ بیشک لائق گردن زد
بھیج تو ان سب پر صلوات و سلام	در بیان باعث نظم و تصنیف این		ہر گمراہی ہر لحظہ ہر دم صبح و شام
ہو گیا اسے دوستو یوں اتفاق	مثنوی مسمیٰ بہ تحفۃ العشاق و مدح		باعث تحریر نظم پر مذاق
رہتا تھا مسجد میں اپنے متصل	عشق و قدح عقل جزوے		مجمع علماء و صلحا اہل دل
ایک دن پڑھتا تھا میں نفحات انس			لے رہے تھے حق سے سب نفحات انس
جوش پر تھا بحر علم عارفان			ہو رہے تھے گوہر معنی عیاں
حاضر دیکے دلیں وہاں لے شان حق	کھل رہا تھا گلشن عرفان حق	اولیا کا حال سن مسرور تھے	ماسوائے جو غرق نور تھے
رفتہ رفتہ حقیقت تحفہ کا ذکر	آگیا اس عاشق خستہ کا ذکر	سن کے ان کی شان و شوکت جاہ عشق	ہمت مردانہ اندر راہ عشق
بول اٹھا ہر اک بصدوق سرور	ہے یہ قصہ نظم کے لائق ضرور	خاص کو قطب زماں شاہ وفا	آفتاب معرفت بحر صفا
کامل اکمل ولی بے بدل	عاشق ذات خدائے لم یزل	صاحب ارشاد و تلقین سبق	عاشق صادق شہید راہ حق
برگزید و جہاں مقبول رب	منشرب چشتی و فاروقی نسب	یعنی شیخ حافظ محمد ضامن آپ	مجھ کو فرمانے لگے کر کے خطاب
نظم کر اس قصہ پرورد کو	گرم کر اک بار ہر دل سرور کو	مثنویاں میں مجازی عشق میں	پر بہت کم ہیں حقیقی عشق میں
قصہ تحفہ اگر منظوم ہو	رتبہ عشاق حق معلوم ہو	ریختہ میں نظم کر اسکو تمام	تاکہ سمجھیں اسکو سارے خاص عام
جان لے تا ہر کوئی بے قیل و قال	عاشقان حق کا یہ ہوتا ہے حال	دعویٰ جو کرتے ہیں جھوٹا عشق کا	ہوش میں ہوں سکے رتبہ عشق کا
تا بنش کفرا عشق حق سے گرم	ہو کے بس دل سنگ ہو چون موم نرم	عاشقان صادق بھی سنگر جاہ عشق	چاق اور چوند ہو اندر راہ عشق
جان لینا عشق کی سبب موراہ	چاہتے کو اپنے کرتا ہے نباہ	عاشقان بستے ہیں سر تھیلی پر دم	ہے یہ راہ عشق نے نانی کا گھر
عشق چھاں اک بلائے جاگداز	ہے ازل سے دوست کش دشمن نواز	عشق کا سبب اک ہے رنگ و دو	ہے ازل سے عقل میں نور اس میں جنگ
عقل چاہے بے کیمو عیش و فراغ	عشق ہے چارنج غم سینہ پر داغ	عقل چاہے غربت جاہ جلال	عشق و لذت خواری دور و طلال
عقل چاہے عیش و ملک و سلطنت	عشق عجز و فقر و فاقہ نمکنت	عقل چاہے عیش و عشرت خرمی	عشق درد کلفت و رنج و غمی

عقل چاہے ہے کہ ہو شیر و شکر	عشق کہتا ہے کہ کھا خون چکر	عقل کہتی ہے کہ چل گلزار میں	عشق لیجا ہے کوئے یار میں
عقل چاہے ہے قباؤیر میں	عشق کروانا ہے سامان کفن	عقل کہتی ہے کہ چل بازار میں	عشق لیجا جنگل و کہسار میں
عقل لیجا گلشن و گلزار میں	ڈالتا ہے عشق جلتی نار میں	عقل چاہے دولت مسروریاں	عشق چاہے سو بلا و خواریاں
عقل میں اور عشق میں ہتی ہے لاگ	عشق حب آیتو جائے عقل بھاگ	عقل چاہے ہے حیا و نام و ننگ	عشق کو انیسے ہمیشہ سے ہے جنگ
عشق کیا ہے درد غم کی کان ہے	غیر دلبر کا عدوئے جان ہے	ہو و کحضرت عشق کا جسد مظهر	عقل سر سے جائے اور دل سے مھر
نار کو گلزار کر دیتا ہے عشق	دار کو دلدار کر دیتا ہے عشق	کیا کہوں میں عشق کی نیرنگیاں	رنج میں راحت کو کرتا ہے عیاں
درد میں اس کے دوا ہے سر بسر	مرض میں اسکے شفا ہے سر بسر	خاک میں جسکو ملا دیتا ہے عشق	تخت شاہی پر بٹھا دیتا ہے عشق
رنج میں اس کے گنج بیکراں	مرگ ہے اس کی حیات جادواں	توڑنا اس کا جلا دینا ہے جاں	توڑنا اس کا ملا دینا ہے جاں
اس کی ویرانی کو آبادی سمجھ	خار کو گل غم کو تو شادی سمجھ	عشق کے برعکس میں سب کاروبار	نار کو اسکے سمجھ تو سو بہار
عشق کی ذلت کو تو عزت سمجھ	خواری و زاری کو حرمت سمجھ	کلفت و تکلیف کو راحت تو جان	فقر اور فاقہ کو سودن تو مان
قہر صورت رحمت پنہاں ہے عشق	اور طبیب درد بیدار ماں ہے عشق	عشق کی تعریف ہو کس سے بیاں	بے تتم میں اسکے سو شفقت جہاں
ہے بیان عشق تو بس بے بدل	انکے فرما نیکیوں نے بے عذر	دونوں عالم ہیں اور جاں ہے عشق	اب کرو ارشاد حافظ پر عمل

اربع بقصہ

گرچہ جھکو شعر گوئی میں نہ تھا	دخل کچھ پر حکم کو لایا بجا	توڑنا موتی کا ہے آسان تر	نہ کہ حکم بادشاہ بحر و بر
لیکے ان کے گوہر ارشاد کو	خفہ دل میں لیا رکھ شاد ہو	وقت فرصت دیکھنا تھا یہ کہ جو	حکم پر اس شاہ کے تعمیل ہو
پر نہ دینا تھا مجھے فرصت زماں	تا لکھوں اس نظم کو با شوق جاں	لایا اتنے میں زمانہ اور رنگ	ہو گیا کچھ اور ہی عالم کا ڈھنگ
ہو گئے پس حضرت حافظ شبیدر	شام غم ہم کو ہوا اور روز عیدر	فرقت جاناں سے بس ہو کے تنگ	جان جانا پہ فدا کی بید رنگ
خوش نہ آئی اس جہان کی رنگ و بو	چلے گئے بس جنت الفردوس کو	ہم بچار و نکو تپتا چھوڑ کر	سوئے حق راہی ہوئے منہ موڑ کر
وہ تو ماں جام شہادت پی رہے	زہر غم کھانیکو یاں ہم جی رہے	وصل سے حق کے ہوئے وہ بہرہ ور	پیتے ہیں حسرت سے ہم خون جگر
ناز و نعمت میں ہیں وہ مشغول و ماں	خاک و خون میں لوٹتے ہیں ہم بہاں	جام کوثر سے ہوئے وہ لب بلب	چاہتے ہیں پیاس سے ہم اپنے لب
آپ تو جا کر کیا جنت میں گھر	کر دیا سر گشتہ ہم کو در بدر	آپ تو راحت کے سماں لے گئے	مانیر رنج و الم یاں دے گئے
آپ تو بے رنج و غم مثل عروس	جا گیا تخت شہادت پر جلوس	لے لیا عیش و طرب اور ناز و نعم	رکھ دیا سر پر ہمارے کوہ غم
عیش و عشرت میں ہوئے مشغول یوں	ایک تخت ہم کو گئے بس بھول یوں	عیش میں ہم کو دیا بالکل بھلا	حق لغت اور قرابت سب گیا
دعوہ حب و قرابت کر گیا	خواجہ ناشانی کا بھی کیا حق نہ تھا	بیخبر ہم سے اگر رہنا تھا بیوں	ساتھ اپنے لئے گئے ہم کو نہ کیوں

مگر چہ ہم لائق نہ تھے درگاہ کے کفش برداری میں رہتے شاہ کے شاہ کو زیبا ہے کب تنہا رہی گو بہت خادم نہیں کھڑے سہی

در بیان محرومی و ندامت بر حال خود حسرت مفارقت بزرگان و یاران طریقت و اظہار غم جدائی ایشال

آہ وادیلادریغا حسرتا
ساتھ کا اپنے ہر اک واصل ہوا
صاف تھے جو چلے صاف اور پاک
بلبلوں نے گھر کیا گلشن میں جا
گھر کیا طوطی نے شکرستان میں
شیر حق کا آہوئے عرفان شکار
نرگس و ریحان کو جا آہو چرے
مرغ آبی نے کیا دریا میں گھر
مرد باہمت ہوئے شہ پر نشان
گوہر مطلوب ہر اک نے لیا
غم کا اپنے کون ہے غمخوار آہ
ہو گئے وہ جو نعمت اسقدر
آہ وادیلادریغا کوئی مہدم نہیں
دلکی دلیں رکھ کے چپ رہتا نہیں
بعد مدت کے اب آئی المراد
حسب ارشاد ان کے میں لیکر قلم
عشق کی باتیں سناتا ہوں تمہیں
گر نہ عاشق ہے تو عشق کا ذکر
عشق کی باتیں نہیں ہے وہ نہ دفن
ہوش سے بیہوش ہو کر ہوش کر
تامزادیوں مری باتیں تجھے
وہ وہ پہنچا شہر الفت میں تجھے
مگر ہی سے راہ پر لاتا ہوں تمہیں
دور کر کے ماسوا کا اس سے ٹکر
مردہ دل زندہ ہو اندر کورتیں
گوش سے بیگوش ہو کر گوش کر
عشق کی معلوم ہوں گاتیں تجھے
غرق کر دے بحر وحدت میں تجھے
راہ اس رہ سے کوئی بہتر نہ ہو
عاشقوں کا ذکر کرتا ہے اثر
ہے وہ میراب عشق کی باتوں کا باغ
سب طرف سے بند کر کے کھول کان
تجھ کو بھی آجاکہ شائد بولے عشق
دیکھنے ہی سے نہیں ہوتا ہے عشق
حق سے ملنے کا سچا راہ جو
گرچہ پھر سے بھی ہو دل بخت تر
خشک مغزوں کا ہونو جس سے ماغ
جمع کر کے دکھ مری باتوں پہ دھیان
پہنچ لیا تجھ کو بتا کوئے عشق
سننے سے بھی تخم خود ہوتا ہے عشق

مقدمہ شروع داستان حضرت بی بی تحفہ

مغینہ قدس سرہا

قصہ مرا تحفہ کو اب کہتا ہوں میں
حضرت حافظ کی وصیت تجھ کو یاد
قصہ تحفہ کوں یاد و رقم
راہ اس رہ سے کوئی بہتر نہ ہو
عاشقوں کا ذکر کرتا ہے اثر
ہے وہ میراب عشق کی باتوں کا باغ
سب طرف سے بند کر کے کھول کان
تجھ کو بھی آجاکہ شائد بولے عشق
دیکھنے ہی سے نہیں ہوتا ہے عشق
حق سے ملنے کا سچا راہ جو
گرچہ پھر سے بھی ہو دل بخت تر
خشک مغزوں کا ہونو جس سے ماغ
جمع کر کے دکھ مری باتوں پہ دھیان
پہنچ لیا تجھ کو بتا کوئے عشق
سننے سے بھی تخم خود ہوتا ہے عشق

<p>میں بہت عاشق کہ بے دیکھے جمال بلکہ کال عشق ہے عشق شنید کیونکہ ہو عشق خبر دل سے حصول</p>	<p>در بیان تمیز عشق حقیقی و عشق مجازی و دم عشق مجازی</p>	<p>سکے پانی عشق سے بس گوشت مال ناقص و بے اعتبار ہے عشق دید عشق صورت کا ہے دیدہ سے نزول</p>
<p>دیر تاج دل کے ہے نے دل تبع حسن محبوبانہ عالم سر بسر دیر تھا اسکو تہ دل ہوتا جودل اس سے زیادہ چاہئے تفصیل گر کس نے دیکھا ہے خدا کو آشکار تاگل اوصاف حق عاشق سے</p>	<p>سوچا اس مکتہ کو کر کے دل جمع عکس حسن حق ہے بیشک جلوہ گر چھوڑ سایہ اصل سے جاتا ہے مل آئینہ دل صاف کر اور کر نظر سن کہ وصف اسکا کرے بین جان ثنا دل میں پھول اسکی تمنا کے چنے</p>	<p>یومنون بالغیب ہے مقبول حق اصل کو ترک سایہ دیکھ کر گر ہے دل پر گل سے کم کب دل بھو سر کی آنکھیں دلکا پردہ ہے مقرر انبیاء اس واسطے آئے یہاں یعنی ہے وہ ذات بیشک و یقین</p>
<p>۹ ہے ازل سے تاباں وہ ایک سا ہے منور بالکمال و با جمال لاوہود و نون فی اثبات میں تاکہ بخشد لاوہود قوت ترا کیوں تباہ ہوتا ہے اندر آب و گل بعد پیغمبر کے آل اصحاب سب</p>	<p>ہے ہر اک صورت میں وہ جلوہ نما جلوہ گر ہر دم بہ رنگ و مثال نافی غیر اور مثبت ذات میں مے بردتا پردہ عزت نیرا ماسوا کو ترک کر اور حق سے مل اور امام اور اولیا قطاب سب</p>	<p>جو گر لاکھوں طرح ہر آن میں ۹ بیچکوں بیکف روشن چار سو لاو کو کر تو درد دل سدا ترک جب لاو کو کرے تب تو ملے وصف حق کرنے چلے آئے سمیعی جس میں تصنیف ہو گئیں صدا کتا</p>
<p>گوشت دل سے من سری سقطی سے نقل نقل اپنی کرتے ہیں حضرت سری کہتے ہیں اک شب ہوا بے اضطراب</p>	<p>شروع داستان و بیان حال حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ</p>	<p>اور نہ سن سکتا ہے کانوں سے خبر پھر نکل دلیل سے اپنی راہ لے بعد ازاں سن بی حکایت دردناک جسکے سننے سے تجھ آوے کچھ عقل ایک شب کی جو کہ تھی غم سے بھری نے ہاورد و ظائف اور نہ خواب</p>

مضطرب ایسے رہے وہ رات بھر	سب عبادت کا ہوا دیران گھر	قبض ایسی ان کے دل پر آگئی	مہرِ قاف پر گھٹا سی چھا گئی
نے رہا وہ شوق نے راز و نیاز	لذتِ سجدہ نہ کیفیتِ نماز	فوجِ بینائی نے کر کے اژدہام	لوٹ لی پونجی عبادت کی تمام
نے رہا درد و ظائف نے درود	نے تہجد کی تلاوت کی نمود	مخفی نہ بیہوشی نہ غفلت نہ بہار	لیک تھا بے صبر بیتاب و قرار
گو عبادت سے رہے سب بے نصیب	لیکہ کیفیتِ خفی اک دل میں عجیب	ظاہر اچھوٹا اگر دردِ نماز	تھا مگر بول میں عجب سوز و گداز
ہجر کی لذت کو عشاقانِ رب	وصل کی لذت سے کم جانے ہیں کب	عاشقانِ حق وصال اور ہجر میں	ایک سالذتِ مزاد و نومیں لیں
اضطرابی اور بیتابی کا لطف	کیا کہوں اس شب کی بچو ابی کا لطف	لطفِ بچو ابی کا بچو اور سے پوچھ	حظِ بیتابی کا بیتابوں سے پوچھ
ذوقِ بچو ابی کا تو چاہے اگر	کوئی بچو ابی میں کر اک شب گزر	لطفِ بچو ابی کا ہے مطلوب گھر	عاشقِ بیتاب کے رکھ پاس سر
چاہے اگر کیفیتِ سوز و گداز	خدمتِ عشاق میں رکھ تو نیاز	کرتا ہے روشن در چشمِ طالبان	سر نہ گردِ قدم عاشقان
اضطرابی بیقراری کا مزا	جانتا ہے جس نے دل میں ہے رکھا	لذتِ دردِ قلقِ رنج و بلا	وہ ہی جانے جو ہے اس میں مبتلا
لوٹنے کی خاک پر آرام کو	عاشقِ بیتاب جانے میں نہ تو	جانے کیا بیدار لذتِ درد کی	دردِ رنج و غم غذا ہے مرد کی
درد سے نامرد کی نکلے بے جاں	مرد کے حق میں حیاتِ جادواں	زہر مارا وروں کو ہے گرچہ مہمات	سانپ کے حق میں ہے پر آبجیات
جو پڑے آتش میں ہو چلکے فنا	ہے سمندر کی وہی عیش و بقا	سورشی خورشخ ترکو دے ثمر	خشک کو دے آگ میں کر خشک تر
خون ہو فزعیوں کو آبِ میل	قومِ موسیٰ پر ہو آبِ سلسبیل	نار ہو گلزارِ ابراہیم پر	لیک ہو نمرد پر قہر و شر
زخمِ گز و تیغ و تر آبدار	ہے شہیدوں کے لئے باغ و بہار	درد و غم ہے زندگی عاشقان	مرتے ہیں اس زندگی سے فاسقان
کیونکہ ہے دردِ بلا مطلوبِ یار	اس لئے عاشق کریں غم اختیار	جانے ہیں عاشقانِ بیقرار	رنج میں گنج اور خزاں میں نو بہار
خدا میں گل گل میں گردنیں	غم میں شادی اور شفا ہے ورڈیں	رنج میں راحتِ فقیری میں عنا	مسکنت میں سلطنت و بے عنا
ہے گلہ میں صبر بے صبری میں تاب	گر یہ میں خندہ ثواب اندر عذاب	رحمت ہے رحمت میں اور ظلمت میں ظلم	ذلت و خواری میں عزت ہے حضور
نیستی میں ہستی پستی میں علو	زندگی مرنے میں گھٹنے میں نمو	موت میں جینا بقا اندر فنا	عاشقِ جانناز کو ہے بے عنا
بیخودی و نیستی غم کی بہار	دیکھتے ہیں عاشقانِ جاں نثار	خاکسایِ رنج و عادتِ ناسزا	عاشقوں سے پوچھ ان سب کا مزا
بے گھری و بے زری و بے پری	بیخودی و بیخودی و بے بری	آہ سرد و رنگِ ند و چشمِ تر	بے قراریِ انتظارِ دردِ سر
نیستی و پستی و مرگ و فنا	ذلت و رسوائی و رنج و عنا	لذت اور کیفیتِ ان سب کی ذرا	عاشقانِ با وفا سے پوچھ جا
پوچھ رو نے کا مزا یعقوب سے	کلفت و زحمت کا حظِ ایوب سے	سر کے کٹنے کا مزا یحییٰ سے پوچھ	لطفِ تنِ چرنیکا ذکرِ یاسے پوچھ
سر کے رکھ دینے کا نیچے تیغ کے	پوچھ اسماعیل سے کیا لطف ہے	آہ و زاری کا مزا آدم سے پوچھ	دردِ زہ کے لطف کو مریم سے پوچھ
جنگلوں میں ٹھوکر کی کھانیکا لطف	اور سپاہوں پہ مکرانیکا لطف	فرش سے تاعرش پھرنے کا مزا	پوچھ عیسیٰ اور موسیٰ اور احمد سے جا
زخمِ کھا خاک و خون میں ٹوٹ کر	جان دینا بے خطر بازو کی تر	پوچھ سب کا شہیدوں سے ذر	لذت و کیفیت و ذوقِ مزا

ہو کے بیجاں جاں فدا کر نیکا لطف	پوچھ جانبا زونے وہ مر نیکا لطف	پوچھ لے ہر تہم سے بستان میں جا	خاک میں ملنے سے کیا تم کو ملا
روشنی سے شمع کے جلنے کو پوچھ	شمع سے جاموم کے جلنے کو پوچھ	سیم وزر کے خاک میں رلنے کو پوچھ	کیمیا سے مس کے جاجلنے کو پوچھ
ابر سے رونے کو خور کے سوز کو	باغ و انمار جہاں سے پوچھ تو	گریہ ابر اور سوز آفتاب	باغ عالم اس سے ہے با آب مہتاب
گرمی دل چشم تر ہووے نہ گر	باغ جاں کس طرح ہو سیراب تر	عشق سے دل گرم کر اور دیدہ تر	گلشن جاناں ترا سو تازہ تر
عشق کی باتوں نے مجھ کو اے عزیز	کر دیا اب ایسا بے عقل و تمیز	سر بسر بکواسکی حالت میں چھوڑ	عشق مجھ کو لگیا کس طرف موڑ
عشق نے اکے کیا مجھ پر اثر	نقل سے ان کی ہوا میں پیچہ	ذکر ان کا بھولا ان کو دیکھ کر	جس طرح ہوا ہو پیش شیر نر
عشق کی باتوں کا سن کر شور غل	خواب غفلت سے گئی بس آنکھ ل	یاد آئی ہے مجھے جب انکی بات	یعنی فرماتے ہیں وہ یوں نیکذات
بہندوے شب کا جو گزرا حد سے جو	ترک خود اس کا ہوا قاتل بزر	الغرض کی رات اس طرح بسر	ہو گئی جب صبح ظاہر سر بسر
اٹھ دھنوک کے بصد عجز و نیاز	کی ادا جوں توں فجر کی میں نماز	صبح کا جسد ہوا روشن چراغ	نکلا جل بل گھر سے لے سینہ پہ داغ
چل کہیں موقوف ہو تا یہ ملال	گھر سے نکلا کر کے یہ دل میں خیال	چل کہیں ایسی جگہ تا ہووے کم	اضطرابی اور بیتابی و غم
آخر ش گھر سے نکل پھر نے لگا	در بدر صحرا بہ صحرا جا بہ جا	ماہ کی جوں کو بکولا گھر بہ گھر	شہر و جنگل میں کیا میں نے گذر
گندنا بازار میں ہو غم بسر	اور دل مضطر تھا چوں کوزہ میں نر	گر گیا گلشن میں جو گل کی کلی	مختی زیادہ اور دل کو بیکی
جو گیا صحرا میں تسکین کے لئے	اور اٹھے دل سے بگولے آگ کے	سیر دریا کی کہ کم ہوا اضطراب	جوش پر تھا اور بحر سوز و تاب
گر تسلی کو گیا اندر سپاہ طر	اور غم کا آٹھ اسر پر سپاہ طر	اور مزار اہل دل پر بھی گیا	پر ہوا برگز نہ عقدہ دل کا وا
جس جگہ جاتا تھا مثل آفتاب	تھا ترقی پر چلن اور اضطراب	آتش درد فراق بیدلاں	کب بچے بے آب وصل دلبراں
غنج دل کب کھلے عاشق کا یار	بے ہوائے وصل کب بار کلعذار	کب ہو کم ظلمت زدہ کا اضطراب	جب تلک دیکھے نہ روئے آفتاب
ہوئے بے گل کے بلبل کو قرار	باغ میں ہووے اگر چہ سو بہار	ہووے کب قمری کا کونہ غم دراز	گلشن و گلزار سے بے سرو و ناز
دیدہ حیراں نہ ہو کیوں اشکبار	بے نظارہ نر کس بیمار بار	جائے کب عاشق کے دل کا پیچاں	ہو نہ گزلف صغم کا سایہ یاب
ہو فغاں بیدل کے دل سے دور کب	تا نہ ہو دلبر سے اپنے لب بلب	لوٹنا موقوف عاشق کا نہ ہو	تا نہ وہ ہم بستر جانا نہ ہو
جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار	کب علاج اسکا ہو جز دیدار یار	الغرض تدبیر کیس میں سو ہزار	پر نہ آیا دل کو میرے کچھ قرار
مرض ہلک نے جو گھیر احان کو	دلیں آیا چل بیمارستان کو	کیونکہ ہوں میں بھی جو بس بیمار دل	دیکھ ہمدردوں کو نکلے کار دل
دیکھ کر ہمدرد وہم موضوعوں کا حال	ہو دل غمگین مرا شاید سجال	نقل ہے کھلتا ہے جب آپس میں دل	جبکہ دو دیوانے بیٹھیں ساتھ مل
جنس اپنی جنس سے ہوفضیاب	غیر جنسیت سے ہوا ندر عذاب	ہے مراد ہم جنس سے ہم جنس یار	جنس ظاہر کا نہیں کچھ اعتبار
آدمی ہم جنس ہیں صورت میں ایک	مختلف اوصاف رکھتے ہیں ولیک	جنس ظاہر کا جو ہوتا اعتبار	فرقے کیوں ہوتے بہتر آشکار
ہر گئے اوصاف جو سب رنگ رنگ	اسلئے ہے رات دن آپس میں جنگ	گر کریں اوصاف کو سنجھا	پھر ہے کا ہیکو ایسا اختلاف

<p>آنر ش دلیس یہ اپنے ٹھان کے جا کے داروغہ سے میں اس کے کہا تاکہ دیکھوں اپنے بیماروں کو ملک دیکھ کر پہلے تو بس تعظیم کی دیکھ کر احوال اہل ابتلا کوئی کوٹھے اور کراہتا ہے کوئی کوئی تڑپے ہے کوئی بے خواب میں سہو رہا ببل نمط نالایں کوئی کوئی پیکر داروئے تلخ فراق سینکتا ہے درد پہلو کو کوئی ہو تپ دلرزہ سے کوئی بیقرار ہو کے مرض لا دوا سے بے اماں دیکھ حال نیک ظاہر میں خراب</p>	<p>رجوع بقصہ و کیفیت بیمار خانہ مقولہ سری سقطی رحمہ اللہ با ادب اٹھ کر مجھے تسلیم کی غنجہ دل میرا کچھ بارے کھلا صبر کو اپنے بتاتا ہے کوئی کوئی حیران کوئی پیچ و تاب میں مثل بمل خاک میں غلطاں کوئی زندگی سے کرتا ہے کڑوا مذاق تابش دل سے دکھ آہوں کی روی پی رہا ہے شربت زار و نزار جاں بلب کوئی ہے کوئی نیم جاں ہو گیا موقوف میرا اضطراب بعد ازاں اسنے دیا جو درد کو کھول دیکھا ہر اک کو ہے کہ زار و نزار کوئی رونا ہے کوئی کرتا ہے آہ ہے کوئی گل کی طرح سے جامہ چاک کوئی رکھتا ہے بصد زار و نزار اشک سے دھوتا ہے کوئی ریش دل درد سر پہ کوئی بیتابی کا لیب کوئی پیمیش سے شکم کی ہوتاہ زندگی سے نا امید ہو کر بہوش غنجہ دل کھل گیا دیکھ ایک بار</p>	<p>در پہ جانکلا بیمارستان کے کھول در بیمار خانہ کا ذرا ہو تسلی دیکھ بیماروں کو ملک کھل گیا گویا درد دل بے غلول کوئی نالایں ہے کوئی ہے اشکبار کوئی کہتا ہے کہ ہوں با حق تباہ مثل قمری ہے کسی کے سر پہ خاک زخم دل پر مرہم تصویر یار کوئی بیتابی سے مارے دل پہ پل کرتا ہے پھرتا ہے بیصبری کا کھپ گویاں کھاتا ہے بیتابی کی آہ کوئی مسہل موت کا کرتا ہے نوش گلشن بیمار خانہ کی بہار</p>
--	--	--

ملاقات شدن سری سقطی از حضرت بی بی تحفہ و بیان حالت غلبہ عشق او قدس سرہا

<p>تھا اسی میں جو گئی اک سو نظر چہرہ اس کا ہے گویا شمع حرم چشم اسکی چشمہ ہے فتنہ کا باز بیٹھی ہے ایک طرف کو چوں شیرست قید میں بھی تھی یہ اس پر آب تاب دیکھ اسکے شعلہ رخ کی آب تاب دیکھ یہ الفت بھری صورت حبیب اور بندھے ہیں ہاتھ زنجیروں سے یوں دست بردل نغمہ خوش بر زبان</p>	<p>دیکھتا کیا ہوں کہ اک تنگ قمر قامت اسکا گلبن باغ حرم خال اسکا تخم شوق پاک باز دیکھ اسکو ہو گئے غم میرے پست کوہ کے اندر ہو جیسے لعل و تاب کھاتا تھا نار نظر سو پیچ و تاب ڈرتے ڈرتے میں ہوا اس کے قریب شاخ طوبی اسے ہی لپٹا سانپ جوں عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیان</p>	<p>تازہ و پاکیزہ رو صاحب تمیز زلف اسکی دام راہ سالکاں بیٹھا اسکا وہ باحن و وقار دیکھ کر کے حسن کی جس کے بہار تھی دو آنکھیں لگی چوں نش چراغ بوئے خوش اس سے مرے اندر داغ اور دو مضبوط نوپے کھڑے جگو جو دیکھا تو اسنے اس گھڑی روئی اور رو کر کے بھر کر آہ سرد</p>	<p>بالباس خوب وزیریا اک کنیز لعل لب اسکا ہے جلن تشنگاں چرخ کو دیتا ہے پھر نیسے قرار نرگس و آئینہ تھے حیران و زار ذوق مستی سے کہ تھے اندر دماغ پہنچی ادو دل ہو گیا بس باغ داغ مثل حلقہ ماہ پاؤں میں پڑے دی لگا آنکھوں سے شکون کی جھڑی چند شعر اسنے پڑھے با سوز و درد</p>
---	--	--	---

اسکے عشق اور ذوق مستی کا اثر ہے کسی فرزانہ کی دیوانہ یہ کیا خطا اس بیخطانے کی کہو کوئی بیماری نہیں ظاہر اسے ہو گیا اسکو جنوں تقدیر سے جملہ زنداں چونکہ در زنداں شونہر قید آب و گل میں آدم کو کیا بند ہو قطرہ صدف میں چند گاہ تخم کو ڈالیں زمیں کی قید میں حرص جو قید قناعت میں ہو بند بخل کو اندر سخاوت کے چھپا بند یا درگ میں کر طول امل کر تو واضح میں تکبر کو تو بند عشق حق میں بند کر تو جب غیر کر خودی کو تو خدا میں محو نیک تاکہ ہوان کو بایں قید نکول بند کر کے تاکریں اسکا علاج جو یہ داروغہ سے لونڈی نے سنا اے مسلمانوں نہیں مجنوں میں سکے اس سے ظاہری یہود قال نقل ہے جاتے تھے موسیٰ طور پر کر رہا تھا یوں بصدر زاری واد ہے کہاں تو جلوہ کرتلا مجھے رات دن میں تیری خدمت میں رہوں تیل ڈالوں سر میں اور کنگھی کروں	پڑتا تھا دل پر مرے جوں تابخو رہے شہد ہے عاشق جانا نہ یہ قید میں ڈالا ہے اس یوسف کو جو ہے بھلی چنگی کہو کیوں بند ہے اسلئے یہ بند ہے زنجیر سے متقی و زاہد و حق خواں شونہر جو ہر انسان حب ظاہر ہوا تب وہ موتی ہوئے باخوبی جاہ تاکہ اس سے پھول پھل حاصل کریں ہو غنا قلبی وہی اے ارجمند تاحیب اللہ ہو تو بر ملا تار ہے اکدم نہ تو بے نیک عمل تاکہ حق مرتبہ تیرا بلند تار ہو باغ وصل حق میں تجکو میر تاکہ معلوم ہو نہیں جز ذات ایک گوہر مقصد زر مقصد حصول تاصحت پر ہو دے تک اسکا مزاج روپڑی اکبار اور سر کو دھنا اپنے دلبر کی ہوں پر مغنون میں ہو گئے غصہ نہ دیکھا دلکا حال	تاش گری دل سے اس کے میں پوچھا داروغہ سے میں اس گھر کی جا کیوں کیا زنجیر و طوق اس شاہ کو بولا داروغہ یہ سکر اے عزیز اس کے مالک نے کیا بند اسلئے طفل نادان کو کریں مکتب میں بند نطفہ زنداں رحم میں جب ہو بند کان میں جب قید ہو دیں زرد سیم نفس سگ زنجیر تقویٰ میں ہو قید طمع کو محو توکل کر شتاب بولنے کو بند چپ رہنے میں کر حکم میں حق کے چھپا تو عجب کو کوریا کو محو تو اخلاص میں کو صفات حق میں کم اپنے صفات اسلئے درویش فقر اہوش مند اسکے مالک نے بھی اس امید میں ہو دے شاید عقل و ہوش اسکا بجا دردناک اک کھینچ کر کے دل سے آہ سمجھو تم موسیٰ کا چروالہ مجھے یونہی جکجو بھی دیوانی جان کر	جانا یہ اتنی جو ہے بے صبر و حسیں کیوں کیا ہے قید میں یہ دلربا ابر میں کیسے چھپا یا ماہ کو تھی یہ ایک مولیٰ کی شالستہ کنیز تاکہ شاید عقل و ہوش آجائے عالم و دانا ہوتا اور ہو شمنہر شکل انسان تب ہو خوب اور دلپسند پاویں جب قیمت گراں رونق عظیم آہو عرفاں کو جب کرنا ہے قید تاجیب اللہ کا پاوے خطاب ہم کلام حق سے ہوتا تا اے پسر ظاہر و باطن ترا تا ایک ہو تا ہو حق کے بندگان خاص میں ۱۳۳ ماسوا سے پاوے تو تاکہ نجات چلہ عزت میں ہو دیں آپ بند اس کنیز کو کیا ہے قید میں تانفع لے اس سے وہ بے انتہا بولی میں ہوں اے عزیز و بے گناہ جس کے دل سے پیغمبر موسیٰ رہے کر دیا قید اور نہ لی دلی خبر ایک چرواہا پڑا رہ میں نظر اے رحیم والے کریم والے الہ تاکروں قرباں تری خدمت میں جاں اور اچھے کپڑے پہناؤں تجھے اور کھلاؤں ہر طرح کی نعمتیں
---	---	---	---

تمثیل بیان چرواہہ موسیٰ علیہ السلام

تیری دوری نے دیا تڑپا مجھے ایک دم غمگین تجھے ہونے نہ دوں چیل میں تیرے پیچھے سیوں ہے بنا کس جاتو اے جان جہاں خوش سائل مل کے نہلاؤں تجھے ٹھونڈ کپڑوں کی تری ماروں جوئی

سہو اگر بیمار تو اے کردگار	جان دل سے ہوں ترا میں غمگسار	ہو چو کچھ تکلیف اور زحمت تجھے	گر کے خدمت خوب دوں راحت تجھے
پاؤں دباؤں اور چوموں ہاتھ کو	اور کروں سونیکو بسترات کو	اے مرے رب جان مری تجھ پر فدا	اور سب اولاد گھر بار مرا
ہے کہاں تو ناتری خدمت کروں	سیئوں کپڑے تیرے اور بچہ کروں	دیکھ پاؤں میں ترے گھر کو اگر	دودھ گھی لاؤں ترے شام و سحر
مروغنی روٹی پکا کر اور کھیسر	اور بہت لہسی دہی مسکہ پنیر	لاؤں میں تیار کر آگے ترے	روز ہو کھانا ترا گھر سے مرے
اور کاہر گز نہ کھانے دوں طعام	اپنے ہی گھر سے کھلاؤں میں مرام	رنج و غم ہر گز تجھے ہونے نہ دوں	تیری راحت کے لئے محنت بھروں
تیری خدمت سے نہ ہو فرصت تجھے	میرے خدمت سے ہونے نہ دے راحت تجھے	اے خدا تجھ پر ہو قرباں میرے بجاں	اور سب بکریاں اور خانماں
اس طرح بیہودہ کہتا تھا شبسان	پوچھا چروالہ سے موسیٰ نے کہاں	کس کو کہتا ہے یہ تو مجھ کو بتا	بولادہ جس نے مجھے پیدا کیا
اویکے جس نے زمین و آسماں	عرش و کرسی دوزخ و جنت عیاں	اور کئے جن و بشر اور درجہاں	ہے اسی سے عرض یہ میری بجاں
بولے موسیٰ بائے تو نے کیا کیا	ہو گیا کافر مسلمان کب رہا	ہے یہ کیا بیہودہ ہزبان کفر و جہل	بند کر مجھ کو سمجھ اسکو نہ سہل
اس ترے کہنے سے اے بیہودہ گو	ہو گئی عالم میں ظلمت چار سو	کفر سے تیرے ہوا عالم سیاہ	کفر نے تیرے کیا دیں کو تباہ
کھانا پینا پھر نہ تیرا ہے کام	اور یہ کب خوشید کو زبیا ہے کام	گر نہ رو کا اس سخن سے خلق کو	آگ آکر بھیوند کی خلق کو
گر کہے تو جرم کرتے ہیں سبھی	آگ آتی ہے نہ جلتا ہے کوئی	گر نہ آئی آگ کیسا ہے دھواں	ہو گیا کیوں دل سیاہ مرد دریاں
جو تو جانے ہے کہ حاکم ہے خدا	پھر یہ گستاخی ہے کب تجھ کو روا	دوستی بے عقل کی ہے دشمنی	ہے خدا پاک ایسی خدمت سے غنی
کس سے یہ کہتا ہے کیا خالو سے تو	یا کہ باپ اپنے سے یا عمو سے تو	جسم تن حاجات بشری تو قرار	دیتا ہے اندر صفات کردگار
کھانا وہ کھائے جو رکھتا ہو شکم	کپڑا وہ پہنے کے ہو جس کے جسم	وہ پئے شیر ہو جسے نشو و نما	چلیں پہنے جو کے ہو محتاج پا
وہ منترہ ذات حق دانا ہے راز	پاک ہے ہر چیز سے اور بے نیاز	بلکہ جو بندہ فنا فی الذات ہو	صفت اسکی صفت حق میں بات ہو
اسکے حق میں بھی نہیں کہنی روا	اس طرح کی گفتگوئے نامسرا	نے کہ در حق جناب کبریا	بے بدل بے مثل بیچون و چرا
اولیا کو کہنا ہے ادبی کی بات	دل کو کرتی ہے سیاہ اور جان کو مٹا	گر کہے اک مرد کو تو فاطمہ	گر چہ ہیں ایک جنس مرد و زن ہمہ
وہ کریگا قصد تیرے قتل کا	گر چہ ہو خوشنحو حلیم و پارسا	فاطمہ ہے عورتوں کے حق میں مدح	مرد کو بولے تو وہ ہو رنج و قدح
بانٹھو یا میں تمکو آسائش تمام	اور خدا کے حق میں آلائش تمام	لم یلد لم یولد اسکی ہے سزا	ہے وہ خالق والد و مولود کا
ہے وہ پیدائش کہ آیا جسم جو	جو ہوا پیدا ہے اس عالم سے دُ	کیونکہ جو اس عالم فانی سے ہے	خلق ہے اور خالق اسکو چاہئے
بولا چروالہ کہ تم نے یا نبیؐ	سی دیا منہ میرا لب پر مہر کی	اور پشیمانی کی آتش سے بھلا	جان و دل میرا دیا تم نے جلا
کہہ کہ یہ اور بھر کے دل سے بیک آہ	پھٹ کر کپڑے یا جنگل کی راہ	بیخود و سرمست با آہ و فغاں	نالہ و ناری ہوا کرتا رواں
آئی موسیٰؑ کی طرف وحی خدا	میرے ملنے کے لئے آیا تھا تو	میرے بندے کو کیا مجھ سے جدا	یا جدائی ڈالنے آیا تھا تو
عقاب الہی بر موسیٰ علیہ السلام در مقدمہ حیرت والہ			

ہو سکے جتنگ نہ لے نام فراق	رکھتا ہوں مکروہ میں لفظ طلاق	ہر کسی میں سیرت اک رکھی ہے میں	ہر کسی کو اصطلاح بخشی ہے میں
ہندیوں کی اصطلاح ہندو مرج	سندیوں کی اصطلاح سندو مرج	معنی دو ہوں اور ہووے بات ایک	ہو ترے حق میں بری اور اسکو نیک
حق میں اسکے مدح تیری حق میں ذم	حق میں اسکے مدح تیری حق میں سم	حق میں اسکے نور تیرے حق میں نار	حق میں اسکے پھول تیرے حق میں خار
حق میں اسکے نیک تیرے حق میں بد	حق میں اسکے خوب تیرے حق میں رد	پس بری ہے پاک ناپاکی سے ہم	اور اگر انجانی و چالاکی سے ہم
نے کیا میں حکم تالوں فائدہ	بلکہ سو بخشش کروں بندوں پہ تا	انکے کب تسبیح سے کچھ ہوں میں پاک	بلکہ وہ خود آپ ہو جائیں پاک
میں نہ کیوں کھولوں تران کئے قفل کو	دیکھتا ہوں اسکے دل اور حال کو	دیکھتا ہوں دلکا میں سوز و گداز	لفظ بیجا سے زبان ہو گر چہ باز
ہو زبان یاد دل حقیقت یا مجاز	چاہتا ہوں سب میں سوز و گداز	دل میں اپنے عشق کی آتش لگا	سر بسر فکر عبادت کو جلا
موسیا آداب والے اور ہیں	اور سوز و تاب والے اور ہیں	سوز و غم میں کرتے ہیں عشاق راج	کان ویراں پر نہیں عشق و خراج
گر گناہ ان سے ہوت عاصی کہو	جو ہوا پر خوں شہدا اسکو نہ دو	ہے وہ خون پانی سے افضل بے شبہ	سونو لبوں سے ہے بہتر یہ کہنہ
گم ہو دسم قبلہ جب کعبہ میں ہو	پا برسنہ غم ہے کیا خواص کو	ارہری مت ڈھونڈ رہے مستونے تو	جامہ چاکوں کو نہ کرو اتور فو

عذر نمودن موسیٰ علیہ السلام بخدمت شبان یعنی چروالہ

متر وہ دیکر اس سے موٹی نے کہا	ہو گیا ہے تجھ کو اب حکم خدا	کھول تو اپنی زبان کو بر ملا	عاشقان را مذہب و ملت جدا
جو ترادل سوختہ چاہے وہ کہہ	کہو ترادین ہے اور دین نور جان	تیری برکت سے ہے عالم میں لال	پچھے چروالہ کے دوڑے بر ملا
بے محابہ تو زبان کو کھول جا	بولائے موسیٰ نہیں میں وہ رہا	ہو گیا کچھ اور حال عالی مرا	تا وہ سرگشتہ کہیں شاید ملے
اگر گیا وہ عرش سے اوپر پرے	پا گیا میں گوگو کی بات کو	آفرین تجھ کو ہو تیری بات کو	کھول تو اپنی زبان کو بر ملا
شہد و جدت نے کئے ہیں بند لب	حاکم و میرے کہاں پہنچے کلام	اس سے چپ رہنا ہے بہتر والسلام	تیرے چروالہ کے دوڑے بر ملا

رجوع بقصہ مقولہ حضرت بی بی تحفہ مغنیہ و بیان زور شور و غلبہ عشق حضرت تحفہ

قدس سرہا

گرچہ بھیدا پنا نہ کہنے دے ہے عشق	گرچہ بھید اس کا بنائیں مردماں	نیک کب غلاموش نہ دے ہے عشق	نیک کب غلاموش نہ دے ہے عشق
ہو سکے کب بند عاشق کی زبان	کر دیا جنوں سچے کر مجھ کو قید	کس طرح ہوں عام پھر ہمراز عشق	کس طرح ہوں عام پھر ہمراز عشق
بے کئے معلوم میرے دل کا بھید	سب سے غفل اس سے پر آگاہ ہوں	لیک ہو نہیں اپنے مستانہ کی مست	لیک ہو نہیں اپنے مستانہ کی مست
رہزنی سے عشق کی گمراہ ہوں	وہ ہی بر لاتا ہے اب مجھ سے خروش	مست ہے مستی سے جسکی یہ شراب	مست ہے مستی سے جسکی یہ شراب
لیگیا ہے وہی میرا عقل و ہوش		شمع روئے یار کی پروانی آہ	شمع روئے یار کی پروانی آہ

مست ہوں پردل مرا ہشیار ہے	جان آسودہ مگر تن خوار ہے	ہو گیا البتہ یہ مجھ سے گناہ	جان کی خاطر کیا تن کو تباہ
ہے گناہ بس یہ کہ میں رکھتی ہوں چاہ	غیر خوبی کیا ہے یوسف کا گناہ	گر گناہ ہے تو یہ ہو مجھ پر گناہ	اپنے اس محبوب کی رکھتی ہوں چاہ
عشق نے اسکے کیا جو جان میں گھر	تن بدن سے ہو گئی ہوں بیخبر	شمع رو کا اسکا جب آتا ہے دھیان	اندر اندر جلتی ہوں پروانہ ساں
آتا ہے جب زلف دل سر کا خیال	نوحہ جی ہوں اس لئے میں سر کمال	جبکہ یاد آتی ہے پیشانی پار	پھوڑتی ہوں سر کو دیواروں سے مار
چہرہ گلگون کا اسکے کر خیال	میں طمانچوں سکروں ہوں منہ کو لال	خنجر ابرو کو اس کے یاد کر	کرتی ہوں قربان اسپہ اپنا سر
یاد کر وہ خال روئے گلغزار	داغ دل سے ہوتی ہوں باغ و بہار	چشم میگوں اسکی جب یاد آگئیں	جھٹ مری آنکھیں وہیں پتھر آگئیں
نوک مرگاں کا خیال ہوا کبے جب	سینہ چین چین کمر اچلتی ہو سب	یار کے شیریں دہن کو یاد کر	نون چہرہ کوں ہوں جگر کے زخم پر
یاد آویں جب در دندان یار	گو ہر اشک سپہ کرتی ہوں نثار	ہو لب شیریں کا اسکے دھیان جب	تشنگی سے چاٹتی ہوں اپنے لب
یاد کر کے قدر و قامت یار کا	کرتی ہوں شور قیامت کو بپا	یاد کر کے دلبری کی چال ڈھال	خاک میں ہوتی ہوں کیا کیا پائمال
دور سا غر باد کر کے یار کا	زہر کیسے گھونٹ بھر لیتی ہوں آہ	کر لباس و پیرہن کا اسکے دھیان	کرتی ہوں دامان گریبان دھجیاں
یاد آوے جب سراپائے صہم	جلتی ہوں حسرت سے سر سے تا قدم	یار کی بہم ستری کو یاد کر	لوٹتی ہوں جیسے بسمل خاک پر
کرد دندان لب خنداں کو یاد	کاہ روتی ہوں کبھی نہنتی ہوں شلو	جانتی ہے خلق دیوانی مجھے	عقل سے یکلفت بیگانی مجھے
کوئی کہتا ہے اسے آسیب ہے	کوئی کہتا ہے جنوں لاریب ہے	حال زار من نمی داند کسے	ہستم اندر آتش غم چوں جسے
حال سے میرے کوئی واقف نہیں	ہوں میں اندر آگ کے جیسے رسی	ہے مری ایسی مثال اے مرد نیک	ناک والا ہو کئی ٹکٹوں میں ایک
اسکو سب نگو بنادیں سر بسر	عقل و ہوش اسکا اڑا دیں سر بسر	گرچہ اپنے کام میں عاقل ہوں نہیں	خلق کے نزدیک پر جاہل ہوں نہیں
جس سے میں کہتی ہوں اپنا درد و غم	سکے ہنس دیتا ہے جگو بیک قلم	نے مرا غخور نے مونس کوئی	کوئی دیوانی کہے بے حس کوئی
ہر کسے از غل خود شد یار من	وزدروں من نجست اسرار من	اپنی اپنی بوجھ کے سب یار ہیں	کب یہ میرے واقف اسرار ہیں
جسمیں سمجھے ہیں یہ میرا فائدہ	ہے حقیقت میں وہی بس مفسدہ	اور جسے جانیں کہ ہے اسمیں فساد	ہے وہی حق میں مرے انصاف و داد
درد کا میرے نہیں کرتے علاج	کرتے ہیں وہ جس سے اور کڑے داغ	بند کرنا کب ہے وحشت کا علاج	وحشیوں کا ہو فقط صحرا علاج
جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار	کب علاج اسکا ہو جزو دیدار یار	ہے کہیں ایسا کہیں زیر فلک	جائے مرہم زخم پر چہرہ کہیں نمک
ہے یہ کس حکمت میں در مان بخار	دیں ٹھنڈائی کی جگہ دازوئے حار	نشدگی بھینکا کا کیا یہ بھی ہے راہ	جائے شربت زہر دے پیاسے کو آہ
ہے کوئی آتش بیکانیا یہ کھیل	اڑے پانی کی جگہ جلتے یہ تیل	ہے مروت یہ کہیں تم نے سنی	دوستی کی جا کر ہے جو دشمنی

سہ مراد صفت معبودیت حق است و مراد تجلیات سورجی کہ ساک از کیفیت آن طلاع می شود مراد تجلیات کہ در میخوردی و خواب می شوند ۱۲ مراد صفت بصیری لک قالی نظر و عنایت رلا لبان خود مراد اشارت الہی باقی صفیہ آئندہ پر

چاہتے ہیں در عشق اس سے ہو دور مائدہ راحت ہے مجھ کو اس کا غم عشق جان محرم ہے میرے جان کا پوچھ درد عشق سے جو جام دل میں نہیں مجنون ہوں بس ہوشیار میں مسخر میری عقل و فہم عام شیخ نے جو کلمہ تحفہ سنے دل جلاسن گفت دل آویز کو یوں کہا اے شیخ جان کھونا ترا اس گھڑی کیا حال ہو تیرا بتا اس کے صفو نیر ہو جب عالم فنا اسکے اوپر کہتی ہوں میں ایک مثال نقل ہے لڑکا تھا اک درویش کے	اور ہے میری زندگی امیں ضرور مونس و حشت ہے مجھ کو اس کا غم رخم غم مرہم ہے میری جان کا ہے تڑپنا لوٹنا آرام دل آہنا ہے طعنہ جلیسے مجھ کو عار اور جنوں میرا ہے اک ادنی غلام عشق کے دل میں درد تحفہ چنے دی اجازت اشک کو ہر زیر کو اُسکے صفو نیر ہے یہ رونا ترا تو رہے یا عقل منہش تیرا بجا عاشق حق کیوں نہ ہو ہر دم فنا	درد جانان سطرچ چھوڑوں بھلا درد کی میرے دوا ہے اسکا درد عشق کی آتش ہے ٹھنڈک جانکی گرچہ اکھوں میں ہے زخم انتظار پیش اہل عقل فرزانہ ہوں میں ماندم در قید زنجیر جنون درد کی سن گفتگو عشق کر گئے تحفہ نے سوز نہانی شیخ کی اسکو بیچا نے اگر تو نیک بخت گر بہ بینی یک نفس حسن و دود جان و دل ہی جب مجازی عشق تہی	زندگی سے کیسے منہ موڑوں بھلا اور تب بچراں کی دار و آہ سرد دائمی سوزش ہے ٹھنڈک جان کی دھوٹی ہوں اسکو نئے اسکو بار بار جاہلوں کے آگے دیوانہ ہونمیں بہ کہ باشم اہل عقل و دوفنون جان و دل اندوہ غم سے بھر گئے دیکھ کردہ اشک رانی شیخ کی یعنی ہے جیسا کہ حق معرفت اندرا آتش افگنی جان و وجود کیوں نہ ہوں قربان حقیقی عشق میں تاکہ ہو معلوم جان بازی کا حال جو بصورت پاک طینت نیک ہے
--	--	---	--

حکایت بطریق تمثیل

خوبی عالم تھا جسم اور دل تھا وہ تھا بڑھلا بن و زکا میں سب ہی وہ آشیانہ طائر انظار کا ایک دم رہنا نہ بے ابن امیر آخر اس بڑکے کو مغس جان کر صحبت اسکی میرزا دے کو مضطر اٹھ گیا مکتب سے وہ خستہ جگر کھا گیا تھا میرزا دے کا فراق خون دل پیتا تھا اور دنا تھا وہ	حسن کا اس کے کرومیں کیا بیاں میر کا لڑکا جو بڑھتا تھا وہاں ہو گئی ناگاہ الفت درمیاں کھا گیا اک روز امیر بیوقوفی حکم اٹھا دینے کا اس کے دیر یا الغرض اسناد نے مجبور ہو پھر سنا تھوڑے دنوں کے بعد یوں آتش فرقت میں اسکے روز و شب کھانے پینے نے دیا اسکو جواب	تھا گویا اک حق کی رحمت کا نشان شکل صورت میں تھا یکتائے زماں میر کے بڑکے کی اور اسکی بجاں اگیا مکتب میں حسب اتفاق اور عالم سے یہ مضمون کہہ دیا جا کہ اور ویش کے فرزند کو ہے وہ لڑکا سخت بیمار و زبون جلتا بھٹتا تھا بصدر رخ و تعب خواب و راحت نے کیا آرام خواب
--	--	---

(صوفیہ کے آگے) بواسطہ وحی یا بواسطہ الہام باشد ۱۲۷ھ دہن مراد صفت متعلی و اشارت الہی است ۱۲۷ھ مراد صفت مہودیت و سزاور پرستی

سے مراد جذبہ او معشوق عاشق ۱۲۷ھ ہر چیز کہ در ان چیز مشاہدہ انوار غیبی و اور اک معانی کی کشند ۱۲۷ھ مراد جامع جمیع اعاد و صفات ۱۲۷ھ

بھوک زیادہ ہو تو کھال کے کباب	پس اس غالب ہو تو دے اکھوں سے شراب	نے کبھی ہنستا نہ کرنا بول چال	غم کے کوئی نہیں پڑا رہتا بڑھال
حاکم اس کے کوئی اگر پوچھتا	ہنس کے رو دیتا نہ تھا کچھ بولتا	اندر اندر رکھا کے رنج یا سخت	رفتہ رفتہ ہو گیا بیمار سخت
میر کے بڑے کو جب پہنچی خبر	اسکی بیماری کی پھر توجہ تر	جھٹ بلا کر ایک خدمتگار کو	یوں کہا جا پوچھ اس بیمار کو
جامری جانب سے یوں اکبار کہہ	کیا ہے بیماری تجھے اے یار کہہ	آ کے خدمتگار نے بعد از سلام	میر کے بڑے کا پہنچایا پیام
یوں جواب اس سوختہ جان نے دیا	تیری الفت میں مراد مل پھنس گیا	تیری فرقت میں ہوا بیمار میں	اب کوئی دم کاہوں جہاں یار میں
جان لے القصہ میرا بیگماں	جسم تڑپے ہے سیاں اور جان دہاں	ٹوٹ کر کے میر زادے کا غلام	آیا اور بیمار کا لایا پیام
میر کا بڑا یہ سن کر ناز سے	بول اٹھا کیا جانے کس انداز سے	یعنی نوکر کو کہا جا جلد تر	کہدے اس دلدادہ سے اس طور پر
گھر تراد مل جھپ یوں مائل ہے اب	بھیٹے میں کون چیز حائل ہے اب	دل ترار رہتا ہے گر مجھ بن ادا اس	بھیجتا کیوں نہیں دل میرے پاس
جا کے نوکر نے پیام جاں فزا	میر کے بڑے کا عاشق سے کہا	سن کے عاشق نے پیام دریا	ٹھہر دروازہ پہ نوکر کو کہا
بعد لمحہ بے طلب تو گھر میں آ	اور طبق پوشیدہ لیجانا اٹھا	وہ طبق سر بستہ لیجا کر ضرور	جلد رکھنا میر زادے کے حضور
بعد اک ساعت کے نوکر میر کا	حسب فرمودہ پسر اندر گیا	جا کے دیکھا ہے طبق رکھا ڈھکا	اور زمین پر اک طرف بڑکا پڑا
ہے طبق رکھا ڈھکا اوپر رو مال	اور زمین پر ہے پڑا وہ نونہال	وہ طباق اسما سے جلدی سے اٹھا	میر کے بڑے کجا آگے دھرا
اور کہا سب اس سے جا کر ماجرا	میر کے بڑے نے پھر سنکر ذرا	اس طبق کو دیکھا جو رد مال اٹھا	دل تڑپتا پایا اس میں بر ملا
دیکھتے ہی اک لگی سینہ پہ چوٹ	ہو گیا اسکا بھی دل بس بوٹ بوٹ	وہ تو دل کو دیکے راحت پا گیا	دل کو اس کے بھی مگر تڑپا گیا
دیکے دل آرام اس کو سہ گیا	جب گیا پہلو سے دشمن ہو گیا	پھر کہا خادم کو جلدی دوڑ کر	جا کے اس جانبازی لا تو خبر
سننے ہی خادم گیا واں جلد تر	اور اس جاندارہ کی لایا خبر	یعنی وہ دلدادہ بڑا مر گیا	جاگو جاناں پہ قرباں کر گیا
رکھ کے سر زانو پہ بیدم ہو گیا	سانپ کے کاٹیکے جوں چپ سو گیا	عشق اپنا کام کر کے چل گیا	گلبن نور نے گل میں مل گیا
ہو گیا وہ جاں بحق تسلیم آہ	سکے اسکی بھی ہوئی حالت تباہ	اپنے کہنے سے پشیمان ہو کے وہ	ہو گیا بیہوش بس رو رو کے وہ
فائدہ کیا اس پشیمانی سے اب	چل گیا جب زیر ہٹ سکتا ہے کب	عاشق صادق تھا اور اہل کمال	دید یا دلبر کو جو دل بے ملال
لیکے مسکین نے اشارہ در با	دید یا دل کر کے پہلو سے جدا	اک اشارے میں دیدا دل بخیل	کر گیا اس شعر پر گو یا عمل
دل دیا لاکھوں خریدے ہننے دماغ	اک کلی دیکر بیا پھلوں کا باغ	جبکہ ہو عاشق مجازی کا یہ حال	کیوں نہ مٹ جاں عاشقان فوج لال
خلق دے مخلوق پر جان بے عنا	عشق خالق میں نہ ہو کیونکر فنا	عشق مولیٰ کچھ نہیں لیلیٰ سے کم	کیوں نہ ہوں مجنوں میں اس پر یک قلم
شمع پر پروانہ ہو جل کر فنا	عاشقان حق نہ ہو کیونکر فنا	حسن یوسف پر زناں مصر مست	ہو کے کاٹیں جائے یوں اپنے دست
حسن یوسف عکس حسن حق ہے یار	حسن حق پر کیوں نہ ہو عاشق نثار	عاشقان صورت و ہم و خیال	کب ہوں مثل عاشقان ذوالجلال
گوی شو میگردی پہلوئے صدق	غلط غلطان و زخم چوگان عشق	عشق حق میں تو جو دے اک جاگو	پاؤے بدلا دس سے لیکر سات سو

عشق بنود عاقبت ننگے بود آہ بھر کر رہ گئی خاموش ہو بولی لبیک اے سرتی با تمیز مجھ کو جانے ہے کہاں سے توتا	حضرت تحفہ بغم پر سینہ چاک بعد ساعت کے جو آیا اسکو ہوش یوں کہا پھر شیخ نے اے با ادب بولی جیسے دوست کو جانا ہے ہیں	کہہ چکی جب یہ حکایت دردناک پھر وہی نعرہ تھا اور جوش و خروش کیا مرا جانے ہے تو نام و لقب اس سے اس کو خوب پہچانا ہے میں
پر تبا ہے کون تیرا ماہرو کوئسے مطلوب کی شائق ہے تو ہے تو کس تیرنگہ کی دوختہ عشق میں کس ماہ کے ہے تو ملال	کر ذرا روشن ترا ہے کون ماہ کوئسے دلدار پر ماں ہے تو ہے تو کس شیریں دہن کی تشنہ لب ہیچ میں آئی ہے کس کاکل کے تو	ہے نہ کوئی بھید اب مجھ سے نہاں کوئسے بت نے تری ماری ہے راہ کسکی تیغ ابرو کی کمال گہاں ہے تو ہے تو کس چاہ ذوق میں غرق اب
گیند کی جوں ہے جو غلطان ہر گھڑی کون سے شمشاد کی قمری ہے تو کون سے آزاد کی قیدی ہے تو کون ہے محبوب تیرا گل بنسا	بیان کردن بی بی تحفہ معشوق و محبوب خود را کہ محبوب من معبود برحق و قادر مطلق است	۱۹ حرف دو سے دونوں عالم کا ظہور یاد میں اپنے بہر موی مجھ نور عرفاں سے مراد لب بھر دیا
خالق کو نہیں پر عاشق ہوں نہیں دل دہندہ ہی کی دلبر وہ ہوں نہیں ہوں دہندہ آبرو کی اشک ریز اپنے اسپر آب سرد گل ہوں میں	مالک دارین کی شائق ہوں نہیں اپنے اسجاں بخش کی مردہ ہوں نہیں اپنے عزت بخش کی ہوں خاک بیز گاہ قمری اور گہے بلبل ہوں نہیں	آپ کو چھوڑ گئی مل اس کو میں کیا ہستی میں ہے وہ جلوہ نما اپنی شادی پر ہوں غم اندوختہ جسکی پاکی بولتی ہے خلق سب
ہے وہی معبود برحق میرا دوست ہے مرا محبوب و محبوب جسکی وحدت کی ہے کثرت جلوہ گاہ ہے وہی معبود برحق میرا دوست	ذات برحق بادشاہ بیدل ہے مرا محبوب دو عالم کا رب ہے وہی معبود برحق میرا دوست ہے مرا معشوق وہ بیشیہ شک	فرد مطلق لایزال و لم یزل جان عالم جانوں روح جہاں عشق میں جسکے ہے سرگرداں فلک آدم و جن و ملک حور و قصور
ہے اسی کی پرتوہ کا سب ظہور فرش تے عرش موجودات مست ہے وہی دلبر مرادہ ہی حبیب حسن محبوبان عالم سر بسر	ہے وہی معبود برحق میرا دوست ہے مرا معشوق وہ بیشیہ شک ہے نشہ میں جسکی عبدیت کے چور ہے وہی دلبر مرادہ ہی حبیب	اور سوا اسکے نہیں کوئی حبیب عکس جس حق ہے یوں خود تنگ پر

جس براندرودہ ہے یہ خوبی خلق	عکس مجبوی ہے مجبوی خلق	اگر کیا جیب زر ہوئی ظاہر مسمی	اسکے عاشق پر جب آتی ہے مسمی
سایہ اپنے اصل کو جب چل گیا	خالکین عشق مجازی رل گیا	ہو دے گر عاشق مجازی کو کچھ نقل	ساتھ اس سایہ کے کرتا ہے نقل
سایہ تو جا اصل میں اپنے ملا	عشق حقیقی اسکو حاصل ہو گیا	جب حقیقت دیکھ لی اندر مجاز	تب حقیقی عشق میں کرتا ترک و تاز
یعنی جب معشوق اسکا مر گیا	بے وفائی اپنی ظاہر کر گیا	ہو گئی باہر بدن سے روح جب	ہو گیا عشق مجازی سرد سب
چشم و گوش و حیرہ سب موجود ہے	عشق تھا جسپر کہو وہ کیا نخی شے	پرتوہ حسن حقیقی کا وہ محض	جس پر یہ عاشق ہوا تھا مبتلا
پرتوہ حب اصل کو اپنے گیا	رہ گیا عاشق بچارہ دیکھنا	کھل گئی جیب آنکھ تب فریاد کی	عشق ناقص میں عمر برباد کی
اصل اور سایہ میں سمجھا کچھ نہ فرق	چھوڑ دیا کو ہوا قطرہ میں غرق	دیکھ کر کے عکس خود دیوار پر	غش کیا اور کی نہ سورج پر نظر
آئینہ میں دیکھ کر عکس حبیب	اصل صورت سے رہا تھا بے نصیب	جب خیال ماسوا باطل ہوا	عشق حقیقی تب اسے حاصل ہوا
عشق بر مردہ نباشد پائدار	عشق را بر جی و بر قیوم دار	عشق زندہ در روان و در بصر	میشود ہر دم ز غمچہ تازہ تر
عشق مردہ پر نہیں ہے پائدار	زندہ اور قائم کا کر عشق اختیار	عشق زندہ کا ہو ہر دم تازہ تر	دل میں اور آنکھوں میں با صد کد و فر
ماسوا حق کے جو کچھ موجود ہے	شکل ہستی ہے ولے نابود ہے	بند کر آنکھوں کو کردل سے نظر	ہے وہی محبوب ہر جا جلوہ گر
غیری کب ہے وہ ہے موجود یار	اول و آخر نہاں و آشکار	ہے حقیقت میں نہیں جز ذات ایک	دو نظر آتے ہیں احوال کو ولیک
۲۰ احوال کو دور کر کے کر نظر	ہے وہی نور شید ہر جا جلوہ گر	ہیں اسی دریا کی سب موجیں ضرور	گر چہ رنگارنگ ہے ان کا ظہور
شمع گر لاکھوں بجھے آویں نظر	ایک ہی جب نور پر جاوے نظر	ہے ہزاروں آئینوں میں شکل ایک	عقل اس کثرت سے حیراں ہے ولیک
آئینوں کو دیکھ کر کے رنگ رنگ	عقل جزوی اس کثرت سے ہے رنگ	پوچھے آئینوں کی کثرت سے تو گر	حق کے اسماء و صفات ہیں جلوہ گر
دس عدد ہوں یا ہزار ہوں یا لکھ سو	ہر اک ان کا ایک سے خالی نہو	وہ نہیں جمیں نہیں وہ جمیں ہو	وہ بھی ہے ناجیز اے اعداد جو
یہ نہیں ہے وہ نہیں ہے میں نہ تو	ہے وہی نور منورہ چار سو	ذرہ کہ دو نہ پڑھ اور دو نہ جان	جان اسمیں آپکو نحو نہاں
اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا نہیں	ہے وہی بہتر کچپ رہتا ہو نہیں	ہے ہمارے وحدت اب پر واز پر	آوے کب دامن سخن میں اے پدر
قطرہ میں دریا سماوے کس طرح	ذرہ میں خورشید آوے کس طرح	باد اندر مشک آسکتی ہے کب	آگ پنبہ میں سما سکتی ہے کب
کوہ کو کیونکر اٹھاوے برگ کاہ			
شیخ سری یہ سخن تحفہ سے سن			
سنکے اس سے بیدل میٹھے کلام			
یوں کہا قیدی تجھے کس نے کیا			
بعد ازاں اک ادھر کو گر پڑی			
دیکھ اس کی حالت مضطرب کو شیخ			
رجوع بقصہ			
قند و حدت سے ہوئے شیریں کام	کر کے اس سے گھر معنی بگوئی	جاہلوں نے کر کے باہم مشورہ	شربت توحید کو بس کر کے نوش
روٹی اور رکھ ہاتھ یہ دلپر کہا	شیخ نے جانا گئی اس گھڑی	ہوش جب آیا تو پھر اس نے پڑھے	بند خیمہ آزاد کو بس کر دیا
اور سن کر قصہ بے سر کو شیخ	صاحب بیمار خانہ سے کہا		سہر حق کر اس ولیہ کو رہا

اس گرفتار محبت کو تو چھوڑ کرتو آزاد و عالم کو آزاد پھر کہا یوں شیخ نے لے خستہ جاں قید میں ظاہر کی میں کیا قید ہوں طوق زنجیر اور یہ زنداں میرے اب قید میں جسم کیا منصور کو	آہو دے پھول وحدت کو تو چھوڑ دو جہا نہیں تاکرے حق تجھ کو شاد اب چلی جاتیرا دل چاہے جہاں قید باطن کی دے پابند ہوں اک اشار میں فنا ہوتے ہیں سب کیا نہیں تم نے سنا لے خوشحال	قید سے تو چھوڑ اس بے قید کو سنکے اسے طوق اور زنجیر توڑ عرض کیا تحفہ نے اے والا گہر شیر معنی ہوں نہیں آزاد دو کون کیا نہیں تم نے سنا لے خوشحال	ماترے برلا دے حق امید کو انکے کہنے سے دیا تحفہ کو چھوڑ میرے جانب کاٹھکانا ہے کدھر بند کر سکتا ہے اب مجھ کو کون قید میں منصور کی قوت کا حال
--	---	---	--

حکایت حضرت شیخ منصور رحمہ اللہ

ساتھ اس کے تھے تین سوا اور چند یوں کہا سب نے یہ گر ممکن ہے جو ہاں اگر چاہو تو دوں میں تم کو چھوڑ قیدیوں نے آپ کو دیکھا جو خاص اور میں درباں دروں پہ مستعد شیخ کے کرتے ہیں زنداں پر نظر بولے سب تم کیوں نہیں چلتے ہو گھر بعد اس کے حکم سے دل دار کے میرے پیارے نے مجھے اے ہوشمند اس کی مرضی پر رہو گی دے بند شیخ سری نے کہا ہنس کر کے یوں	اپنے اپنے جرم کی شامت سے بند کیوں نہیں دیتے خلاصی آپ کو اک اشارے میں میں تمہارے بند توڑ بند اور زنجیر سے بالکل خلاص میرے اور چوکی کے اوپر مستعد ہو گئے پھٹ کر کے دیوار و نہیں در یوں کہا جانا ہے مجھ کو دار پر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے جسم زار کے کر دیا ہے بند میں بندہ کے بند ہو جا امیر ایساں گر بند بند ہے عجب تو نکتہ داں لے ذوقوں	بولا منصور ان کو تم سے بند توڑ یوں کہا مجھ کو شریعت کا ہے پاس پھر اشارہ جو کیا انگشت سے عرض کی سب نے لے شیخ بلند یوں کہ منصور نے پھر کیا ہے ڈر پھر کہا اب جاؤ تم سارے نکل ہے مرے سینہ میں اک ترنماں اس طرح میں بھی ہوں حکم حقین بند اس مرے محبوب نے کردی مجھے گر مرا مالک ہو راضی جاؤنگی اس سخن سے ہو گیا اب آشکار	تم اگر چاہو تو دوں میں سب کو چھوڑ قید حق میں ہوں نہیں مجھ کو ہر اس بند و ست و پاسے انکے گر پڑے کس طرح جائیں در زنداں ہے بند کہہ کے یہ اور کی سوئے زندان نظر اپنے اپنے گھر کو جاؤ بے غل دار پر جا کر کروں گا میں عیاں اس طرح اسکا ہے مجھ پر مثل قند اپنے اک بندے کی بس بندی مجھے ورنہ صابر ہوں نہ میں گہراؤنگی میں ہوں مخوں اور تو ہے ہوشیار کر رہے تھے گفتگوئے راز و ناز پشت خم غصہ سے سینہ دوختہ
--	--	--	---

ملاقات شدن شیخ سری سقطی از

تاجر مالک تحفہ

بے کہاں تحفہ کہا اندر ہے جا فکر سے تحفہ کے دل بے غم ہوا لکھد یا پھر شیخ کے پاؤں میں سر مشاہد معنی کو کیا ہے در جفا لے اہل دل جبری کند	پاس اس کے بیٹھے میں حضرت سری بولا برکت سے دعا کی ان کی اب شیخ بولا ہوش کر لے باتمیز لائق تعظیم پر تو ہو ستم کب سے مسجد جزو درون ادیا	تاجر مالک تحفہ سینہ سوختہ آگیا باہر سے اندر ناگہاں آکے داروغہ نے یوں اس سے کہا شیخ کو دیکھا تو بس خرم ہوا بعد تسلیم و ادب ہو چشم تر ہے ادب مجھ سے گدا کا بے شمار اہل ان تعظیم مسجد کی کند	جانب زنداں بندی بے اماں سنکے یہ خوش ہو گیا وہ اس گھڑی مشکلیں آسان ہوئی میری مہم مجھ سے سو درجہ ہے بہتر یہ کنیز اور ہو لائق معظم محترم کیونکہ ہے واں جلوہ فرما کیا
---	--	--	--

کیا نظر بندی ہے اے دانائے راز	باز کو پیشہ کہیں پیشہ کو باز	ہے عجیب دنیا کا یہ برعکس کار	خار کو جلنے میں گل اور گل کو خار
چاہ کو جلانے میں راہ اور رہ کو چاہ	شاہ کو مسکین کہیں مسکین کو شاہ	نیک کو جانیں ہیں بد اور بد کو نیک	ایک کو سمجھیں ہیں سوا اور سو کو ایک
غم کو شادی جانیں اور شادی کو غم	نم کو دریا سمجھیں اور دریا کو نم	خوار کو سلطان سلطان کو ذلیل	دانا کو نادان اور نادان کو عقیل
سہل کو مشکل کہیں مشکل کو سہل	اہل کو نااہل نااہلوں کو اہل	عاقلوں کو جانتے مجنون ہیں	اور جو ہیں مجنون انہیں عاقل کہیں
خالق جسکو جانتی سردار ہے	پیش اہل دل ذلیل و خوار ہے	اور جسے سمجھیں ہیں سب خوار و ذلیل	ہے حقیقت میں وہی شاہ جلیل
اس کینزک کو کہ ہے سلطان جان	کس لئے رکھا ہے خوار و مستعان	کیوں کیا اس گلبدن کو خوار و زار	کیوں کیا اس آئینہ کو پرغبار
جان کو اپنی ستا تا ہے کوئی	خاکیں زر کو ملاتا ہے کوئی	کیوں اس آزاد دو عالم کو کیا	قید میں اسکا سبب مجھ کو بتا
کریاں اس کی حقیقت مجھ سے تو	اول اور آخر سے یکسر موبو	حال کیا رکھتی تھی اور کید صریح	یہ جنوں اٹھو ہوا کیونکر شروع
ہو گئی ہے کب کب سے یہ زحمت اسے	بیان نمودن تاہر حال تحفہ راجہ مالک اللہ		
اشک سے نعل و گہر کر کے نثار	عشق کے کیجے در تحفہ بگوش	سینے ساتھ اس کے کہا نیکو مری	کتنی مدت سے ہے یہ حالت اسے
سینے مجھ سے فتنہ تحفہ بہ ہوش	نکلے راہ گوش سے کچھ تو اس آں	ایک دن پھر تا تھا میں بغداد میں	شیخ سے کی عرض تاجر نے کہ یار
کان دیجے نامرے دلکا دھواں	گر رہی تھی فتنہ پر جیسے ہوام	ایک سے پوچھا میں کیوں ہے یہ ہجوم	اس بلائے ناگہانی کو مری
خلق کا دیکھا دہاں اک اژدہام	جنبتی تحفہ ہے تحفہ اس کا نام	دیکھ اس کو شمع رو و گلبدن	آگیا اک کوچہ بیداد میں
بکنا ہے اک شاہد خوشنود فام	دل میں پھول اسکی تمنا کا کھلا	جلوہ آں ماہرے از راہ گوش	ہے کہا اک فتنہ تحفہ کی دھوم
وصف اس گرو کا جب مجھ پر کھلا	سہر تسخیر پری آگے بڑھا	دیکھا رخ اسکا تو پایا جلوہ گر	سب گئے ہیں ہل و پروانہ بن
الغرض میں بھی عزیمت کو بڑھا	جسکی ہے تعریف میں قاصر زبان	ہیں خریدار اسکے صد ہائیں پا	برواز تاہر روان و عقل و ہوش
نور کا پتلا عجب دیکھا عیاں	اس کی قیمت دو لگائیں سب سے سوا	یاں تلک لایا کہ جو اندر شمار	کالی سے بہتر ملی مجھ کو نظر
سب سے آگے بڑھ کے آخر میں کہا	فتنہ دوران آشوب زمان	آیا خوش ہو کر کہ پھر میں جلد تر	قیمت اس کی کرتے جاتے ہیں رسوا
لے لیا میں مول آخر کو بجاں	خاطر عالم رہی تھی اسپہ ڈھل	سر سے پار کھتی تھی زربائی پنا	آئے درہم اسکی قیمت بیس ہزار
خوبی و حرمت کا تھا پس اسکے خل	اظہار شدن عشق تحفہ وزر شوراد		
شوق کی پیکر کے اک دن بنگ کو	مایہ بے مایہ کا بے بس کار شفیق	دستگیر ناتواں عاجز نواز	پر عیاں چہرے سے سودائی پنا
تھا زبان پر یہ کہ ہے فریاد رس	مرہم زخم دلان پاک باز	مرے دلبر مرے جانکے حبیب	تھی لگی گانے بجانے چنگ کو
چارہ پجاری کا بیکس کا رفیق	خلق کے در پر مجھ دی تو نے جا	پر ہے تیرے عشق سے سب تن مرا	کون تجھ ہی بیس و بیکس کا کس
دل ہندو بیدلاں عاشق نواز			مستغیت عاجزان چارہ ساز
پردہ دل میں مری تو نے حبا			ہے مرے نزدیک دور و نیکے قریب

بنگ تیری ہے میری زندگی	غیر کا کردفع بند بندگی	ہے قسم تیرے جمال پاک کی	دام غم میں تیرے جیسے میں بھنسی
دو جہاں کا دلے میرے غم گیا	تخم الفت تیرا دل میں جم گیا	ہر گ و پے میں سما یا ہے تو ہی	غیر کی مجھ میں نہ گنجائش رہی
بیکسوز کا تو ہے کس بیکس ہو نہیں	دستگیری کر کہ بس بیس ہوں میں	ہاتھ سے اس کے تو کر مجھ کو غلاص	کر مجھ اپنے کرم سے اپنا خاص
کہہ کہ یہ پھر ہے تماشا رو پڑی	کھولدی منہ گانے مرجان کی طری	بعد ازاں اٹھ کر کے توڑا ساز کو	اور کیا رو نا شروع اور ہائے ہو
ماسوا کی آرزو میں توڑ دیں	آرزو میں دلے اپنے چھوڑ دیں	جو کوئی اس محفل دلکش میں تھا	تا جہاں اور ساتھ اسکے سب چھوڑا بڑا
بول اٹھا ہر ایک کسی سودا سے آ	سر میں اس زینا کے سودا پڑ گیا	تیر عشق پھینکا کسی خوش ماہ نے	زخم کھایا اسکی جاہ آگاہ نے
عشق کا مارا کسی نے اس کو تیر	پار دل کے ہو گیا سینہ کو جیر	لیک کی ہر چند سب نے باہر	جستجو اسباب کی ادھر ادھر
پر ہوا روشن نہ وہ ہے کون ماہ	کو ن سے بت نے ہے مارا اس کو آہ	ماری تیغ عشق کس معشوق نے	زخم دل کھایا جو اس معشوق نے
گنرا اس حالت میں اسکو ایک سال	کھنا اور پینا تھا اس پر سب بال	عیش دلو تھا نہ سونا رات کو	لب یہ خنداں نے زباں سے گفتگو
انس رکھتی تھی غم بے ڈھب سے یہ	بھاگتی تھی مثل وحشی سب سے یہ	مٹی گریباں سے عداوت ہاتھ کو	تار دامن میں نہ پھوڑے بات کو
آہ نالہ سے اسے الفت کماں	اپنے بیگانے سے تھی وحشت کماں	شور افغاں کی بھی تھی دھوم دھام	گاہ خاموشی سے رکھتی تھی کلام
گاہ سر رہتی تھی دیواروں سے پھوڑ	گاہ جاجنگل میں دروازوں کو توڑ	رات بھر ہنستی تھی یاروتی تھی یہ	مچکونے دے نہ خود سوئی تھی یہ
نوجہتی تھی گاہ اپنے سر کے بال	گہ ٹپا پنچوں سے کرے تھی منہ کو لال	کام تھا گر بہ ہے اسکو روز شب	جان میری اس سے آئی ہے لب

مقید کردن تحفہ رادربیمارستان و بیان زور شور اور در غلبہ عشق الہی نو

گرچہ تدبیری کریں میں سو ہزار	ایک نے بھی پر کیا اس پر نہ کار	جبکہ گڑا اور بھی اس کا مزاج	بند کرنا ٹھیک آخر کو علاج
کر کے بس آہیں دلی سب نے بذوق	کر دیا اس ماہ کو زنجیر طوق	چشم سے جاری تھا اسکے خوں کا نال	پھر ہری تھی شعرا اپنے حسب حال
اشک آنکھوں میں لبوں پر تھی فغاں	عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیاں	جس کا سب مضمون سوز و درد تھا	گر یہ و افغان و آہ سرد تھا
جیسے اب تک وہ ہی دیوانی ہے یہ	عقل جس اپنے سے بیگانی ہے یہ	دشمنی ہے خویش داری سے اسے	سمہدی ہے آہ و زاری سے اسے
کھانا پینا ترک اس کا ہو گیا	خواب اور آرام اس کا سو گیا	کھا کباب دل لگی ہے بھوک اگر	جب پیاسی ہو پیئے خون جگر
نقل غم اس کا ہے رونا ہے شراب	لوٹنا جگنا ہے یہوشی ہے خواب	راحت اور آرام اس پر شاق ہے	اور تڑپنے لوٹنے میں طاق ہے
ہے جنوں پر اپنے دیوانی سدا	عقل سے رہتی ہے بیگانی سدا	گر نہ تھوڑا بہت روتی ہے یہ	رنج و غم پر اپنے خوش ہوتی ہے یہ
ہو ہے روشن جس جگہ شمع بلا	اپنے دے پروانہ جان کو جلا	عشق ہے اپنی بخودی مستی پہ یہ	مرتی ہے نہ نیستی پستی پہ یہ
ہے محبت اس کو وحدت سجدا	دشمنی رکھتی ہے کثرت سے سجدا	اپنی حیرانی کی یہ مشتاق ہے	شور و غل میں شہرہ آفاق ہے

اسکی آنکھوں کو ہے نت رونے عشق	اشک کو میں خودی دھونے عشق	اسکی اس حالت نے اے والا خطاب	اسکی اس حالت نے اے والا خطاب
اور جو پوچھو سب مری پوچھی ہے یہ	گنج دولت کی مرے کنجی ہے یہ	بامہ حال اسکو میں سوز و نار	بامہ حال اسکو میں سوز و نار
رکھتا تھا امید تالوں میں بغور	ہم مثل قیمت کے اس پر سود اور	کیونکہ رکھتی ہے یہ اک کامل ہنر	کیونکہ رکھتی ہے یہ اک کامل ہنر
رکھتی ہے ظاہر جو یہ حسن و جمال	اس سے زیادہ اور ہے اسمیں کمال	جس سے زیادہ خلق میں اسکی ہے صوم	جس سے زیادہ خلق میں اسکی ہے صوم
شیخ بولے اسمیں کیا ہے وہ ہنر	جس سے اسکی ہے یہ قیمت اور قدر	یوں کہا ہے مطربہ گاتی ہے یہ	یوں کہا ہے مطربہ گاتی ہے یہ
فن موسیقی میں رکھتی ہے کمال	قال سے اسکی ہو عالم اہل حال	جو کوئی آواز کو اس کی سنے	جو کوئی آواز کو اس کی سنے
ذوق میں اگر کے یہ گاتی ہے جب	مست ہوتے ہیں درو دیو سب	لحن داودی اسے حق نے دیا	لحن داودی اسے حق نے دیا
واسطے نغمہ کے جب کھولے زباں	جا کے آتی ہے تن مردہ میں جاں	بلبل روح اسکا سن آواز چنگ	بلبل روح اسکا سن آواز چنگ
ہاتھ میں جب ساز کو لیتی ہے یہ	صوفی اک عالم کو کر دیتی ہے یہ	مرغ دل پر آں ہو چپ کھولے زباں	مرغ دل پر آں ہو چپ کھولے زباں
جب بلند کرتی ہے یہ آواز کو	ہوتی ہے بربا قیامت چار سو	اور سو اسکے ہیں جو اس میں کمال	اور سو اسکے ہیں جو اس میں کمال

پرسیدن شیخ نسری سقطی از تحفہ مطربہ حقیقت حال او

کہتا ہے اپنی سمجھ کی ہر کوئی	حال سے میرے نہ واقف ہر کوئی	پھر کئی اشعار عربی کے پڑھے	پھر کئی اشعار عربی کے پڑھے
یعنی حق نے مرے دل سے کلام	تھی زباں محبوب اپنی اسمقام	بعد فرقت کے ہوئی قربت حصول	بعد فرقت کے ہوئی قربت حصول
لے لیا بس کو حق الفت کو میں	پر نہ چھوڑا اس در دولت کو میں	جو کہا مانا میں رغبت سے اسے	جو کہا مانا میں رغبت سے اسے
سب گناہوں کو مرے کر کے معاف	کی عطا جنت مجھے بے اختلاف	ایک جنت کیا جو اس کا ہو رہا	ایک جنت کیا جو اس کا ہو رہا
فضل سے حق کے ہوئی مقبول میں	میر باغ وصل میں مشغول میں	لطف حق نے کر لیا مجھ سے پسند	لطف حق نے کر لیا مجھ سے پسند

ذکر عطار بی اتہائے الہی در عبادت

زندان مرغوب ناچیز و حقیر	ہے یہ فضل و لطف اسکی ذات میں	سنگریزہ لیکے دے لعل و گہر	سنگریزہ لیکے دے لعل و گہر
نے گل پر مردہ دے گلشن تجھے	لیکے تجھ سے کوزہ آب خراب	سجدہ سر جو نہیں جز خاک و خون	سجدہ سر جو نہیں جز خاک و خون
چشم نم لے دے ہم رحمت تجھے	آہ دل لیدے دم و صلت تجھے	آہ دل لیدے دم و صلت تجھے	آہ دل لیدے دم و صلت تجھے
برے اکدن کے دے خرمن تجھے	جام کوثر دے ہے بامشک و گلاب	برے اسکے دے ہے قرب بیچگوں	برے اسکے دے ہے قرب بیچگوں
لیکے شاخ خشک دے بستان تر	لے دو قطر اشک دے دریائے نور	ہیں جو اعمال جوارح خاک بار	ہیں جو اعمال جوارح خاک بار
لے ہے گندہ پیوے حور و قصور	لیکے دے نعمائے جنت نامراد	دل کے بدلے جان جان کون جان	دل کے بدلے جان جان کون جان

لطف احسان کا ہوا اس کے کب بیاں	بختیڑے ادنیٰ کو اک ملک جہاں	تخت پر بخشش کے جو ہو ملوہ گر	بندۂ عاجز کو بختیہ تاج سر
پیشہ کو شہباز کے دے بال و پر	رو بہ مسکین کو طاقت شیر نر	ذره کو خوشید کر دیتا ہے وہ	قطرہ میں دریا کو بھر دیتا ہے وہ
وہ ہوا اس کا جواب اسکا ہوا	وہ ہوا اسکا تو سب اسکا ہوا	ہوش کراے یار بہ وصل جہاں	مرزۂ دنیا ہے کچھ بولے یہاں
چند ایام اندر عمر مستعار	کر کے طاعت لے حیات پائدا	وہ حیات جاوداں بے انتہا	گرد جس کے نیستی ہرگز نہ جا
پیش غمی دنیا کا ساعت ہے بس	ایک ساعت وہ بھی بیراحت ہے بس	ہے کہاں فسون نیری ہوش و عقل	سانس نہی لائیکاں کرتی ہے تغزل
مت کر ان انفاں خوش کو خوار و زار	غفلت و نسیاں سے بچ رہ ہو شید	تین دن کے عیش پر مت ہو توشاد	آخر ہو مثل عقیمہ نامراد
خوشی تو سب چھوڑ کر مرنے کا	جز ندامت کے نہ لیکر جائے گا	توحیات جاوداں چاہے اگر	پیلے مرے نیسے جاگا ورنہ مر
آفریں جاں کو جو اسکی رہ میں جا	مر جہاں کو جو ہو اس پر فدا	مرنا اس رہ میں ہے رشک زندگی	ہے یہ مرنا زندگی پائیدگی
عہد و پیمان ازل کو یاد کر	ذکر حق سے ملک دل آباد کر	غفلت و نسیاں سے رہ تو دور کر	پاس کر انفاں کا اے بیخبر
پاسبان ذکر کا رکھ زور و شور	تانا آجائے کہیں غفلت کا چور	ایک دم نسیاں اگر تجھ کو ہوا	عمر کی دولت سے لیجا گا چورا
ایک دم غافل نہ رہ کر ذکر حق	تانا آئے غیر ذکر و فکر حق	غیر حق کو دل سے اپنے دور کر	نور کے جلوہ سے دل معمور کر
ذکر کر مذکور تا ہو دے عیاں	نی کہ ہو جس ذکر سے جاری زبان	ذکر تن طاعت ہے ذکر دل حضور	ذکر سری نور سستی سے لغور
۲۵ ہے مشاہدہ حق کا ذکر روح یہاں	رویت اور دیدار ہو اسدن و ماں	ذکر لفظی عارضی ہے اے عزیز	ذکر روحی جو ہری ہے اے عزیز
جبکہ تجھ پر ہو عیاں سلطان ذکر	اس گھڑی ہو سہر سہر تو کان ذکر	ذکر اور مذکور ہو جا ایک بار	غیر حق کی کب رہی باقی شمار
ہو ترے دلیں جہاں جان عیاں	جسکے اک دریا کا قطرہ یہ جہاں	یہ جہاں نم ہے وہ یم بے انتہا	نم کو ہے اس یم سے بس نشو و نما
پیش خورشید کرم اے جان غم	ہیں یہ دونوں ماخوذ زہ سے کم	الغرض برق تجلی نہاں	پھونک کر کر دے تجھے بس نیشاں
بعد اس کے ہو نہیں سکتا عیاں	ہو ترے ہر جزو دے جو کچھ عیاں	جب کرے عشق اجد دل سے ظہور	میم احمد درمیاں سے ہو دے دور
دل سے جہد م عشق کا شعلہ اٹھا	جز احد کے کون اے احمد رہا	بندر کرا امداد اب آگے زبان	فضہ تحفہ کو کر ہم سے بیاں

رجوع بقصہ و خریدن شیخ سری تحفہ را و منظور نہ کردن تاجر و آزاد کردن تحفہ را

شیخ نے سن دیکھ کر کے حال و قال	پائے جب تحفہ میں سب تحفہ کمال	خاطر نادریں اپنے باکمال	بویا ایک اسکی تمنا کا نہال
اور کہہ دلیں کہ بڑکوں سے گہر	مول لینا ہے بہت آسان تر	دونوں عالم سے ہے بہتر یہ گہر	اور ہے تاجر طفل ناداں بیخبر
حقہ پر عمل سر بستہ ہے یہ	لے تو اسکو کھول دے زر کی گرہ	گرچہ تیرے پاس اک درہم نہیں	لطف حق کا بھی مگر کچھ کم نہیں
شیخ نے پھر اٹھ کے تاجر سے کہا	بچ میں تحفہ کو دوں سکی بہا	بیچتا ہے تو اگر لے تا ہوں میں	جو طلب قیمت کرے دیتا ہوں نہیں

جس قدر زہر چاہئے تجھ کو مٹو لے میں تو لشکر ہو گیا اس پر فقیر جو کہ تقدیر غنیمت میرے پاس تھا یہ رہا نہ وہ میں بیکس رہ گیا شیخ نے اس سے کہا ملک صبر کر بعد ازاں اٹھ کر کے با آہ و بکا گھر گئے شیخ اور نہ تھا پاس ایک لنگ جا کے بس حیران تنہا بیٹھ کر پاس میرے کچھ نہیں پر اے حواد کھول گنجینہ کرم کے اپنے در ہو مرا یا رب تو اب حاجت برار شیخ کی بس عجز و زاری دیکھ کر کھولا دروازہ تو دیکھا اک امیر اور کئی ہمراہ خادم با ادب شیخ نے اس سے کہا اس وقت تو یعنی لیکر چند زر کی تھیلیاں آپ کے پاس آں لے آیا ہوں میں صبح ہوتے ہی ادا کر کے نماز ہاتھ احمد کا پکڑاں آن میں شیخ کو دیکھا تو کہہ کر مرحبا غیب سے کل آئی مجھ کو یوں ندا ہے خدا کا قرب اسکی جان میں یعنی خوش بیٹھی تھی میں اے کبریا خلق میں مشہور کر کے اے خدا خلق میں جو ہو گیا مشہور زر	ایک تحفہ سیمبر کو چھ کو دے کب ہے تمہارا سفد رولت کثیر سب کا سب میں اسکی قیمت میں دیا مثل عاشق بیدل و بیدل رہا رات بھر روئے بصد سوز و جگر بے ترے فضل و کرم پر اعتماد اور عطا کر تحفہ کی قیمت چھ کو کر کر نہ چھ کو سامنے تاجر کے خوار آگیا دریا کرم کا جوش پر بالباس فاخرہ روئے منیر تھیلیاں پر زر لے ہاتھ میں سب کیسے آیا کہا اے نیک خو جا کے ستری کی نظر کراں زباں ہو یہ مقبول اب جو کچھ لایا ہوں باہر آئے شیخ با شوق دراز لیکے اسکو بیمارستان میں عرض کی آؤ کہ اب مجھ پر کھلا بے شبہ تحفہ ہے مقبول خدا نور و عظمت اسکو ہے ہر آن میں تو نے عالم میں مرا شہرہ کیا کر دیا مجھ کو بلا میں مبتلا کھل گئے سو آفتوں کے اسپر در	عرض کی سب کے تاجر نے کہ آہ تم ہو خود مسکین کہاں تم پاس زر ہو گیا محتاج سب کچھ صرف کر آہ صد افسوس اب میں کیا کروں عرض کرتے تھے کہ اے پروردگار کر دے اسدم اپنی رحمت کی نظر سرخ و کرچہ کو تاجر کے حضور بہر حق ہو بکر رحمت موجزن لوٹتے تھے شیخ خاک عجز پر ہے کھڑا ور پہ با آداب تمام کون ہے پوچھا دیا اسنے جواب مجھ کو اس رات اے ولی با خدا دیکھ ستری کو کراں اسکا جی خوشی شیخ نے سن مژدہ راحت فرما میر کو لے ساتھ اپنے با شرف دیکھا جو صاحب بیمارستان کو یہ کہ درگاہ خدا میں بے گماں چاہتی ہے رب کو وہ اور اسکو ب شیخ کو دیکھا تو تحفہ رو پڑی حال سے میرے کوئی واقف نہ تھا بند حکم میں ہے جو ہے مشہر غیر در شک و حد غصہ و چشم حال میرا تجھ پہ ہے سب آشکار مجھ غریب و مفلس و نادار پر وعدہ کرا یا ہوں میں اس پر ضرور کر مجھے روانہ اندر مرد و زن ناگہاں ٹھو کا کسی نے آکے در اور شمع روشن لئے ہمہ غلام ہوں میں احمد بن مثنیٰ اے جناب خواب میں یوں پہنچی ہاتھ کی ندا جان تو اس کی خوشی میری خوشی سجدہ شکر حق کی نعمت کا کیا لیکے تشریف تحفہ کی طرف بیٹھا ہے آنکھیں لگا لئے چار سو قرب تحفہ رکھتی ہے یہ قدر شاں فضل رب کا اسپر ہر روز شب اور یہ کی اس سے مناجات اسگھڑی وصف کا میرے کوئی و اصف نہ تھا ہے یہ بند آں سے بھی بس سخت تر بغض و حرص و دشمنی کینہ و چشم
---	---	--

مناجات شیخ سمری سقطی طلب قیمت تحفہ رحمہ اللہ

ہر طرف سے اس کے اوپر کر جوم مرکز عزت ہو گمانی کی راہ شب قدر سے قدر کم ہونکی پوچھ اگیا تاجر بھی اتنے میں وہاں شیخ نے پھر پیش کی ہمایاں زر قیمت تحفہ ہے بس اس سے سوا روکے تاجر نے کبھی آخر یہ بات جانے میری طرف مائل ہے یہ اب اگر دنیا کی دولت دو تمام اور جو کچھ ہے سیم و زرا کے سوا حق کی مٹھی پر ثا تاجر نے گھر اور کہا گویا کہ رب العالمین مجھ سے رخصتی ہو تاگر پروردگار پاس میرے مال و زرقنا ہے اب الغرض دولت لٹا کر میرے پڑ گیا تحفہ کی برکت کا اثر عشق کا تحفہ کے اک شعلہ اٹھا عشق کے دریا میں خود تھی غوط زن	آن کر برسے ہے جیسے ابر جھوم آفت شہرت سے جب پڑے پناہ عظمت عزت کو اسم اعظم سے پوچھ آنسو کی سیل چہرہ پر رواں عرض کی تاجر نے ان کو دیکھ کر اس سے اسکو کب کروں دل سے جدا خواب میں حق نے کہا مجھ کو یہ رات ہے نہ دیوانی بہت عاقل ہے یہ کب قبولوں اسکو میں اے نیک نام وہ بھی میں نے سب فقیروں کو دیا باندھ لی مولیٰ کے رستہ پر کمر خوش مرے اعمال سے ہرگز نہیں مال میرا ہوتا تحفہ پر نثار خالصا لندو یا میں سب کا سب رکھا بار فقر سر پر میر نے	گر توان آفات سے چلے پناہ جسے دیکھی ہو نہ خلوت کی سہار قدر اور عظمت اگر چاہے ہے تو شیخ بولے غم نہ کرا یا ہوں میں میں نہیں دیتا ہوں اس تحفہ کو اب پھر بڑھائے اور در ہم چند بار یعنی ہے مقبول حق تحفہ ضرور ہو گیا جب ظاہر اس کا مرتبہ خالصا لنداب میں بالیقین کرد یا سب کچھ رقی میں نثار میر نے جو حال تاجر کا سنا جو رہا محروم اس حرکت سے میں شیخ سے پھر میر بولا بھر کے آہ چھوڑ کر کے حشمت و جاہ و سر پر دل سے اپنی سب مرادیں توڑ کر	دامن عزت بکڑا اور امن چاہ کیا قدر جانے وہ گمانی کی یار بیٹھ کر خلوت میں کم کر آپ کو جس کا تو طالب ہے وہ لایا ہونمیں قیمت اسکی دلیکیا کوئی کب بڑھتے بڑھتے پہنچے ناچالیس ہزار پاس میرے خوش بیگانہ سے دور کر سکے کون اسکی اب بیع و شرا کرد یا آزاد تحفہ کے تسبی تا کروں حاصل رضائے کردگار ہاتھ سر پر مار کر رونے لگا جل گیا سر تا قدم حسرت سے میں تم رہو اسباب کے میرے گواہ راہ میں حق کی میں ہوتا ہوں فقیر باندھ لی مولیٰ کی مرضی پر کمر کرد یا کیلخت سب کو راہ پر گھر دے ہمسایوں کے سب ہی جلا پاس والوں کو بھی لے ڈبی وہ زن
کر لیا اپنا سا سب کو یک بیک پکڑے خبر بوزہ سے خبر بوزہ تو رنگ تو بھی ہو کامل کا بھائی ہمنشیں ہو وے اُن مرغابیوں کے ساتھ ساتھ گر چہ ہو تو سنگ و آہن سے تہر رات اندھیری اور وہ میں گھٹیاں خدمت کامل کو کر تو اختیار	جو گرے کان نمک میں ہو نمک رنگ عارف کیوں نہ دے پھر چو رنگ تا وصال حق ہے ہو تو ہم قمریں تا کہ ہو حاصل تجھے آب حیات صحبت کامل سے ہو لعل و گہر بے شمع جانا ہلا کی ہے میاں دین و دنیا کے ہوں ناسب است کار	خون کا ہو سنگ و شمع میں جب اثر ہوئی بس اکشر کامل کی نظر ہو توان شیر دیکھ قدموں پر نثار خاک سے کم ہے جو ہو خاکی کا یار دھونڈ حق کے یار کو الے مرد کار بحر مقصد بیکراں اور دور راہ نانوائی بندہ شو سلطان مباحث	صحبت کامل نہ دے کیوں کر ثمر سنگ و آہن جس سے ہو وے لعل و زر پھر شکار معرفت کا کر شکار صحبت نوی سے دیکھے سو سہار تا خدا تیرا ہو یار اور نمک گار رکھ ستاروں پر نگاہ تا ہو پناہ زخم خوچوں گوی شوجو گان مباحث

بیان تاثیر صحبت کا ملان و تحریر صحبت و خدمت الیشال

<p>خاک پانے کا ملاں ہوائے پسر درد کی برکت نے تحفہ کی غرض اسکی صحبت نے کیا ایسا اثر تحفہ بند بندگی سے جب چھٹی سب لباس فاخرہ تن سے نکال عقل کی چادر کو کر کے چاک چاک اشک کے دانوں کی لی تسبیح بنا درد و رنج و غم کو کر اپنا رفیق وقت ہنسنے کا ہے نہ رونے کا اب اس سے اسپر روتی یا ہنسیتی نہیں چاہتی ہوں اس سے اسکو خاص تر جب تک ہو گا نہ دلبر کا وصال ہو قرار و صبر کب بلب کو آہ تاند دیکھوں شعلہ رخسار ماہ تا نجاؤنگی میں اس گلگوں سے مل گرچہ ہے ہر دم نیا جلوہ وصال کہہ کہ یہ اور اٹھکے بازاری واد شیخ اور تاجر وغیرہ بعد انہیں چھوٹے ہے جیسے نفیس سے جانور روح صالح تن سے جو فرقت کرے</p>	<p>آزاد شدن تحفہ رضی اللہ عنہا و گرتخت اواز خلق شیر غراں کی طرح دانسے اٹھی ٹاٹکا ٹکڑا لیا اک سر پہ ڈال عشق کی لی ڈال اپنے سر پہ خاک اور عصائے آہ ہاتھوں میں لیا پیکر شہر نامرادی کا طریق کر دیا آزاد حق نے تجھ کو جب واسطے اسکے ہی جاں کھوتی ہو نہیں دل سے مائل ہوں میں اسپر سر پائے فرقت میں رہو نہیں پائمال جب تک دیکھ نہ روئے گل کو آہ میں رہو نگے غم سے جل کر تباہ خچہ رساں پر خوں رہے گا میرا دل پر ترقی پر ہے عاشق کا خیال چھوڑ کر سکو بیا جنگل کا راہ باہر آئے دیکھا تحفہ کے تنیس اڑ گئی تھبت ہوتے ہی گھر سے بدر ٹھہرتی ہے کب وہ جنت سے درے</p>	<p>سہتر اس سے ہے کہ ہو تو تاج سر کھو دیا ان سبکار و حافی مرض ہو گئے اکسیر سے چوں مثل زر تن پہ اک کلی پرانی ڈال لی ترک دل سے کر دیا راحت کا پاس منفلسی و فقر کا تو شہ لیا اور مصیبت عجز کا مونڈھے پہ دھر شیخ ستری نے کہا پھر اس سے یوں واسطے اپنے نہ روؤں نے ہنسوں اور رونا اس سے ہے اسی پر صرف جان کو اپنی بوسہ کی کھوؤنگی میں ہو نہ جب تک بھر تک اس کا گزار میں رہو نگے خون دل سے اشکبار جان اور تن کو کروں گی میں فدا لیک مستحق کی کب مجھتی ہے پیاس ہرچہ بروے میری بروے الیست ہو گئی مثل پری اکدم میں غیب پر نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا ماہی بے آب کو دریا کا راہ کھلتے ہی کھڑکی لیا گلشن کا راہ</p>
--	--	--

رفقہ شیخ و تاجر و امیر احمد بن ثنی بہ بیت اللہ و انتقال کردن امیر در راہ مکہ ملاقات شدن

شیخ از تحفہ و انتقال نمودن تحفہ و تاجر

<p>دام میں قید آہوئے وحشی جو بخفا اب نشان اسکا کہاں پاتے ہوتم</p>	<p>وہ ہوا صحرائے بق و دق میں گم جب نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا</p>	<p>بند کھلتے ہی ہوا مثل ہوا کر دیا پھر عزم بیت اللہ کا</p>
---	---	--

شیخ و تاجر مبینوں ہو بہم	منتفق ہو کر کیا قصد حرم	جب نہ پایا تحفہ جاں کاہ کو	چلے پھر تینوں بیت اللہ کو
مرگیاں میں سے رسنہ میں امیر	حسرت و ردوالم کا کھا کے تیر	دولت دنیا بھی کر کے سبغناہ	جاں بھی جان آفریں پر کی نثار
میر تو ان سے گیا مراہ میں	شیخ و تاجر پہنچے بیت اللہ میں	ایک دن با شوق دل اور عید صاف	کر رہے تھے کعبہ کا طواف
اک صد پر درد آئی کان میں	جس سے خوشی اکی پڑا آجائیں	تھا یہ اک مضمون اس نالہ کیسیا	یعنی کہتا ہے کوئی بیدل یہ بات
اے مرے معبود اے محبوب دل	اے مرے مقصود اے مطلوب دل	ہے چراغ شب سید روزوں کا تو	شادی دل ہے شب اندوزں کا تو
رہنمائی تجھ سے ہے گمراہ کو	دے ہے آکا ہی تو جان آگاہ کو	درد ہے تیرا شفا بیمار کی	زخم تیرا ہے دوا دن زار کی
پیاں تیرے شوق کی رکھتا ہے جو	تیرے آب وصل بن کب سیر ہو	عاشق حق نت ہے دنیا میں مریض	آہ درد اسکی دوا ہے بے نقیض
جو کہ غم سے تیرے ہے پر اضطراب	بے ترے دیکھے اسے ہو کب قرار	سکے اس سے شیخ مضمون دعا	مثل سبیل اشک اس جانب چلا
جا کے دیکھا اک طرف اک خستہ تن	سر سجدہ خاک میں ہے نعرہ زن	سکے اسدم شیخ کی آواز پا	چونک اٹھی یکبارگی وہ پارسا
سراٹھا کر اس نے دیکھا شیخ کو	اور کہا اے شیخ سرتی خوش تو ہو	شیخ نے پوچھا کہ تو کون ہے بتا	جسکے نالہ سے مراد دل خوں نہوا
سن کے بولی لا لہ لا کاھو	جہل ہو بعد علم کے اے نیک خو	رحم حق تجھ پر ہو ہے حیرت کی جا	آشنا کے بعد ہونا آشنا
تم گئے کیا بھول اے سری مجھے	میں نبوں تحفہ مول لیتے تھے جسے	میں ہوں تحفہ جسکو کی تحنہ رہا	پائی پردہ سے تیرے میں سو نہوا
شیخ نے دیکھا جو اسکو غور کر	مثل تنکہ ہو گئی ہے سوکھ کر	ہے پڑی اک غار میں وہ خاک تن	خاک میں غلطاں ہے اسکا تن بدن
ہو گئی ہے زہر سے جیسے خیال	ہے گل پژمرده کاٹے کی مثال	سرزمین قدم ہوا اس کا خلا	بدرتن گھٹ کر ہوا مثل ہلال
ہو گیا قامت الف سے اسکانوں	مار مردہ کی طرح کا کل نگوں	قطرہ خوں تھے ہزاروں چشم پر	ہو لبوں پر آہ و نالہ پر شرر
شیخ نے تحفہ سے پوچھا اے قمر	نخل تنہائی سے پائے کیا شمر	کیا ہوا حاصل تجھے کہہ بعد ازاں	خلق سے ہو کر کے خلوت میں نہاں
تجھ کو تنہائی میں کیا حق نے دیا	کریاں کچھ لطف وصف کبریا	جب سے چھوڑا دونوں اور شہر کو	تو نے کیا دیکھے کرم حق کے کہو
عرض کی تحفہ نے اے والا قدر	شب قدر نے چھپ کے پائی کیا قدر	اسم اعظم سے ہمیں ہو گا عیل	کیا ملی عظمت اسے ہو کر نہاں
میں وہ پایا خاک میں عزت کی دل	خاک سے پاتا ہے جوں ہر تخم پھل	قدر و قیمت پائی میں چھپنے میں یوں	عل و گویہ کوہ کے کونے میں جوں
سیم وزر کے جوں مجھے لے نکتہ سنج	ملگیا کان نہاں سے ایک گنج	خلق سے جسد ہوئی ہوں میں نہا	جو نہاں تھا ہو گیا مجھ پر عیاں
لاکھ میں سے اک کرم اسکا ہے یہ	دی ہے اپنے قرب میں مجھ کو جگہ	تخت پر اپنی محبت کے بٹھا	تاج الفت کا مرے سر پر دھرا
دفع درد و غم مرا سب کر دیا	عشق سے اپنے مراد دل بھر دیا	قربت حق سے ملے انست مجھے	غیر اسکے سب ہے دشت مجھے
شیخ نے اس سے کہا یوں وہ امیر	دے تھا جو قیمت میں تیرے زر کثیر	تھا مرے ہمراہ عرب کی راہ میں	مر گیا غم سے وہ تیری چاہ میں
یوں کہا تحفہ نے وہ نیکو سرشت	بیگا ہمسایہ مرا اندر بہشت	حق تعالیٰ کی مرا الفت میں وہ	ہمقریں بیگا مرا جنت میں وہ
حق نے بخشا ہے اسے وہ مرتبہ	آنکھ نے دیکھا نہ کانوں نے سنا	شیخ بولے وہ کریم بے ریا	خط آزادی تجھے جس نے دیا

تاجر دل خستہ الفت میں تری سکے تحفہ نے دعا لک دی میں کر جان مت دی جان اسنے رائیگاں چھوڑ کر اے دل یہ رویہ شانگی آگیا تاجر بھی ناگہ اس گھر می جان دی بیساختہ مثل پتنگ بعد ازاں تجبیز اور تکفین کر رحمت حق ہو جو شام و سحر بارہ سو تھے اور اکاسی سال مجر	چار چشم ہے شوق زیارت میں تری مرگئی رکھ کر در کعبہ پہ سر جان جاناں پر فدا کی اسنے جہاں سیکھ لے اس زن سے تو مردانگی دیکھا تحفہ کو کہ ہے مردہ پڑی ساتھ اس شمع کے جل کر بید رنگ خاک میں دونوں کو مونا سپر بسر ان شہید دن کی روان پاک پر ہو چکا جب حضرت تحفہ کا ذکر	ہے طواف اندر تری امید پر دم میں بھر کر سانس ٹھنڈا مر گئی عمر طاعت میں گزار سی یا ر کی غم تو اپنا کر نہیں کر تجھ کو غم بیدی سے وہ بھی کر خاک پر دیکھ کر یہ حال بولے شیخ یوں شیخ نے دونوں کا گورو کفن رحمت حق ہو سدا ان پر نثار ہو چکی جب مثنوی تحفہ تمام	لگ رہی ہے ہر طرف اس کی نظر عشق کے سب کام پورے کر گئی مرد وار آخر کو جہاں بھی وار کی جائے ماتم ہے نہ جس جا میں ہو غم مر گیا تحفہ کے رکھ پاؤں پہ سر انا للہ الیہ راجعون بعد رہی ہوئے سنوئے وطن دے جگہ ہم کو بھی رب انکے جوار تحفۃ العشاق رکھا اسکا نام
--	--	---	--

تمت بالخیر

از جناب عالم بوذعی و فاضل ملیعی جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب مدرس اول
بدست آمد

آہ کہ وہ یار مرا یار نہیں آہ جو لے ہے مجھے پھینکے ہے وہیں آہ سنے کون مراد درد و غم آہ مصیبت مری پھر کون سنے	آہ وہ دلبر مراد دلدار نہیں آہ کوئی مجھ سا بھی بس خوار نہیں آہ بجز غم کوئی غم خوار نہیں آہ مرا یار ہی جب یار نہیں	آہ مجھے جس نے لیا پھیر دیا آہ جسے دل دیا بس رنج لیا آہ کہوں کس سے میں احوال دل آہ اے انداد نہ کر آہ آہ	آہ مرا کوئی خریدار نہیں آہ کوئی یار وفادار نہیں آہ کوئی محرم اسرار نہیں آہ ہی سر قابل اظہار نہیں
--	---	---	---

غذائے روح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد

کس سے ہو حمد و ثنا اُس ذات کی	کُن سے پیدا جسے موجودات کی	اُس وجود پاک کی ہو حمد کب	جلوہ گر ہے جس سے موجودات سب
قدرتِ حق یہ ہے جس سے دو جہاں	ہو گئے دو حرف سے کُن کے عیاں	حکم کاف و نون کے ہوتے ہی ہوا	کُن سے یہ کونین کا نقشہ بنا
ہے منزہ وہ توازن کون و مکمل	اُسکے پُر اوصاف قدرت ہیں عیاں	یا الہی تو ہے بچوں و جگہوں	راہ اپنی کا مرا ہو رہنمویں
ہے تو ہی پیدا کنندہ انس و جہاں	خواب الوان عام ہے سب پر ترا	شکر احسان پر کروں تیرا سدا	ہو رہے شاید جب کسی سے کچھ ادا
ہم سے طاعت کب تیری آدے بجا	ماں مگر ہو لطف کچھ ہم پر ترا	تجھ کو جولا لُح ہے اطاعت اے خدا	ہو رہے شاید جب کسی سے کچھ ادا

نعت شریف حضرت سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نام پیغمبر سے اے امداد آ	کرتو اب کام و زباں شیریں ذرا	نام پاک اُنکا ہے احمد مجتبیٰ	ہیں وہ مقبول جناب کبریا
کس سے ہوئے نعت ختم المرسلین	جز بذات پاک رب العالمین	ذات احمد ہے وہ بحر بیکراں	جس کا اک قطرہ ہے یہ کون و مکان
ذات پاک احمد ہے والشمس والضحیٰ	جسکے یہ ذرے ہیں سارے اولیا	ہے سزاوار اسکو تاج سروری	زیب اُسے ہے خلعت پیغمبری
سزور عالم محمد شاہ دیں	پیشواے اولین و آخرین	حکم اُن کا ہے جہاں میں سر بسر	وہ پہلے آئے ہیں سب سے پیشتر
ذات پاک اُنکی نہ پیدا نہ ہوتی گر	ہوتے کب ارض و سماجن و بشر	آسپہ پٹھ امداد تو لاکھوں صلوة	تجھ کو ہو جسکی شفاعت سے نجات
آل اور اصحاب جتنے ہیں تمام	پٹھ تو اپنے سردار و رشتہ اسلام		

مدح مبارک ہر چہار خلیفہ و دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم

شہسواران جہاں مردان دیں	چارید مصطفیٰ اہل یقیں	اولاؤ بکر صدیق اہل دیں	دوسرے عادل عمر والا یقیں
تیسرے عثمان با علم و حیا	چوتھے ہیں حضرت علی شیر خدا	اور سب اصحاب اُنکے ذی علوم	ہیں ہدایت کے فلک پر دے نجوم
صدق اور عدل اور شجاعت اور حیا	ہے ان ہی چاروں سے دین کو ارتقا	اُن سے راضی ہے خدائے دوسرا	اور خوش ہیں ان سے حضرت مصطفیٰ
تو بھی جان و دل سے اے لہو اب	رہ فدا پیر سدا ہر روز و شب	جو کوئی بد اعتقاد اُن سے ہوا	ہے وہ مرد و جناب کبریا

اس داستان میں تبرکاً حضرت پیر و مرشد برحق عارف نور مطلق شیخ المشائخ والا ولیا حضرت مولانا و اولانا قطب میان و آب نور الاسلام حضرت خدو اند میان حیو نور محمد جھنجھانوی

نام سے مرشد کے اے امداد آ	دے زبان دل کو اب کچھ ذائقا	سرور عالم شہ دنیا و دین	عاشق و معشوق رب العالمین
ماہی دریائے توحید خدا	مظہر حق مصدر سر خدا	واقف اسرار حق دانائے راز	بے نیاز عالم سے حق سے بانیاز
شاہ دیں سرخیل حبلہ اولیا	تاج بخش اصفیاء اتقیا	پیشواؤ شاہ شامان جہاں	مقتدائے جان جانان جہاں
رہنمائے زبدہ ارباب علم	رہبر ہر قدوہ اصحاب علم	حامی دین متین خیر الامم	دافع بدعات و کین کفر و ظلم
اختر چرخ ہدایہ عطا	بجہ علم معرفت نجم الہدایہ	قبلہ ارباب اصحاب یقین	کعبہ عقادوز ہاد اہل دین
یعنی پیر اور مرشد اور مولیٰ مرے	حضرت نور محمد نیک پے	حضرت نور محمد اولیا	پیر و مرشد ہیں مرے اور رہنما
ہیں وہ بیشک مظہر انوار حق	سرسے پاتک مصدر انوار حق	دیکھ تک جلوہ ذرا اُس نور کا	جس سے ہیں پُر نور یہ ہر دوسرا
سارے عالم پر ہے اُس کا پرتوا	کون سی جا وہ نہیں جلوہ نما	جسکے سر پر خاص سایہ اُس کا ہو	ملک غیبی کا ہو سلطان وہ
خاص جلوے کی چمک جیسپر پڑی	چرخ غیبی کا ہو ماہ جلی	چشم رحمت سے نظر جس پر کرے	قطرے سے دریا ہو وہ پل مارتے
پرتوا اُس نور کا جس پر پڑا	ہو گیا ذرے سے خوشید ضیا	پرتوؤں کا اُسکے کیا ہو دے بید	ہے ہر اک انمیں سے خوشید جہاں
آگے اُنکے ذرے کے ذرہ مثال	ہے وہ خوشید فلک بے قبل و قال	کیونکہ ہیں یہ سب کے سب خوشید جل	اور وہ ہے آفتاب آسماں
ان میں اُن میں فرق ہے بس بشمار	ان سے حاصل کا خیر اور اُن سے یار	روشنی انکی سے ہے دنیا کا کار	نور سے اُنکے ہو حاصل ردے یار ۳
دیکھ لے ہے چشم دل کی کھول کر	ہر جگہ نور محمد جلوہ گر	چاہئے تجھ کو اگر وصل خدا	سایہ نور محمد میں تو آ
عکس سے اُس نور کے تا اے سپر	روئے جانان پر پڑے تیری نظر	الغرض جو راہ حق مطلوب ہے	جا قدم لے دوں میرے پیر کے
گرچہ یاں سے کر گئے ہیں انتقال	فیض باطن ہے دے اُنکا بحال	بلکہ سوچنا اس سے ہے نور ضیا	کیونکہ پردہ جسم کا بھی اٹھ گیا
اب تو بے شک وہ سرا سر نور ہے	نور ہے سایہ سے بالکل دور ہے	سال تاریخ اور تولد اور وفات	انکی دونوں مجھ سے سن اے نیک ذات
جب ہوا پیرا وہ نور معرفت	شبلی دوران ادہم کی صفت	ہجرت نبوی کا اے فخر وہ قال	بلکہ سوچنا پر تھا زیادہ ایک سال
بارہ سو اٹھ میں کر کے انتقال ۱۲۵۹	اس جہاں سے جانے باز و الجلال	جسکو ہو دے شوق دیدار خدا	اُنکے مرقہ کی کرے زیارت وہ جا
مولد و مرقہ شریف اُن کا سپر	خلق میں روشن ہے جوں شمس و قمر	گرنہ آوے تجھ کو کوری سے نظر	پوچھ لے مجھ سے تو اب اے بے خبر
شہرِ جہان ہے اک جائے ہدایہ	مسکن و ماوا ہے اُس جا آپ کا	مولد پاک آپ کا ہے اور مزار	اس جگہ تو جان لے اے ہوشیار
متصل اُس شہر کے اے نیک نام	ہے عجب دلچسپ درگاہ امام	سید محمود ہے نام شریف	ہے مکمل وہ بس عجیب و بس لطیف
پاس اُس مرقہ کے قبلہ رخ بنی	ہے زیارت گاہ میرے پیر کی	اُس جگہ ہے مرقہ پاک جناب	سر جگہ کاتے ہیں جہاں سب شیخ و شا
اعتقاد دل سے جو جاوے وہاں	اُسے سب اسرار باطن ہوں عیاں	دیکھتے ہی اُس کے مجھ کو ہے یقین	اُسکو ہو دیدار رب العالمین
کرتے ہی زیارت مزار پاک کی	ہو وہیں ظاہر اُسے اسرار خفی	کیوں پھرے ہے جا بجا سرامارتا	سایہ نور محمد میں تو آ

ہو نہ ہو قدرت تجھے اُس نور تک ہیں مرید اور طالب اُنکے بشمار اُن کا رتبہ کب تجھے آوے نظر طالب صادق ہے جو توائے میاں	اُنکے خلفا سے توجا دامن سے لگ جنکی برکت ہے جہاں میں آشکار ہو رہا ہے تو تو بالکل بے صبر دوں پتا خانہ کا میں لکھ نشان	ہیں بہت اُنکے خلیفہ اور مرید ایک اُن کا مرتبہ دیکھے ہے وہ الغرض گر تجھ کو اب منظور ہے راہِ حق تجھ کو اگر مطلوب ہے	پاسکے ہے اُنکو کب تو لے سعید چشم بینا دل مصفا جسکے ہو دوں پتا بعض نکال ان میں سے تجھے قصبہ تھانہ بھون کی راہ لے
میں خلیفہ آپکے چند اک وہاں صحت اُنکی جان پارس اے فنا دیکھتے ہی اُنکے دم میں لے اخی ہیں خلیفہ اُنکے گرجے بے شمار	نور سے جن کے ہے روشن سب جہاں جنکے ملنے سے ہوس خالص طلا ستورس کا بت پرست ہووے ولی ایک انہیں میں دو اعلیٰ باوقار	فیض اُنکا عام ہے اک خلق پر ہے نگہ میں اس قدر اُن کی اثر اس طرح کے چھوڑ کر مردانِ مرد اُن میں سے دو شخص ہیں اہل ہدرا	چھوڑ گھر اور جلد لے جانکا در سنگریزے جس سے ہوں ترکِ قمر چھانتا پھرتا ہے کیوں عالم میں گرد ماہ برج معرفت شمس الضحیٰ
نیرِ برجِ کرم ماہِ عطا عالم وزاہد ولی اہل مقام دوسرے شیخ محمد مولوی وصف ان کا ہو سکے کس سے ادا	گو ہر درج نعم بحرِ سخا متقی و پارسا و نیک نام علم وزہدان کا ہے عالم پر حلی بحر عرفان کے ہیں دونوں آشنا	صاحب ارشاد و ملقین و مہرا یعنی میں حافظ محمد ضامن اب بحر ہے مواج دونوں علم کا جمع البحر میں ہیں عرفان کے	عاشقِ حق نائبِ خیر النوری فیض کی طالب ہے جن سے خلق سب ظاہری و باطنی با اہتدرا جن سے باغِ دو جہاں ہر سبز ہے
دیکھنے کو حق کے یہ آنکھیں ہیں ڈو ملک غلیبی کے ہیں دو شمس و قمر	بے حجاب ہو دیکھ ان سے یار کو نور سے دیکھ اُنکے روئے سیمبر اسپہ بھی پھر تو اگر اندھا رہے	دیکھنے کو مصحفِ رخسار جہاں شمعِ دو ہاتھوں میں دیدی ہیں ترے قعر گمراہی میں پیشک جا پڑے	چشمِ عینک ہیں دونوں یکساں راہ سیدھی آپ تو اب دیکھ لے

مناجات بجناب باری تعالیٰ

اُن کی برکت سے مجھے بھی یا خدا میں بھی تو اُس نور کا سایہ ہوں آہ نیک ہوں یا بد بھلا ہوں یا بُرا اپنی رحمت سے بلا یا دور کر	اپنے کوچہ کا ذرا راستہ بتا دور مجھ کو ڈال کر مت کر تباہ تیرا کہلا کے کہاں جاؤ خدا پر بچھوڑوں گا کبھی میں تیرا در	ساتھ کامیرے ہر اک اصل ہوا گرچہ نالائق ہوں بدکار اور بُرا مت اٹھا ذات سے اس کے کہیں مجھ سے ہیں بندے ترے بے انتہا	کوئے فرقت میں رہا میں ہی پڑا کفش بردار ہوں مگر اُس نور کا دوسرا در مجھ کو اب ملتا نہیں پر نہ مجھ کو تجھ سوا ہے دوسرا
دیکھ عزت پھر مجھے مت کر تو خوار تجھ سے ہی ترمندگی پس ہے مجھے ہو کے قائل اپنی تقصیرات سے آہ وزاری سے اٹھا دستِ دعا	اور نہ کر ذلت گنہ سے شرمسار پر نہ کر شرمندہ آگے اور کے اب جو آیا ہوں تو مجھ کو بخش دے مانگتا ہوں تجھ سے بھگوا اے خدا	مت مسلط مجھ پر کہ شیطان نفس شامتِ اعمال سے اپنے مگر کیا کروں میں عذرِ تقصیرات کا تجھ کو ہی تجھ سے طلب کرتا ہوں میں	ہاتھ سے تیرے ہو جو ہو اور بس ایک مدت تک رہا ہوں دور تر تیرے آگے عجز و زاری کے سوا اور کی خواہش نہ اب کرتا ہوں میں
نے گدائی تاجدارِ چاہئے	پر ترے کوچہ کی خواری چاہئے	کر مجھے یوں اپنی الفت سے نوست	جن سے ہو میں سب خیال غیر پست

دلی مجھ اب ہوئی یارب اسقدر	تجھ پہ دیوانہ رہوں آنکھوں پہر	دل نہ ہووے تو ترا ہوئے سدا	فلں ہووے لوری ہووے سدا
غیر تیرے جو ہر دل سے دور ہو	تیری الفت سے یہ دل معمور ہو	فکر باطل دل سے میرے دور ہو	مظہر انوار سے پر نور ہو
دے تڑپ ایسی تو اپنے عشق کی	ایک دم آرام ناپاؤں کبھی	شغل ہووے درد و غم کے جام سے	ایک دن ٹپکوں نہ میں آرام سے
درد و غم کو اسقدر یارب عطا	جو کہ دیکھ مجھ کو دے آنسو بہا	سینہ بریاں چشم گریبان بلب	عشق میں کھینچوں سدا رنج و تعب
کرم نیت بیخودی اب تجھ کو دو	آپ کو کھوکریں پاؤں آپ کو	درد الفت دے وہ اب دل کو میرے	درد میرے کو دوا ہو درد سے
خاک راہ درد منداں کو مجھے	جان بریاں چشم گریاں کر مجھے	دے وہ گریہ کو میرے شورائے غفور	جن سے ہو جا چشم طوفاں کا نور
تاکہ کر دوں غرق اس میں غیر کو	ماسوا دلبر کے جو کچھ ہو سو ہو	کر عطا ایسی طیش دل کو مرے	ماسوا جانان کے سب کو چھو نکدے
داغ دل سے کر مجھے بلغ و بہار	تاکہ آوے سیر کو وہ گلغدار	خانہ دل کو مرے ویران کر	گنج الفت اسمیں بھر دے سر بسر
زنک غیر آئینہ دل سے دور کر	تاکہ دیکھوں اسمیں دے سیمبر	دام الفت میں پھنسا کر جلد تر	دو جہاں کی قید سے آزاد کر
جام وحدت سے مجھے یوں مست کر	حرف غیرت کا ہو دے بدر	دوست سے کر پڑمرا یوں لحم و پوست	پوست سے باہر نہ نکلے غیر دوست
دے رہائی مجھ کو یارب آپ سے	آپ کو میں اپنے پاؤں آپ سے	کر جگہ دلبر کی یوں دل میں مرے	غیر کی اسمیں نہ گنجائش رہے
ہر گ و پے میں سماوے مثل جاں	دور ہو حرف دونی ازور میاں	ماؤں کا مرض دل سے دور ہو	تو ہی تو باقی رہے تن نور ہو

اس میں بیان ہے لطف اور احسان کا حضرت مولانا و ہادینا و مرشدنا قطب میان
دو آب نور الاسلام حضرت خداوند مملوئی نور محمد قدس سرہ کا کہ اوپر مجھ ناکارہ
بیچارہ بدر راہ روسیاء امداد اللہ چشتی نوری عفا اللہ عنہ کے ہے

جلوہ نور محمد نے اب آ	دو جہاں سے مجھ کو فارغ کر دیا	خود دکھا برق تجلی کا جلال	خرم تن میں مرے دی آگ ڈال
دیکھ کر اس شعلہ رو کی بہار	سہ بن موم سے مرے نکلے شرار	اُن شراروں کو اجازت دوں اگر	خاک کر دیں ماسوا کو چھو نک کر
دیکھتے ہی لالہ رخ کی بچھن	داغ دل سے ہو گیا باغ و چین	پھنسا کر اسکی زلف میں امداد میں	دونوں عالم سے ہوا آزاد میں
تھی شب معراج نے وہ زلف تھی	جو تجلی اُس نے پائی نور کی	بھر عرفاں لطف سے اس نور کے	موجزن امداد کے سینہ میں ہے
ایک چشمہ بھی جو اُس سے کھول دوں	غرق اُس میں دونوں عالم کو دروں	اک حساب اُس سحر کا ہے یہ سما	اک ذرہ ہے یہ نور اُس نور کا
گر دکھاؤں اُسکا دُر شاہوار	دو جہاں کو اُسپہ کر ڈالوں نثار	جو دکھاؤں اُس تجلی کی چمک	پھونکدے ہاں سے لیکر ادا تک
یہ رہے نہ وہ رہے نہ میں نہ تو	ہو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہو	بل نہ حرف ہو رہے بھر جان تو	ہو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہو
اس جگہ خاموش رہنا چاہئے	سہر باطن مت زباں پر لایئے	رکھ قدم امداد اس جا تمام تمام	غور فہم عام پر کرو اسلام
لطف و احسان اُسکا کھ سکتا ہے کب	سر قلم کا بھی قلم اس جا ہے اب	دیکھ یاں مت مار دم امداد اب	بندہ ہو کر حق سے کر حق کو طلب
خوش زمانہ تھا کہ اس ہجران میں	مجھ پہ جو جو گذرے تھا اُس آن میں	چہر تھا صحرا بہ صحرا کو بہ کو	اپنے اُس دلبر کی کرتا جستجو

ذوق شوق محبت الہی کا بیان

اے خدا لے ملک ہر دوسرا بے قراری ہے بہت لے کر یا بن بلائے تیرے اے شاہ جہاں اس دُور نے کر یاد اور اس قدر دور کر کے مجھ سے کثرت کے حجاب پھر میں اپنا اُس کو کر کے راہبر بجز وحدت میں نہ جان تھی غوطہ زن قید ہستی میں پھنسا تو اس قدر عہد و پیمان توڑ کر اے بے وفا	دردِ فراق سے مراد دل بے بھرا دھوٹ دھوئے تنج کو کہیں جاؤں بتا تجھ تک میں پہنچ سکتا ہوں کہاں آپ کی بھی میں نہیں رکھتا خبر جلوہ وحدت دکھا جھلک شتاب تجھ تک پہنچوں کہیں اے بانہر کچھ دُور کا تھکانہ واں رنج و محن اصل کی اپنی نہیں تنج کو خبر جس لئے پیدا کیا تھا تنج کو یار	تیری دُوری سے بہت بیتاب ہوں تو ہی بتلا آپ اپنی مجھ کو راہ واسطے اپنے ذرا صورت دکھا بجز مدت سے مجھے لا کر یہاں تاکہ قید ماؤں سے چھوٹ کر وہ بھی تو اک وقت تھکے کبریا ملک میں ہستی کے اے امداد آ عہد و پیمان جو کئے تھے تو نے واں وہ کیا ہرگز نہ تو نے اختیار	ریگ پر تیروں ماہی بے حساب ہوں جس سے پہنچوں تنج تک اے بادشاہ تاکہ جی قید دُور سے چھوٹ جا ڈالایوں کثرت میں لے جان جہاں اصل سے اپنے کہیں پاؤں خبر جز وجود پاک کے کوئی نہ مٹھا گم کیا ہے آپ کو تو نے بھلا کچھ بھی اُن سے یاد رکھتا ہے یہاں ۴ راہ سے بے راہ تو اب ہو گیا
--	--	--	---

بھائی نے یہ مضمون کتاب نان و علو کا کہ تصنیف بہاؤ الدین عالی کی ہے جو مطابق اپنے حال کے تھمال لکھا۔

سُن تو اے شکندو راہ قدیم بے یہ بلبل یار کے گلزار کی آفریں اے بلبلِ داستان سے مجھ سے راضی بھی ہے وہ دلبر بتا آفریں اے پیکِ فرخِ فالِ من ہیں نوا میں کیا تری آتش بھری آفریں اے ہر بندِ شہر سبا کہہ تو پھر مجھ سے ذرا حالِ صنم پھر سنا بہرِ خدا اے نامہ بر مسکن و مادی سے پھر میرے خورا کیوں خفا مجھ سے ہوا وہ بے سبب جس سے تھو تسکین کچھ دل کو مرے ایک دن وہ تھا کہ ہم سے دلبر با	اور اے گم کردہ راہ مستقیم پوچھ باتیں اُس سے اُس دلداری آفریں اے قاصدِ بستان سے اور مانل بھی ہے کچھ سوئے وفا آفریں اے مایہ اقبالِ من اگ جس سے یوں مرے دلیں لگی آفریں اے قاصدِ دلبر با بیگیا تحقیقِ دل سے رنج و غم زمزمِ وحیف و مینا سے کچھ خبر دے خبر بہرِ خدا بہرِ خدا عہد و پیمان توڑے کیوں کلکوت سب وہ بیان کر مجھ سے ہوں قربان گاہ خوش ہو نا تھا اور گاہے خفا	گوش جاں سے سُن تو بلبل سے ذرا آفریں اے بلبلِ بستان جاں قاصدِ جلدی خبر کچھ کو سنا یا ہمیشہ ہجر پر مسرور ہے آفریں اے بلبلِ خوشِ خواں تجھے سوز دل سے میری آہ و فغاں آفریں اے طوطیِ شکرِ شکن بند کے یادوں کی دے مجھ کو خبر ہے دل و جانِ دفنوں غم میں مبتلا پھر کہوں کچھ یار بے پرواہ سے کہہ ذرا بہرِ خدا اک حرف تو ایک دن وہ تھا کہ ہم اور وہ صنم خوش وہ دوراں تھا کہ گاہے از کرم	یار کی باتوں سے یہ کہتی ہے کیا کہ مرے دلدار کی تو داستان کہتا ہے حق میں مرے کیا دلبر با بیج تباہ تو کچھ اُسے منظور ہے ماسوا سے کر دیا فارغ مجھے ہر سُن مو سے نکلتا ہے دُھواں تجھ پہ ہو قربان میرا جان و تن تاکہ ہو وہیں مست سب دیوار و در تاکہ چھوٹیں سُنکے حالِ دل رُبا کس لئے مجھ سے وہ اب ناراض ہے از زبان آں نگارِ تندِ خو مثل بو گل تھے آپس میں بہم مارتے راہ و فانیں تھے قدم
---	--	---	--

آخرش اک شب بصد رنج و الم جان بوں پر حسرتِ گفتار سے	میں کروں تھا گوشہ میں یادِ صنم دل بھرا نو میدری دیدار سے	سر بزا نو غم سے اُس کے بیٹھ کر وہ قیامت قامتِ پیمان شکن	کھیچتا تھا دل سے آہ پر شرر آفتِ دُورِاں بلائے مردوزں
فتنہ ایام و آشوبِ زماں تا کہاں در سے مرے وہ بے حجاب	خانہ سوزِ صدیوں بس خانِ دواں لب گزراں ڈالے ہوئے رخسے نقاب	دیکھنا کیا ہوں کہ وہ مہرِ منیر زلف مشکیں دوش پر ڈالے ہوئے	خود بخو ہوتا ہے یاں رونق پذیر اور نگہ سے کارِ عالم کا کئے
بے حجاب پاس میرے آن کر آتشِ فرقت میں تیری دل کا حال	پوچھنے مجھ سے لگا وہ باخبر کیا ہے کچھ تو مجھ سے تیرے اپنے نکال	یہ کہ اے شہیدِ ادل محروں مرے میں کہا اُس سے قسم اللہ کی	دے بلا کش عاشقِ مفتوں مرے جان اب مجھ میں نہ کچھ طاقت رہی
بیٹھ کر اک دم سر بالین پر میں نے تب اُس سے کہا اے خوش ادا	اٹھ گیا بے ساختہ وہ باخبر پھر میں کب دیکھوں گا تجھ کو یہ بتا	ساتھ اپنے لگیا وہ خود پرست یہ لگا کہنے مجھے دیکھ گاتا تو	عقل و دین میرا وہ سارا ایک لخت خواب میں اپنے پھر آدھی رات کو

یہ داستان بیچ بیان تاسف اور ندامت اور صرف کرنے عمر کے بیچ اس چیز کے کہ
کہ نفع نہ دے قیامت کو اور بیچ معنوں اور غرض قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
سُورَةُ الْمُؤْمِنِينَ شَفَاءُ یعنی جھوٹا مومن کا شفا ہے

عمر گزری ساری قیل و قال میں اے ندیم اب کفش پا سے دور کر	پھنس رہی غفلت سے اس جہنم میں بہر ہوئی ہے وہ آتشِ جلوہ گر	اے ندیم اب کفش پا سے دور کر بہر ہوئی ہے وہ آتشِ جلوہ گر	کچھ نہیں طاقت ہے اب مجھ کو رہی جس سے جل کر خاک ہوتی اور بدن
اور پلا جلدی سے مجھ کو وہ شراب دے شراب ایسی مجھے اب جلد تر	غیر حق ہو جس سے جل کر سب کباب مست ہوں پیئے سے جسکے اس قدر	وہ شراب اب مجھ کو دے تو اے لیب جس طرف دیکھوں اٹھا کر کے نظر	راہ بر ہو جو کہ در راہِ حبیب کچھ نہ آوے غیرِ دلبر کے نظر
وہ پلا مجھ کو تو اب بہر خدا اٹھ توجہ کر ذرا بہر خدا	تاکہ فارغ ہوں ز قیدِ یاسوا کرتا ہے تسبیح اس کی دل مرا	اور مے خمر الخنا ہے لاؤ تم خوف مت کرا تو اے صاحبِ شعور	چھوڑ پیا لوں کو لگا دو مجھ سے خمر کیونکہ ہے اللہ تو ربِّ غفور
تنگ ہے افسوسِ وقتِ عمر اب علمِ رسمی دور کر مجھ سے انخی	حیف ہے صد حیف کھوئی عمر سب عمرِ علمِ رسم میں گزری مری	آہ صد افسوس یہ عمرِ عزیز علمِ رسمی سارا قیل و قال ہے	کھوئی اپنے ہاتھ سے ہو بے تمیز اُس سے کچھ حاصل نہ خط او خال ہے
دل کو کرتا ہے یہ مردے سے تیر علم کا برتن زنی مارے بود	کچھ نہیں حاصل ہے اس سے جزِ خطر علم کاں بردل زنی یارے بود	طبع کو افسردگی بخشے مدام خروج تو نے علم تن پر کیا	مولوی کا یاد رکھ مجھ پر یہ کلام ہو گیا حتیٰ میں وہ تیرے اژدہا
علم سے کر لے صفائی دل کی یار عاشقی کا حکم حتیٰ ہے اور درست	ہے وہی پھر تیرا یار و غم گسار اور سوا اسکے ہیں سارے علمِ مست	علمِ حتیٰ ہے جانِ علم و عاشقی جسکے دل میں ہو نہ الفتِ یار کی	باقی ہے مکر ابلیسِ شقی ہے بلا شک وہ تو قابلِ نار کی
ہو نہ جس دل میں محبت کا اثر ہے خدا کی مار اُس پر بیشتر	جسکے دلیں ہو نہ مہرِ گلرِ خاں کہنہ ابنہ ہے وہ پُر ازا ستخواں	کہنہ ابنہ ہے وہ پُر ازا ستخواں کہنہ ابنہ ہے وہ پُر ازا ستخواں	کہنہ ابنہ ہے وہ پُر ازا ستخواں کہنہ ابنہ ہے وہ پُر ازا ستخواں

رازِ باطن اُس سے کب کچھ پرکھلے	علمِ رمی کو تو کیسا ہی پڑھے	گو ترے شاگرد ہوں سو فخر راز	رازِ باطن اس سے کب کچھ پرکھنا
نام اُس کا لوحِ انسانی سے دھو	جو نہ ہووے مبتلائے ماہِ رُو	اسکے لائق ہے مجدِ ہوتن سے سر	جو کوئی قربان نہ ہووے یارِ پر
کھو چکا تو عمر اپنے کام کی	الغرض اس علمِ رمی میں اخی	اُس پہ لائق ہے کہ ہو یالال کا بار	جس کسی کے ہونہ دلیں مہرِ یار
سات دن باقی ہیں اس میں شک نہ کر	عمر سے تیری کوئی پوچھے اگر	جو سو اُس کے پڑھے ہو وہ خلیث	علمِ دیں ہے فقہ و تفسیر و حدیث
ہندسہ یا ریل یا اعدادِ رسوم	فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم	اب پڑھے گا علمِ بتلا کون سا	سُن تو اس سنتے ہیں اے مردِ خدا
سنگِ استنجا شیطان اُس کو جہاں	جو ہو دل خالی ز عشقِ دلبراں	فضلہ شیطان ہے یہ سنگِ پر	یہ علوم اور یہ خیالاتِ صوّر
دل نہیں پر ہے سرشتِ آب و گل	سنگِ استنجا شیطان ہے وہ دل	دیکھتا ہے بے حیا ملکِ غور کر	دل کو علمِ عشق سے خالی اگر
اے مدرسِ درسِ عشقِ ہم بگو	لوحِ دل سے فضلہ شیطان دھو	سنگِ استنجا دیو اندر بغل	حیف ہے رکھتا ہے جو تولدِ دغل
حکمتِ ایمانیوں کو بھی توجہاں	پڑھ چکا تو حکمتِ یونانیاں	حکمتِ ایمانیاں راہمِ نجواں	چند خوانی حکمتِ یونانیاں
اب تو فضلِ عشق سے پڑھ یک طرف	بحثِ خودِ صرف میں کی عمر صرف	مغز کو خالی کرے گا تاجیکے	علمِ معقولات بے بنیاد ہے
ہیں یہ باطل اور ان کے علم بھی	فخرِ رازی اور اسطوبو علی	کیوں بنا ہے کاسہ لیس بو علی	دل کو روشن کر بانوارِ جلی
کہتا ہے مومن کے جھوٹے کو شفا	سرورِ عالم شبہ ہر دوسرا	خوک اور کتوں کا جھوٹا کھانا تو	ان کو جو پڑھتا ہے تولدِ زشت خو
کافروں کا جھوٹا ہے زہر اور بلا	جھوٹے ہیں مومن کے ہوتی ہے شفا	کب شفا حضرت نے فرمایا اخی	سورہ سطالیں سورہ بو علی
دل کو تو آلودگی سے پاک کر	سینہ اپنا جا کے تو صد چاک کر	جا کے کھانا ریاقِ تاہو نے شفا	کھا لیا ہے زہر اگر تو نے ذرا
تو کرے گا اب بتا اے زشت خو	کب تلک یہودگی سے گفتگو	شرمِ کز حق اور نبی سے اب تو بار	کب تلک فسوسِ زاری بشمار
درد و غم کا تیرے حانی کار ہو	فکر اس کی کر جو تیرا یار ہو	تو رہے گا مبتلا اے بے حیا	کب تلک اس فکرِ باطل میں بھلا
قول اکِ مردِ عرب کا مجھ سے تو	گوشِ جاں سے سُن ذرا اے نیکو	کہتا تھا کیا خوب از روئے طرب	سُن دَف و نئے سے وہ گلِ مردِ عرب
دارہ اور نے بجاتا تھا بہم	ایک دن فحرت سے وہ بے رنج و غم	عشق سے رکھتا تھا وہ کچھ ذالقا	تھا عرب میں ایک مردِ خوش ادا
مدرسہ میں رہ کے یوں لیل و نہار	ہو کرے تم قوم اے مردانِ کار	یعنی اسی مضمون کو جی جان سے	اور کہتا تھا یہ خوش الحان سے
عمر باتوں میں گئی ناحق تمام	جو کہ کرنا تھا کیا تم نے نہ کام	جز خیال اور وسوسہ لے نابکار	کچھ کیا حاصل نہ تم نے زینہار
جس نے یہ تم کو دیا زہن و ذکا	پر کبھی تم نے نہ ذکر اُس کا کیا	تو نے کھوئی رائگاں اے بے تمیز	جتنی حقیق و لقی بنی یہ عمر عزیز
لے لیا ہے آہِ رستہ نار کا	چھوڑ کر کے تم نے کوچہ یار کا	جان اور تن کو کیا ناحق تباہ	ذکر میں اور فکر میں غیروں کے آہ
علمِ جو دیوے نہ عقی میں نجات	لوحِ دل سے دھو اُسے اے نکذات	کچھ نہیں عقی میں اب تم کو نصیب	ہے تمہارا ذکر و غیر الحبیب
یار کی آنکھوں سے دیکھے یار کو	تا کرے شقِ پردہ پندار کو	دے تو اب امداد کو بہرِ کرم	ساقیا یک جرعه از جامِ قدیم

یہ داستان بیچ قطع علائق اور گوشہ نشین ہونے خالائق سے ہے

جسکو دے توفیق رب العالمین	ہو وہ قیل وقال سے عزت گزریں	تجک خلوت میں ہے عزت اے فتا	اختلاط خلق سے ڈھونڈے ہے کیا
جو ملے گوشہ سے عزت بر ملا	خلق کے ملنے سے پھر حاصل ہے کیا	دامن عزت سے پامت کر بدر	کیوں پھرے ہے چوں گدایاں در بدر
گوشہ خلوت میں تو بیٹھا اگر	پھر قدم ہرگز کبھی باہر نہ کر	جو تو دیونفس سے پاوے اماں	جا پری کی طرح سے ہو جانہاں
جس طرح پریاں جو رہتی ہیں چھی	دیو کے ہاتھوں سے رہتی ہیں بچی	اس طرح جب دور ہو تو خلق سے	نفس اور شیطان کے ہاتھوں سے بچی
کب حقیقت سے کھلے گا تجھ پہ در	تو مجازی سے نہ گذرے گا اگر	ہو دے حاصل کب تجھے راہ خدا	جب تلک چھوڑے نہ دینا کامزا
جو تو جا ہے عزت دنیا و دیں	خلوتے از مردم دنیا گزریں	جس نے پایا کچھ بھی خلوت کامزا	ہو گیا وہ دو جہاں کا پیشوا
جب ہوئی پوشیدہ سب سے بیل قدر	ہو گئی وہ رشک صد خوشید و بدر	چھپ رہی ہے جو شب قدر اے فنا	اسلئے مقبول ہے پیش خدا
ہے نہاں جو اسم اعظم اسلئے	سارے ناموں کا وہی سردار ہے	ہو تو گر عالم سے پنہاں اے ولی	بیل قدر اور اسم اعظم ہے تو ہی
بیٹھ جا گوشہ میں لے فرزانہ مرد	اور جمیع ماسوا اللہ سے فرد	گنج مقصد ہے یہ خلوت اے سپر	لیک علم اور زہد ہو ویں جمع گر
علم بن مت بیٹھ گوشے میں فتا	اسمیں ذلت ہے تجھے بے انتہا	اور بُرا ہے علم بھی بے زہد کے	تو سمجھ اس کو ذرا اے نیک پے
	اسپہ یاد آیا مجھے قصہ لطیف	غور سے سن اسکو اے مرد شریف	

حکایت ایک عابد جاہل کی کہ غار میں رہتا تھا اور جوان دنیا دار کی

تھا کسی جا ایک مرد خوش خصال	عالم و فاضل ولی صاحب کمال	عالم و زاہد سخی اہل کرم	مستی و پارساؤ محتشم
رکھتا تھا گھر میں وہ اپنے کلب پر	صورت ظاہر میں مانند قمر	گر چہ ظاہر میں تھا از بس خوبرو	لیک باطن میں تھا بلا و زشت خو
ناخلف تھا حد سے زیادہ وہ سپر	ریخ تھا اس بات سے اُس شہ پر	افت پدیری سے پر اے نیک پے	علم کی تعلیم کرتا تھا اُسے
اپنی کم بختی سے لیکن وہ سپر	بھاگتا تھا پڑھنے سے ابھر ادھر	کرتا تھا صحبت بد و نکی اختیار	نیک باتوں سے اُسے آتی تھی عار
کہتا تھا جس بات سے اُس کا پدر	کرتا تھا برعکس اُس کے وہ پدر	آخر شاکر روز تنگ ہو کر کہا	باپ نے اُس کے کہ سن اے بیجا
جو کہ تجکو کھنا اور پڑھنا نہیں	دور ہو جا پاس سے میرے کہیں	میں نہیں دیکھا ہے تجھ سے ناخلف	گاؤں و زہی تجھ پہ رکھتے ہیں شرف
ایسے نالائق سے کیا امید ہے	دین و دنیا میں نہ کلام آوے مرے	دور ہو گھر سے نکل اے بیجا	نو کری کر جا کہیں اور کھا کھلا
بے حیائی سے یہ بولا وہ سپر	ہے خوشی میری بھی یوں ہی اے پدر	عرض کی اُس نے کہ حضرت خوب ہے	جلد تجھ کو آج رخصت کیجئے
ایک گھوڑا خوب مالے دیکھے	اور خرچ راہ کچھ دید کیجئے	تا کہ جب تک میں کہیں نوکر نہ ہوں	قوت ب سری اُس سے میں اپنی کروں
سنکے اُسکے باپ نے پھر جلد تر	کر دیا تیار اسباب سفر	ایک گھوڑا جو کہا تھا لے دیا	اور خرچ راہ بھی کچھ دے دیا
اور کپڑوں کے کئی جوڑے بنا	ساتھ اُسکے کر دیے اور یوں کہا	جا تر حافظ خدا اے بد گھر	پھر قدم ہرگز نہ رکھو تو ادھر
ہو کے رخصت باپ سے راہی ہوا	پھر نہ منہ اس طرف کو اُس نے کیا	شہر شہر و در بدر پھرنے لگا	نو کری کی جستجو کرنے لگا

رفستہ رفتہ آخرتس وہ نوجواں اُس امیر نیک کی اے خوش ادا عرض کی اُس نے جوں ہی جا کر کیا پھر جو کی قسمت نے اُسکی یادری عیش اور عشرت میں وہ رہنے لگا اُس پسر کی جس گھڑی اے نیک نام نے رہا لشکر نہ وہ فوج و سپاہ پھر تا تھا صحرا بہ صحرا در بدر دن کو تو اُس شہر میں پھرتا رہا الغرض کی رات مسجد میں بسر سوچنے دلیں لگا اپنے جواں پہن کر پوشاک اور گھر سے نکل اِس جواں کے دلیں یہ آیا خیال کہہ کے یہ اور اٹھ کے وہ مرد خدا غار کے اندر ہی اندر وہ گدا اِسلئے اُس غار سے باہر انہی تھا متعین ایک دن ہر سال میں خلق اُسکے دیکھنے کے واسطے مخافہ دن عالم میں گویا روز عید الغرض اُس دن اُسی معمول پر اتنے میں اک شوِ خلقت سے اٹھا اور طلب کرتے تھے اُس درویش اور درویش بھی بالنتہا شام کے ہوتے ہی وہ پیر بُدا سوچنے جی میں لگا اپنے جواں	اک شہر کے بیچ پہنچا ناگہاں نو کری کا تھا قلم جاری سدا نام اُس کا جھٹ سوار و نمیں لکھا فوج ساری کا ہوا افسر یہی بے غم و بے رنج و بے محنت سدا عیش و عشرت کی ہوئی مدت تمام نہ وہ دولت نہ وہ حشمت نہ وہ جاہ فقر و فاقے سے ولے خستہ جگر رات کو جا ایک مسجد میں پڑا ہو گئی اتنے میں صبح جلوہ گر یا آہی اب تنہا جاؤں کہاں جاتی ہے جنگل کو دھڑی بے غل دیکھ تو تو بھی ذرا چل کر کے حال ساتھ اُن لوگوں کے آخر ہو گیا رات دن کرتا عبادت کو ادا وہ فقیر ہرگز نہ نکلے تھا کبھی باہر اُس دن آتا تھا ہر حال میں جمع ہوتی تھی تلے اُس کوہ کے واں کا جانا سمجھ تھا ہر اک سعید جمع خلقت ہو رہی تھی بیشتر آئے حضرت سامنے دیکھو ذرا بس دُعا لے خیر سب چھوٹے بڑے اُن کے حق میں مانگتا حق سے دُعا اٹھ وہاں سے غار کے اندر گیا میں بھلا لے دل تنہا جاؤں کہاں	کہتے ہیں اُس شہر میں تھا اک امیر دے تھا عرضی نو کری کی اُسکو جو ایک مدت تک سوار و نمیں رہا چند عرصہ میں ہوا وہ نوجواں ایک مدت تک رہا اُس رتبے پر کی قضائے جو نظر نوع دگر نہ قلعہ نہ محل نہ وہ بارگاہ پھرتے پھرتے الغرض باسوز و درد تا مسافر جان کر اُس شخص کو صبح ہوتے ہی وہ مرد بے نوا تھا اسی حالت میں وہ مرد گدا اپنے اپنے گھر سے ہر اک مرد و زن ہو رہا ہے آج صحرا میں یہ کیا عنقریب اُس شہر کے اک کوہ تھا حق تعالیٰ اُسکو قدرت سے ملا اُس کا بعد اک سال کے معمول تھا کوہ کی چوٹی پہ جا کر بیٹھتا منزلوں سے آتی تھی خلق خدا اور کچھ خیرات بھی کرتے تھے وہ یہ جواں بھی تھا وہیں حیران کھڑا دیکھ کر درویش کو اُس کوہ پر اپنے اپنے دُعا کے واسطے الغرض اُس دن صبح سے تا بشام خلق ساری اپنے اپنے گھر گئی آدمی ہر ایک اپنے گھر گیا	صاحب حشمت امیر بے نظیر اُسکو نوکرا پنا کر لیتا تھا وہ ہوتے ہوتے عہدہ پھر بڑھنے لگا صاحب حشمت امیر کا مراں جب تک چاہا خدا نے وہ پسر دم کے دم میں ہو گیا زیر و زبر دم کے دم میں ہو گیا بالکل تنہا اک شہر کے بیچ جانکلا وہ مرد دے کھلا کھانا کوئی مردِ نکو باہر آ مسجد کے در پر ہو کھڑا دیکھتا کیا ہے کہ اک خلق خدا جانبِ صحرا وں ہے بے محن بے محابا جو ہر اک جاتا ہے چلا اسمیں اک درویش رہتا تھا سدا بھیجتا تھا اُسی جا پر طعام غار سے باہر نکل کر بیٹھتا آپ کو دکھانا سب کو دیکھتا اُسکی زیارت کیلئے اُس دن سدا لائق اپنے ہر کبیر و ہر جواں دیکھتے ہوتا ہے یاں کیا ماجرا دور سے کرتا تھا زیارت ہر بشر لوگ اُس سے ہی دُعا کرواتے تھے تھا رہا اُس کوہ کے گرد اڑدھام رہ گیا واں وہ جواں اجنبی تو کر گیا شہر میں جا کر کے کیا
---	---	--	--

گروہ سرجیوں توں یہاں بس رات کو جب گئی مٹھڑی سی رات اے تینوں گر تجھے کچھ عقل ہے اے ہوشیار حُبِ درویشاں کلیدِ جنت ست چلکے اُس درویش کی خدمت میں اب کیا ہے حاصل رنج لیجانا تجھے دل میں اپنے پیختہ کر کے یہ خیال دیکھ کر درویش بولا اے جواں اور تجھ کو چاہئے ہے کچھ نہیں میری خدمت میں رہا کر تو سدا ہر کہ خدمت کر دو محروم شد جو تجھے خدمت پسند آئی تری جہل سے بدتر نہیں ہے کوئی شے جہل تن میں اک بلائے جان ہے تو بھی لے امداد اگر ہے ہوشیار ہو یہاں جہل سے اکثر کام بند جہل سے اپنے گدائے آہ آہ الغرض پھر وہ جواں با صد خوشی جو کہ فرمانا تھا پیر اُسکے تیں ایک دن درویش نے اس کو افی اُس جواں نے خوش ہو پایا پیر کو یہ کہا درویش نے اے نوجواں اس کو تم وقت وضو اور غسل کے دونوں باتوں کا مجھے دیجے جواب یہ کیا تھا عہد میں نے اُس گھڑی اس سبب رات دن میں بر ملا	صحیح کو پھر دیکھے جو ہو سو ہو دل میں اُسکے یہ خیال آیا وہیں کر تو درویش توئی خدمت اختیار دشمن ایساں سزائے نعمت ست سیکھ کچھ راہِ خدا لے بے ادب اتراک دن یار مر جانا تجھے غار کی جانب چلا گھوڑ کی چال کیا ترا مطلب ہے کہ تجھے یہاں راہِ حق بتلائیے میرے تیں نا ترا مقصود بر لاوے خدا ہر کہ خود را دید او محروم شد ایک دم میں تجھ کو کرد لگاؤ لی جہل کفر و شرک کی بنیاد ہے آدنی جاہل بھی کچھ انسان ہے صحبتِ جاہل نہ کرنا اختیار آخرت میں اُسکا ہوا انجام بد غیر کو ناحق کیا یارو تباہ پڑ رہا خدمت میں اُس درویش کی جان و دل سے جھٹ وہ کرتا تھا بھی سامنے اپنے بٹھایا باخوشی عرض کی اُس نے کہ اے فرخندہ خو جو ترا دل چاہے کہ مجھ سے بیاں دور کیوں کرتے نہیں ہو آگھر سے تاکہ ہو موقوف دلکا پہنچ و تاب جب تک باقی ہے میرے جی میں جی بر خلافِ نفس کرتا ہوں سدا	کہہ کے یہ اور ہاتھ رکھ کر زیر سر کیوں پڑتا تھا یہاں اے پُر خل صحبتِ درویش سے مسرور رہ دوست درویشوں کا ہووے جنتی واسطے دنیا کے کیوں اے ہجر آخرت کے کار سے غافل نہ ہو اعتقاد دل سے وہ اے نیک پے عرض کی اُس نے کہ اے پیر ہڈا یہ کہا درویش نے اے نوجواں بے کئے خدمت کوئی پاتا نہیں جس نے خدمت کی ہوا محروم ہو جہل سے اپنی وہ درویش غبی جہل سے دل میں نخوت اور غرور ہو سکے جتنا تو رہ جاہل سے دور تیر کے مانند تو جاہل سے بھاگ جیتنگ زندہ ہے جاہل خوار ہے جہل کا اُسکی کرو نہیں گریباں پاس اُس درویش کے رہنے لگا ایک مدت جب گئی اُس کو گذر ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا ہو جو گستاخی مری اسدم معاف عرض کی اُس نے کہ یہ جو آپ کی دوسرے یہ ناک میں بتی جو ہے یہ کہا درویش نے اے یار غار میں کرونگا نفس کے برعکس کار ناک کی بتی کا سُن مجھ سے سبب	پڑ رہا جنگلی میں تنہا خاک پر اٹھ کے اُس درویش کی خدمت میں چل اور ساری خلق سے بس دور رہ دشمن اُنکا ہے بلا شک دوزخی ٹھو کریں کھانا پھرے ہے در بدر دولت دنیا پہ تو مائل نہ ہو جا کے قدموں پر پڑا درویش کے ہے مجھے مطلوب اب راہِ خدا گر یہی منظور ہے تو رہ یہاں خدمتی محروم اب جاتا نہیں کی خودی جس نے رہا محروم وہ آپ کو سمجھے تھا عالم اور ولی رہتا ہے جاہل سدا رحمت سے دور جاہلوں پر ہو غضب حق کا حضور جاہلوں کی ہو دے صحبت مثل آگ عاقبت اُسکا ٹھکانا نار ہے قبضہ مارے ہر اک پیر و جواں اُسکے کہنے پر عمل کرنے لگا پاس اُس درویش کے اے بہرہ ور اُس جواں سے وہ فقیر بینوا عرض خدمت میں کروں میں صاف حق آگھر پر ہے موم کی ٹکینا لگی اُسکے رکھنے کا سبب بتلائیے جب کہ کی میں نے فقری اختیار گو وہ کیسا ہی ذلیل ہوا و خوار نفس نے اکبار کی خوشبو طلب
---	--	--	--

یوں کہا کہ روزِ مجھ سے نفس نے تاکہ آوے نفس قابو میں تمام بند میں نے آنکھ کو یوں کر یا اسلے کافی ہے مجھ کو ایک بھی اس قدر کیا جمائی موم کی عالم و فاضل ہے پر میرا پدر اس جنابت سے نہ ہو گا پاک وہ اور تیرا عضو سارا اے عزیز دوسرے یہ ناک میں تیرے اطمی اسکے اوپر آپ کو آبِ اے فقیر اس طرح کے زہر و تقویٰ اسے ترے زانوں میں رکھ کر کے سراپا فقیر ایک عرصہ تک تامل میں رہا اٹھ سیباں سے کر کے توبہ جلد تر الغرض نہاد صو کے اٹھ کر بنیاز وہ تجلی اس گھڑی حاصل ہوئی علم دیں جا کر کے پڑھ تو شہر سے اُس جواں نے سنتے ہی جھٹ بر ملا ہو گیا درویش پھر توبے خلل ہونا علم اور زہد آپس میں بہم زہد وہ ہے جو اکھاڑے بیچ سے یہ ہو بس دل سے ترے باہر کرے ہمما یحشئ ہے اکی شان میں خشیۃ اللہ کو شانِ علم جان یعنی فرماتے ہیں یہ حضرت نبیؐ سہ یہ اشارہ ہے طرفِ آیتِ اہمما یحشئ	عطر مجموعہ کا مجھ کو چاہئے ایسے ایسے کرتا ہوں کام حق کی نعمت میں نہ ہوا سرف تا گرچہ میں نے بند کر لی دوسری حشر تک ہرگز نہ اترے گی کبھی اُس سے میں اکثر سُنی ہے یہ خبر گو کرے تلو بارتن کو شست و شو خشک رہتا ہے سدا کر لے تیز ایک تہی گوہ کی جو حد سے سٹری کہتا ہے تو صاف پاک اور بینظیر یہ تیرا خادم بہت حیران ہے مارے خوف کے ہوا ایسا حقیر پھر یہ اپنے دل سے اُسے یوں کہا اس جنابت کو بدن سے دور کر کی ادا اُس وقت جو اُسے نماز پہلے اُس سے جو نہ دیکھی تھی کبھی پھر سکھایا کہ سیباں آ کر مجھے جو کہا تھا پیر نے وہ ہی لیا عالم و زہد و قی بے بدل رکھ سکے کبرہ میں عزالت کے قدم ماسوا دلبر کے دلیں جو ہے شے اور دلیں خوف و ڈر ظاہر کرے کہتا ہے حق دیکھ لے قرآن میں ہمما یحشئ قرآن میں پڑھ جواں جانتا ہوں میں جو تم جانو کبھی ہمما یحشئ التَّوَّابِ الْعَمَلِ	میں نے بدلے عطر کے لیے پسر اور میں تو دوسرا مجھ سے یہ اب کیونکہ دوسرے دیکھتے ہیں جس قدر بند کی ہے آنکھ میں نے اس قدر سُنکے یہ باتیں جواں نے یوں کہا غسل کرنے سے جنابت کے کبھی کیونکہ دھونا فرض ہے گا حیم یعنی تیری آنکھ ساری دیکھ لے کسی طرح تیری نماز ہو دے دست ایسے علموں سے خدا دیوے پناہ سُنکے یہ باتیں جواں سے وہ گدا شیک کے آگے ہوں جوں وہ باہر پیر کر کے تو انصاف اے دلِ اب ذرا غسل کامل اور وضو کو حُسن کر وہ مزہ اور خطا اُسے حاصل ہوا ہو کے نادم پہلی باتوں سے بلا شرم آتی ہے بڑھاپے سے مجھے سیکھنے سے علم کے اے بہرہ ور ہو گئے جب علم اور زہد ایک جا علم ہے جو راہ دکھلا دے تجھے جو جو ہے دلیں سوا حق کے بھرا ڈرتے ہیں حق سے وہ مرزا خدا یعنی مجھ سے اب بہت ڈرتے ہیں وہ دل کو علم خوف سے آباد کر ذکر کیا سنسنے کا بلکہ بر ملا یعنی خدا کے بندوں میں علماء ہی خدا سے ڈرتے ہیں ۱۲۔	گوہ کی تہی ناک میں اُسدن سے دھڑ آنکھ کے اک بند کرنے کا سبب ایک سے بھی اتنا آتا ہے نظر تا کھلے ہرگز نہ یہ پھر عمر بھر گرچہ میں جاہل ہوں اے مردِ خدا خشک رہ جائے اگر اک بال بھی گر رہا کچھ خشک پاک ہوتا ہے کب خشک رہتی ہے یہ نیچے موم کے جب تلک غسل وضو ہو دے نہ چست دین و دنیا جو کرے دنوں تباہ دلیں کر انصاف اور چپ رہ گیا اُس جواں کے سامنے اُسدن فقیر اس جواں کو اپنا تو مرشد بنا باندھ پھر حق کی عبادت میں کمر جسکی کچھ ہوتی نہیں ہے انتہا اُس جواں کو باس اپنے یوں کہا اسلے پڑھنے کو کہتا ہوں تجھے ہو گیا درویش راہِ راست پر جب ہوا مقبول درگاہِ خدا دھو و گونگ مگر ہی دل سے ترے زہد وہ شے ہے کرے سب کو فنا علم حق جن کو کیا حق نے عطا عالم و عامل ہیں جو بندے مرے حادثِ لَوْ عَلِمْتُ لَمَّا بَادَرَ روتے روتے غم سے دو نالے بہا یعنی خدا کے بندوں میں علماء ہی خدا سے ڈرتے ہیں ۱۲۔
---	--	--	---

ساقیا وہ جام اب مجھ کو پیلا
ملکڑے ٹکڑے جس سے ہو سینہ مرا
در در غم سے کر کے پُر اک جام لا
در در غم سے کر کے پُر اک جام لا
تاکدِ دیار جادل میں سما
در در سے ہو در داسکے کی دوا
علم کاں بہر راغ و باغ بود
بہجہ مردوز و راہِ چراغ بود
اس داستان میں مذمت اُن علماء کی ہے جو مشابہت رکھتے ہیں امراء کی اور دُور

رہتے ہیں فقراء سے

فقر سے ہو علم کو زیب اے پسر
نے زباغ و زانغ واسپ دگاؤ خرا
فقر فخری کہتے ہیں حضرت نبی
فقر سے ہو زیب و زینت علم کی
علم کی عزت بلا شک فقر ہے
فقر و فاقہ عالموں کا فخر ہے
فقر و فاقہ عالموں کا تاج ہے
مومنوں کا فقر نبی معراج ہے
مولوی کو یہ گماں لا ریب ہے
مولوی کو یہ گماں لا ریب ہے
علم کا نقصان ہے حضرت مولوی
قائم و خائب تک یوں پہن کر
قائم و خائب تک یوں پہن کر
اور کب تک مرغ و ماہی سے انخی
تو کر لگا زیب و زینت خوان کی
تو کر لگا زیب و زینت خوان کی
اس قدر مال و منال اے بادب
جز فریب و مکر کے ہو جمع کب
جز فریب و مکر کے ہو جمع کب
اُس میں بس اتنا تکلف ہو ضرور
جو کی روٹی اور کچھ دال مسور
جو کی روٹی اور کچھ دال مسور
اور تیرا اس قدر مال و منال
جمع ہو کیونکر یہ از وجہ حلال
جمع ہو کیونکر یہ از وجہ حلال
نان و حلوا قند و شکر قورما
ہو پیسہ بے شبہ کیونکر بھلا
ہو پیسہ بے شبہ کیونکر بھلا
علم دیں سے یوں کرو جھنڈا کھڑا
اور کھانا بچہ نہ ہو اس طرح کا
اور کھانا بچہ نہ ہو اس طرح کا
آخرش تجھ کو کرے دیں سے بری
یہ تن آئی وہ تن پروری
یہ تن آئی وہ تن پروری
ایک لقمہ بھی جو کھاوے شبہ ناک
خاک کھا اور ڈال تو دان تو نیچاگ
خاک کھا اور ڈال تو دان تو نیچاگ
تجھ کو مال و جاہ پر مفتوں کرے
نور عرفاں دے وہ ہیروں کرے
نور عرفاں دے وہ ہیروں کرے
ایسا لقمہ دین کو یوں کھاوے سن
اندر اندر جس طرح کٹڑی کو گھسن
اندر اندر جس طرح کٹڑی کو گھسن
یعنی اک دانہ اگر ہو شبہ ناک
اسکو لیکر حضرت ابراہیمؑ پاک
اسکو لیکر حضرت ابراہیمؑ پاک
تخم اسکا ڈالے اپنے ہاتھ سے
اور گاؤ چرخ سے بو ناکرے
اور گاؤ چرخ سے بو ناکرے
اور اس کے کانٹے کے واسطے
آہن نو سے اگر دانتی بنے
آہن نو سے اگر دانتی بنے
اور گوند جس اسکو حوری جنتی
باخوشی کوثر کے پانی سے انخی
باخوشی کوثر کے پانی سے انخی
اور جلاویں لاکے حضرت جبرائیلؑ
لکڑیاں طوبی کی جھٹ بے قال قیل
لکڑیاں طوبی کی جھٹ بے قال قیل
اور پکا دیں حضرت مرثیمؑ اُسے
نوح کے تنور میں اے نیک پے
نوح کے تنور میں اے نیک پے
گرچہ اُس پر ایسے ایسے ہوں عمل
پر نہ اُس لقمے کا کچھ جاوے خلل
پر نہ اُس لقمے کا کچھ جاوے خلل

آتشِ خاصیت اُس کی جب کھلے	وہ ہی لقمہ زہر ہو تجھ کو لگے	راہِ طاعت میں تجھے بھیجاں کرے	خانہ دیں کو ترے ویراں کرے
راہِ جنت کی چھڑا کر بے خلاف	راہِ دوزخ کی تباہی تجھ کو صاف	دردِ دین کا ہے تجھے اپنے اگر	جلد اُسکا کر علاج الے بے خبر
ورنہ ہو گا دین تیرا سب تباہ	کر علاج اسکا ذرا سہرا کہ	کر کے محنت اور مشقت با کمال	جا کے پیدا کر تو کچھ قوتِ حلال
اس نہوا و حرص سے تو درگزر	کر قناعت پیشہ مت پھر در بدر	جو نہ ہو وے جامہِ اطلس تجھے	تن کے دکھنے کو ہے کلی بس تجھے
ہو نہ کر گنہاں و محملِ گلبدن	اک گزی کافی ہے دکھنے کو بدن	نان و حلوا تو ریزہ زردا پلاؤ	اور بریائی متبخی نان پاؤ
ہوں نہ یہ کھانے اگر باقند و مشک	تجھ کو کافی ہے پیاز و نانِ خشک	سوئے چاندی کے نہ ہوں برتن اگر	مٹی کی صحنک بھی کافی ہے مگر
اور نہ ہو وے گریبا لہ زرباب	کف سے پی سکتا ہے اپنے یار آب	اور سنہرے آنجور لے کر نہ ہوں	پی سکے ہے یار بانی چلوؤں
اور نہ ہو دیں اس پر گزریں لجام	پا پیادہ چل سکے ہے چنگام	گھوڑا ہاتھی اونٹ خچر جو نہ ہو	چل سکے ہے پا پیادہ یار تو
جو نہ ہو وے دُور باش از پیش و پس	دُور باشِ نفرتِ خلق از تو پس	یعنی گر ہو دیں نہ تیرے باوقار	آگے اور پیچھے نقیب اور چو بدار
اس سے بہتر ہے کہ تجھ کو ضرور	سارا عالم ہر طرف سے دُور دُور	اور نہ ہوں گر خانہ لہ زرنکار	کر سکے ہے زندگی در گنج غار
ہو نہ گردِ الاں کو ٹھا کو ٹھری	رہنے کو کافی ہے خس کی جھوٹری	اور نہ ہو دیں فرشتہ گرا بر شمس	بور یہ کہنہ پہ ہو گوشہ نشین
محمل و دیبا کا تکیہ کر نہ ہو	رکھ کے پتھر سر کے نیچے یار سو	واسطے داڑھی کی گنگھی نہ ہو	انگلیوں سے گنگھی کر سکتا ہے تو
اس جہان میں ہے توجہ اندازِ روز کو	بن کے پھل سے گر سب اوقات کو	الغرض جس چیز کا چاہے یہاں	ہو سکے ہے اُسکا بدلہ بیگماں
جس کا چاہے توجہ نہیں ہو عوض	تجھ کو حاصل اُس کا بدلہ ہو غرض	اور جہاں میں بے عوض ہے جان تو	قدر اپنی عمر کی پہچان تو
عمر کا بدلہ نہ ہو سکتا ہے یار	اسکو با محقوں سے نہ کھوے ہوشیار	ساقیا بہرِ خدا وہ جام دے	چھوٹ کر حرص و ہوا کی قید سے
	تا کرے آمدِ جا کر بے محن	یار کے کوچے میں قرباں جان و تن	

بیان چیزوں مختصر متفرق کا اور بیچ اشارہ قولہ تعالیٰ کے

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذَابُحُوا الْبَقَرَةَ ۚ إِنَّهَا لَكُمْ مِمَّا رَزَقَكُمْ مِنْهُ ۚ وَإِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّرِجَالٍ يَتَفَكَّرُونَ

خروجِ جاں اپنی کرو الے عاشقو	دوستی میں اپنی گرم راست ہو	جو کوئی اس راہ سے آگاہ ہے	تن کو جانے ہے کہ سنگ راہ ہے
ٹھو کریں کھاتا ہے سب کی دسلا	جو کوئی اس راہ سے واقف ہوا	گیند دولت کا وہ آخر لیگیا	جان دی جس نے پیائے دلربا
دو جہاں سے اُس نے بازی چیتا	یار کے قدموں پہ جسنے جان دی	گر حیات اور عیش خوش چاہے ہے یار	گاؤ نفس اپنے کو تو اول تو مار
کر جوانی میں نہ لے دوست جاں	جاءُوا انْ بَيْنَ ذٰلِكَ پڑھ جاں	یعنی بچہ یا کہ بوڑھی گائے ہو	اُسکی قربانی نہ ہو وے جان تو
کر جوانی میں تو قرباں آپ کو	یار کے قدموں پہ جو کچھ ہو سو ہو	جو ہو ابوڑھا گراں جانی نہ کر	بوڑھے بکرے کی تو قربانی نہ کر
سب ہوئے برباد آیامِ شباب	سہریں کچھ بھی نہ لی تو نے شباب	دن جوانی کے ہوئے آخر تمام	کچھ کیا حق کیلئے تو نے نہ کام
گذرا سنِ پنجاہ سے اور کر سجد	نے کیا تا کام آوے اے جہود	سناٹے سے بھی عمر زیادہ ہو گئی	کام کی جو بات تھی ہرگز نہ کی

عمر تیری کام کی گزری نہ آہ ایک بھی سجدہ نہ تو نے کر لیا
اب بھی تو آئے عندلیب کہنہ سال کر شروع آہ و فغاں چیز بنال
اب بھی تو بہر خدائے بے خبر اس بڑھاپے کو غنیمت جان کر
جو جوانی میں کیا تو نے نہ کام کرا اُس کو بڑھاپے میں تمام
غرق دریائے گناہی تابکے وز معاصی رو سیاہی تابکے
اور بدیوں سے تو اپنی رو سیاہ کب تک رکھیکا اے حال تباہ
حضرت آدمؑ کہ داد اسب کے تھے اور عقیقہ تھے خدا کے جانے
اک گنہ کرتے ہی سُن اُن کو کہا مذہبی مذہب نکل اب یاں سے جا
اک گنہ کے ساتھ آدمؑ کو نکال حق نے جنت سے دیا پھر دُور ڈال
حد سے گنہ انتظار اب ساقیا کر مدد یہ وقت ہے امداد کا
اس داستان میں بیان ہے مُراد قول نبی صلعم کی حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيمَانِ
کہ کیا غرض ہے اس سے

۱۵

قید میں مصیبت کی جو قید ہیں ہر غیبی سے وہ ناامید ہیں
تن بدن کو پالتے ہیں جو کوئی قید میں ہیں نفس اور شیطان کی
بند تن کو تو طرزِ زنداں سے نکل یار کے کوچہ کو اٹھ کر جلد چل
اٹھا کہیں بہر خدا تک سوچ تو یار کے کوچے کو اور اس عہد کو
ظاہر اور باطنِ عیلم اے نیکن کہتے ہیں ایمان سے ہے حب وطن
یہ وطن دنیا کے ہیں سب اے اخی کب کرے تعریف دنیا کی نبیؐ
ترک دنیا کو کرے ہے یار جو دو جہاں کا ہوتا ہے سردار وہ
نیک طالع ہیں وہی اے نیک تن جنکو رغبت ہے سُوئے اصلی وطن
اس وطن میں ہے تجھے جان اک سفر جوں مسافر چاہئے کرنا گذر
شہر تن میں اس قدر تو آچھنسا اس وطن کو کر دیا دل سے جدا
موڑ منہ اور تن سے جا لگو شناد کر اپنا تو اصلی وطن آباد کر
ہے یہ دنیا خانہ سویران یار اسکو ناداں ہی کرے ہے اختیار
ہے یہ جنت واسطے کفار کے ظالم و فساق و بد اطوار کے اور مومن کو ہے زنداں یہ جہاں

یار کے دیدار سے محروم ہیں جو گناہوں کے پڑے ہیں جاں میں
آنکلی گردن میں ہے جیلِ قنِ مَسَدُ لذتِ تن میں پڑے ہیں جو کہ بند
یاد کر اوطان اور عہدِ قدیم اٹھ تو جہ کر سُوئے ملکِ نعیم
راہ لے کوچے کی اُس کے جلد تر یار کی تجھ کو محبت ہے اگر
وہ وطن ہے اور جس کا نام لے یہ وطن ہندو عراق و شام کے
ہو خطا سے کب تجھے ایمان عطا دوستی دنیا کی شر ہے اور خطا
اُس وطن کو نفس پر ہو کر سوار چھوڑ کر دنیا کو جاتا ہے وہ یار
رکھتے ہیں وہ راہ اصلی پر نظر ہیں سعادتمند جو سب چھوڑ کر
کر لیا تو نے وطن ہی اختیار دیکھ کر اس راہ کی باغ و بہار
تو بڑا کب تک رہیگا خستہ تن اس وطن میں ہے جو یہ خود بی وطن
کوئی دیرانے میں رہتا ہے پڑا چھوڑ کر اصلی وطن اپنا بھلا
اُنوؤں اور چغندر کے رہنے کا گھر ہے یہ دیرانہ سمجھ اور غور کر
عیش و آرام زنداں میں کہاں اور مومن کو ہے زنداں یہ جہاں

فکر کراہی کوئی اے بے خبر
تاکہ تو اس قید سے ہو دے بدر
چھوڑ کر کے اپنا خانہ زرنگار
اس نجاست پر ہے تو مفتون یار
کب تک اے شاہ باز پر فتوح
تو میگا دور از اقلیم روح
کب تک اے ہر ہر شہر سب
تو رہیگا اس سفر میں بستہ پا
کیوں پڑا خالی کوئیں میں سر کے بل
گر تو یوسف ہے کوئیں میں سے آکل
اس نجاست پر ہے سبزہ دیکھ کر
ہو گیا مفتون تو اے خیرہ سر
واسطے تصویر بیاں کے میاں
آپ کو سوا کیا اندر جہاں
لوح دے سب خیالات کو دھو
جان سے اک یار پر مفتون ہو
جب نہ تجھ کو پسند نہ جانی یار
کیوں نہ ہو میرا اس سے کردگار

حکایت بسبیل تمبیش کے لکھی گئی نو

تھی اک عورت خوب صورت نازیں
سیمن ناز کبدن اور مجبیں
ایک دن باناز با صد کرد و فر
ایک کوچے میں ہوا اسکا گذر
اُس پری کا دیکھ کر حسن و جمال
ہو گیا وہ مثل تصویر خیال
اُسکو یوں مجنوں و شیدا دیکھ کر
عشق کا اسکے ہوا زن پر اثر
کیوں کھڑا ہے کسا تجھ کو دھیان
کسلے آئینہ ساں حیران ہے
اُس جوان نے یوں کہا جان جہاں
چھوڑ تجھ کو اب بھلا جاؤں کہاں
چھوڑ تجھ کو کچھ نہیں اب تجھ سوا
عشق نے تیرے مجھ سے بخود کیا
جسپیش شمس و قمر دونوں نثار
اک طمانچہ اسکے منہ پر مار کر
غیر پر کیوں کی نظر میرے سوا
کیا یہی ہو ہے وفائے عاشقان
اپنا عاشق ہو کے دیکھے غیر کو
غیر کو نظروں سے تو اپنی نکال
جو سوا حق کے ہے دے سب کو جلا
جسکی الفت میں دل اک عالم کا چور
دیکھ اُسکو ہو گیا عاشق بجاں
ہو گیا گل محو اندر روتے یار
حال اپنے کو بیاں کر مجھ سے تو
کیوں بلا میں پڑتا ہے اے خیرہ مر
ہوش و عقل و صبر اور تاب و توان
ہوش کو کچھ نہیں اب تجھ سوا
آتی ہے پیچھے مرے وہ ماہِ رُو
دھول اک سر پر لگائی جلد تر
اپنے اس دعوے میں جو صادق ہے تو
غیر کو کیوں دلیں پھر دیتا ہے جا
ہے حقیقت میں وہ مشترک سربسہر
اور چاہے کو چہ دلبر کی سیر
کیلئے احوال بنا ہے بے حیا
دھیان میں تیرے جو آدے سب خاک

تو کہاں اور میں کہاں عالم کہاں ہے یہ اک نورِ منزہ اے جواں
 ہے ہزاروں آئینہ میں جلوہ گر ایک صورت جان لے اے بیخبر
 ہے کہاں سے کثرتِ آئینہ جہاں میں سب اسماء و صفات اے نکتہ دل
 اس شکر نے بند لبوں کو کر لیا گفتگو کی قید سے دل چھٹ گیا
 جامِ وحدت دیکھ سانی جلد تر ماسوا کی قید سے آزاد کر
 ایک ہے خوشیدا و ذرہ ہزار اس تکثر سے ہے حیران عقل حال
 اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا ہوں آفت و وحدت سے ہوئے ہیں بند لب
 یار کے کوچے کا دے رسنہ بتا ساقیا اس دشتِ وحشت سے چھڑا
 بحرِ دردِ عشق میں ہوں غوطہ زن تاکہ میں سب چھوڑ کر کے بندن

اس میں بیان ہے بلاؤں اور محنتوں کا حال جو عشق کی راہ میں ہیں اگرچہ بھاری ہیں لیکن
 سب اور ہلکی ہیں عاشقوں پر بلکہ بڑی راحتیں اور چین ہے اوپر عاشق آزاد کے

میں طریقِ عشق میں صد بلا اے دلِ غمگین غم میں مبتلا
 محنت و خواری و ذلت اور حذر انتظاری بیقاری دردِ سر
 نے عزیزوں کو قریب و غریب نے کوئی غمخوار اُنکا نے رفیق
 ایک عاشق ماہر ان عشق میں ہیں وہ خوش ہر دم بلا درنج میں
 جان بازی میں ہیں پختہ پر نہ خام بود سے اپنے ہیں بے خود لکلام
 غارِ خس کو غیریت کی آگ دے با فراغِ دل تو تنہا راہ لے
 ڈھونڈت اندر خودی کے بہتری بہتری ہے بخودی میں اے اخ
 رنج و غم ہوتا ہے فرحت اور خوشی جبکہ حاصل ہووے مقصود ولی
 بکریوں کے پاؤں کی گرد و غبار بھیڑے کی آنکھ میں باغ و بہار
 اُنکو حاصل یاں جمال یار ہے گرچہ تن اُن کا مثالِ خار ہے
 عیش و عشرت جہنمک چھوٹے نہ تو غیر حق سے اور منہ مڑے نہ تو
 کب بھلا حاصل تجھے ہو راہ عشق مبتلا ہے تو تو اندر جوہر و فسق
 توشہ ہے اس راہ میں تقویٰ اترا نان و حلوا طاق میں رکھ لے فتا
 نان و حلوا کیا ہے یہ فرزندِ وزن تیری گردن میں پڑے جو طوق بن
 نان و حلوا کیا ہے یہ باغ و بہار مسند و تکیہ و خانہ زرنگار
 نان و حلوا کیا ہے کُن اے بد قماش یہ سعی تیری ہے از بہرِ معاش
 بے بقا کی واسطے لے خود پسند ہو گا کس کس کا تو یاں احساند
 تجھ کو یہ صبر و توکل سے چھڑا در بدر رسوا پھر انا ہے سدا
 آفت و درد و بلا درنج و غم عشق کے رستے میں لاکھوں ہیں الم
 ہاں مگر اک نالہ و آہ و فغاں کھانا اور پینا نہ سونا ہے وہاں
 آہِ سر و درنگِ زرد و چشم تر ہوتے ہیں ہمراہ عاشق کے مگر
 بادشاہِ باطن میں ظاہرِ خواری ہیں عشق کے وہ آزمودہ کار ہیں
 ہو کے بے خود کو چہ دلبر کو چل تو بھی اے امداد اپنے سے نکل
 مت ہو تو اُس میں تجھے ہے فائدہ سُن نہ ہونے میں ترے کب بیگرا
 جسم و جان کو پیچھے غم گرے بے پے راہ میں فقر و فنا کے سہل ہے
 بھیڑ یا ہوتا ہے خوش اور با فرج بکریوں کا دیکھ گھٹ جس طرح
 سب بلا و درد و غم میں بے گماں ہے اسی صورت سے حالِ عاشقان
 سرسبز ہے درد و غم آلودگی عشق کی راہ میں ہو کب آلودگی
 رکھ سکے کب عشق کے رستے میں کام ہو نہ جب تک تجھ پہ آسائشِ حرام
 عشق کی رہ ہے رہِ حرام نے غیر ناکامی کے اس جا کام نے
 باغ و زراعت و حشمت و اقبال حال نان و حلوا کیا ہے تیرا جاہ و مال
 جسکی خاطر ہے یہ ساری صلح و جنگ نان و حلوا کیا ہے فکر نام و ننگ
 اور فریبِ نفس و علم بے عمل نان و حلوا کیا ہے یہ طولِ امل
 زیرِ منت ہو گا کس کس کے تو یار واسطے دنیا نے و دس کے ہوشیار
 لیکیا یک لخت یہ حلواؤ نان عیش اور آرام تیرا اے جواں
 نام تیرا جان اے مردِ غمی دھو دیا لوحِ توکل سے سمجھی

گوشتہ صبر و توکل چھوڑ کر
یعنے ہے رزاق وہ پروردگار
رزق سب کو دیتا ہے لیل و نہار
صبر کے گوشہ میں اب تو بیٹھ کر
کون پھرے سرمد تا ابد ہر ادھر
رُزق دیتا ہے تجھے شام و سحر
گھر کے کتے ہی کو جامر شد بنا
کان میں تیرے پڑا بھی ہے لبیم
اس میں بیان اُس عابد کا ہے کہ دنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار میں بیٹھا تھا اور آزمانہ
اللہ تعالیٰ کا اُس کو امتحاناً اور نصیحت لینی اُسکو ایک کتے سے

کوہ لبنان میں تھا ایک عابد مقیم
دن کو رہتا تھا ہمیشہ روزہ دار
غار میں حبی طرح اصحاب الرقیم
رات کو کرتا عبادت بے شمار
کوہ لبنان میں تھا ایک عابد مقیم
دن کو رہتا تھا ہمیشہ روزہ دار
غار میں حبی طرح اصحاب الرقیم
رات کو کرتا عبادت بے شمار
آدھا اُس سے رات کو کھانا تھا وہ
یوں بسر اوقات کرتا تھا گدا
آخر شام سے لے تا سحر
اور نہ سو یا رات کو وہ مطلقاً
آخر شام سے لے تا سحر
اور نہ سو یا رات کو وہ مطلقاً
آخراً اٹھ کر وہ با صدف اضطراب
جبکہ چاروں طرف کی اُس نے نظر
سُنی تو اُس قریب میں رہتے تھے تمام
گہرے دور و ٹی اس عابد کو دی
گاؤں سے باہر نکلا وہ جوان
بھوک کے مدد سے یہ تھا احوال سنگ
تو وہ کتا روٹی اُسکو جان کر
کتا بویا کر کے عابد کی ذرا
ایک روٹی بچ رہی تھی اُس سے جو
دوسری روٹی جو اُسکے پاس تھی
دوسری روٹی بھی جب وہ کھا چکا
ہو کے عاجز اُس سے عابد نہ کہا
سو وہ دونوں تجھ کو بے ہنگام

چھوڑ کر ظاہر کی ساری حق و بق
قدرت حق سے اُسے اک وقت پر
الغرض وہ رات دن مُرد خدا
نان و حلوا دیتا تھا اُس کو خدا
انتظاری کی نہ آیا پر طعام
بھول سب جاتا رہا صوم و صلوٰۃ
الغرض کی رات تو حیون توں بسر
کوہ پر ہو کر کھڑا وہ بے خطر
کوہ سے نیچے اتر کر وہ اخی
عابد اُس کافر کے در پر ہو کھڑا
اور کیا عابد نے پھر قصد مکان
ایک کتا گہر کے دروازے پر
گرچہ لگے اُسکے کوئی جو کبھی
جو زبان پر آتا تھا لفظ خبر
جب لگا عابد کو پہنچا نے ضرر
کتا جب اس سے فراغت پا چکا
دیکھ اُسکو پھر ہوا عابد رول
سمجھے اُسکے مثل سایہ وہ چلا
تیرے مالک نے دور و ٹی سے سوا
اور کیا چاہے ہے مجھ سے اے پلید

غار میں بیٹھا کرے تھا یا د حق
نان و حلوا پہنچتا اے نامور
یاد میں اللہ کی مشغول تھا
بے مشقت اور بے محنت سدا
وہ ہوا زار و نحیف اے نیک نام
فلک کھائے میں رہا وہ مداری رات
ہو گیا اتنے میں ہنگام سحر
اور لگا پھر دیکھنے ایدھر ادھر
گاؤں کے اندر گیا با صدف خوشی
یہ کہا کچھ دو تجھے بہر خدا
تا کرے افطار روزہ اُس سے واں
رہتا تھا مدت سے اے نیکو سیر
کھینچتا گر گردہ پر کار بھی
وہ سمجھ کر خبر دے تھا اُس پر سر
ایک روٹی خوف سے دی جلد تر
دور کر عابد کا جھٹ پیچھا لیا
اُسکی ایذا سے کہ تا پاوے اماں
بھونکتا اور کپڑے اُسکے پھاڑتا
کچھ نہیں مجھ کو دیا اے بے حیا
کیا حیا تجھ کو نہیں ہے اے مُرید

قدرتِ حق سے وہ کتنا ناگہاں گفتگو کرنے لگا جوں مردماں
 بچنے سے اب تک لے نامور رہنا ہوں اُس گھر کے دروازے اوپر
 گاہ تو دیتا ہے مجھ کو بارہاں اور گاہ ہے دے ہے شمتِ استخواں
 گذرے ہیں مجھ پر بہت شام و سحر روٹی بڑی کچھ نہیں آتی نظر
 ہفتہ ہفتہ گذرے ہیں یہ ناتواں خشک ٹکڑے کا نہ پایا کچھ نشان
 گرچہ صد ہار بج اب سہتا ہوں میں در پر اُسکے پر پڑا رہتا ہوں میں
 کھینا ہوں عشق کی بازی سدا ساتھ اُسکے میں بصد رنج و عنا
 اور تجھے جو ایک دن اُلے نو جوان نے ملا تقدیر سے حلو اُوں نان
 اپنے اُس رزاق کا در چھوڑ کر گھر کے در پر تو آیا دوطر کر
 واسطے روٹی کے اپنے دوست کو چھوڑ کر آیا تو یاں اے نیک خو
 اب ذرا منصف ہو اے مردِ خدا بے حیا تو ہے کہ یا میں ہوں بتا
 اے سنگِ ملعون نفسِ امار کی یہ نصیحتِ گہر کے کتے نے کی
 سا قیامیری خبر لے جلد آ نفس اور شیطان کے ہاتھوں سے بچا

اس میں مذمتِ ریاکاروں اور مکاروں کی کہ بڑا لشکرِ شیطان کا ہے

کیا ہے دنیا جان اے مردِ عینی واسطے زر کے بنے تو متقی
 زہد کا دعویٰ ہو تجھ کو بے شمار جاہ و عزت کیلئے اے نابکار
 ہے گمانِ تجھ کو کہ ایسے مکر سے سارے عالم کو مطیع اپنا کرے
 معتقد ہو کر کے سب اہل جہاں لائیں نظریں پاس تیرے بیگماں
 میں بہت عالم میں عاقل نکتہ داں جانتے ہیں سب کی خوبی و زباں
 پر یقین ہے تجھ کو اب بیشک یہی حال سے میرے نہیں واقف کوئی
 فکر میں ہر دم ہے تو اس بات کی جسکے یاں کی عزت اور دولت ملی
 واسطے زر کے بنے اے نابکار متقی و عاقل و پرہیز گار
 جاہ و عزت کیلئے اے بے خبر دین و ایمان سے پڑا تو دور تر
 مال کھانا شاہزادہ کا مکر و شہید چھوٹے غنبت سے نہ تیری عمرِ زید
 پھر یہ تقویٰ اور عدالت باوجود ایسے صفوں کے ہے قائم اے جہود
 خبیثہ و دستار و قلب بے صفا شائد و مسواکِ لسیج و ریا
 تاکریں تعظیمِ سب شاہ و وزیر لے بنا تقویٰ کی صورت بے نظیر
 تاکہ اس جھوٹی فقری سے تری ہے تو قہر تجھ کو اے مردِ غبی
 ہیں جہاں میں سیکڑوں اہل تمیز یہ نہیں معلوم تجھ کو اے عزیز
 اس سے وہ واقف ہیں بیشک موبو یہ جو کرتا ہے فریب و مکر تو
 لافِ تقویٰ اور عدالت کی سدا اپنی خود بینی سے تو ہے مارتا
 کرتا ہے تحصیلِ جاہ و اعتبار کا تیرا سر بسر لیل و نہار
 کھو دیا ہے ہاتھ سے اسلام و دین نان و حلوے کیلئے تو نے لعین
 مکر و حیلہ بہر تسخیرِ حرام دیں دیا تو نے لیا نانِ حرام
 ہر طرح سے پھر اسے سمجھے حلال لے فریب و مکر سے ثنا ہوں کا مال
 یہ عدالت اور تقویٰ نابکار ہے ہمیشہ برقرار اور پائدار

سنگ و آہن سے بھی مضبوط ہے جو نہیں نقصاں کسی شے سے آئے کچھ نہیں نقصاں فریب و مکر سے اس عدالت اور تقویٰ کو ترے

نے خلل اسکو کسی شے سے عزیز چوں وضوے حکیم بی بی تمیز

حکایت تمثیل

حال اس عورت کا سن ٹک عریز جو کہ تو رکھتا ہے کچھ عقل و تمیز شہر بڑا میں تھی سن اک بیوہ زن کہندہ رند و حلیہ ساز و پُر زفن

نام اس عورت کا تھا اے ہوشیار کہتے ہیں بی بی تمیز ہوشیار بس عبادت سے اُسے لیل و نہار تھی سدا رغبت بہت اے نامدار

صبح سے لیکر کے ناوقتِ عشا با وضو رہتی تھی اے مردِ خدا بعدِ شتا کے صبح تک وہ بے شعور رات بھر کرتی زنا فسق و فجور

ایکدم بھر مرد بن رہتی نہ تھی گرچہ پھر چوڑھا چار ہوئے کوئی آتا جو اس بچیا کے پاس یار آگے اُسکے پڑتی تھی دامن پسار

لے نمازِ شام سے تا بامداد نامرادوں کو سدا دینی مراد اور نہ خالی ہوتی تھی اسکی دوات ایکدم بھر بے فلم سے نیک ذات

جو کوئی لاتا مراد اپنی و ہاں جمع رقم کرتی وہ اس پر بیگیا رند اور او باش کے مقصود کو خوب بر لاتی تھی وہ اے خوبرو

اسکی چکی شیخ کے مانند یار پھرتی ہی رہتی سدا لیل و نہار اور اسی حالت میں بھر وہ نابکار کرتی تھی تھی کی عبادت بیشتر

جس کسی کے نیچے سے اٹھتی بناز ہوتی تھی فی الحال مشغول نماز بے وضو بے غسل بے نیت سدا خوب کرتی تھی رکوع سجدا ادا

اُسکے اوپر کہتی تھی وہ بدگہر کیا کہوں مجھ کو تعجب ہے بڑا ایسی بد ذاتی سے بھر وہ بیگیا آپ کو کہتی تھی میں ہوں پار سا

ایک دن اک رند نے اس سے کہا اس طرح کے کار سے تیرے مجھے حیرت آتی ہے بہت اینیک پے

با وجود ایسی جنابت کے سدا خوب رہتا ہے وضو تیرا بجا نیت اور آداب یہ حکم وضو کر بیاں کچھ حال اسکا مجھ سے تو

یہ وضو تیرا سن اے نیکو سیر سنگ و روئیں سے بھی ہے مضبوط بلکہ ہے سدا سکندر سے دو چند جو کسی شے سے نہیں اسکو گزند

ہے مثال ایسی ہی تقویٰ کی ترے ہر طرح کے کار سے قائم رہے جس طرح بی بی تمیز کا وضو سو جنابت سے نہ ٹوٹے تھا کبھو

یوں ہی تقویٰ اور عدالت تیرا یار سو فریب و مکر سے ہے پائدار بے حیا بے شرم جو ہوا اسقدر بے حیا کی مارا ایسے شخص پر

ساقیا آحد سے گذرا انتظار جام دے وہ جس سے ہو سید و نگار کر کے تانا موس کے دامن کو چاک آتش دل سے میں ڈاؤں سر پچاک

اس میں مذمت اُن درس کہنے والوں کی ہے کہ مقصد اُن کا محض ظاہر کرنا فضل اور علم اور بزرگی کا اور دھوکا دینا ہے خلقت کو

کیا ہے دنیا جان تو اے خود پسند مکر و حلیہ کا ترے یہ وعظ و پند درں تیرا اسلئے ہے صبح شام تاکہ ہو مشہور علم اور فضل تام

بہر اظہارِ فضیلت اور عمل آپ کو ڈالے ہے تو اندر خلل تو یہ کرتا اب جو وعظ و پند ہے خلق میں مشہور ہونے کیلئے

علم و فضل اپنا جتانے کیلئے سو خرابی اور بلا میں تو پڑے ہر طرح اپنا جتا فضل و کمال مرد زن کیواسطے ڈالے ہے جال

تاکہ ہوں تابع ترے کچھ عام میں سو فربہوں سے تو لایا دام میں جاہل و نادان و بے عقل و شعور جال میں تیرے پڑے اے پر غرور

معتقد تیرے ہوئے وے پر ضرور کون شوئی کا نہیں جنکو شعور جاہلوں میں بیٹھ کر بن سدا علم و فضل اپنا جتا یا خوب سا

خوبی تقریر کو دیکر کے زیب راہ جنت کا بتا دے اور کو شہد و شربت اور کو دے ہے پلا بھیجتا ہے اور کو گلزار میں خوب سی شیخی جنتائی کھول کر کچھ حیا بھی تجھ کو آتی ہے بتا کرتا ہے جو توریہ کا وعظ و درس ہوتی ہے جس درس میں روی وریا خنجر لاحول سے اس چور کو درس جو قربت نہ ہو اس سے غرض اسپ و دولت کو وہ اپنے باہر وقت ہے امداد کی امداد کا	جاہلوں ناواقفوں کو دے فریب آپ لے دوزخ کی رہ بے گفتگو آپ پتیا ہے پیالہ زہر کا آپ کو ڈالے ہے تنہا غار میں مکر اندر مکر لکھا ہے سہنر حق تعالیٰ اور پیمبر سے بھلا ہے یہی شیطان تیرا اور نفس درس ہے کب ہے وہ اک قبر و بلا قتل جس نے کر دیا اے نیکو ہے نہیں وہ درس لیکن ہے مرض ہے وہ دوڑا تا فرازِ عرش پر کر کے امداد نکلتے بچوں سے چھڑا	دوسرے کو تو نصیحت ہو مدام رہ بناوے اور کو گلزار کی کرتا ہے اوروں کو سیدھی راہ پر ہے یہ سب اس واسطے اے پر خلل پر اصول و فرع تیرے اے اخ جان اس رہ میں ترا کیا غول ہے یہ ریا کا جو ترا ہے وعظ و پسند چور ہے پوشیدہ دل میں یہ ریا دولتِ ایمان لی اس نے بچا آپ کو جس نے اگر اس مرض سے ساقیا لے بہر حق میری خبر تاکہ یہ جاکر کے بے روی وریا	اور ہو دے خود قضیت لاکلام اور لیوے آپ رستہ نار کی اور ہو دے آپ گمراہ جان کر لوگ جانیں تا ترا علم و عمل محکم ان دوسے نہیں ہے ایک بھی یہ ریا ئی درس نامعقول ہے زہر ہے باطن میں اور ظاہر میں قند دولتِ ایمان کو ہے لو طشتا باخوشی جنت میں جا ڈیرا کیا کر دیا آزاد جاں اے نیک پے نفس و شیطاں نے کیا زیر و زبر اُس کے قدموں پر کرے سر کو فدا
---	---	--	--

اس میں مذمت اور بُرائی اُن لوگوں کی ہے جو ہمیشہ اسباب دنیا کا اکٹھا ۲۱
کرتے رہتے ہیں اور غافل ہیں حاصل کرنے اسباب عقبی کے سے

کیا ہے دنیا یعنی اسباب جہاں کر دیا قربان اُس پر اپنا سر اور بھی اکثر تر اے نیک خو اور اس دنیا نے دوں پر خاک ڈال سعی کچھ جانی نہ عقبی کی ہے کیا پچھے اسکے دوڑے ہے از جاں دل سعی دنیا میں رہا تو عمر بھر کا عقبی کا جو کرتا بند و بست ہوتا ہے جھٹ با خضوع و با خشوع	آفتِ جاں ہے ہر اک پیر و جوان ہو گیا تو راہِ حق سے دور تر لے گیا ہے رونقِ اسلام کو آپ کو بارگراں سے تو نکال سعی دنیا میں رہا تو مبتلا اسکے پیچھے جائے جیسے خر بگل کیا ہو حاصل تجھے جز دردِ دُر کا دنیا کے بھی سب ہو درست اپنے اس اللہ کی جانب رجوع	یہ کرے قربِ خدا سے تجھ کو دُور کر دیا ہے تلخ تیرا یا ر کام جلد اس اسباب کو اے بہرہ ور سعی تیری ہے یہ اے صاحبِ ہنر اس کی رہ میں خوشگانی اے شقی باوجود اس سعی و محنت کئے را سعی عقبی کی جو تو کرتا میاں اسلئے فرماتے ہیں خیر البشر کا اسکے دنیا و دین کے تمام	اور کرے راہِ ہدا سے تجھ کو دُور اس طرح کے نان و حلوی نے تمام بیخ دیں سے تو اکھاڑ اور دُور کر واسطے دنیا نے دُوں کے سر بسر اس کی رہ میں گند فہمی احمقی جو کہ چاہے تھانہ وہ حاصل ہوا کا دنیا کا بھی بر آتما میاں جو کوئی دنیا نے دُوں کو ترک کر ہوتے ہیں آسان سب نے نیک نام
---	---	---	---

اسکے اوپر یاد آئی ایک مثال | کان دھڑکتے تھے اے خوشحال

اس میں بیان ہے کہ اختیار کرنا کار آخرت کا اور پرکار دنیا کے بہتر ہے

تھا کوئی اک مرد صالح نوجوان کرتا تھا کھیتی کا پیشہ اے میاں پاس اُسکے کہتے ہیں تھا اک شتر بھاگنے کی اسکو عادت تھی مگر
الغافان جو آیا جمعہ کا اونٹ اُسکا بھاگ جنگل کو گیا اور آدھے دن جمعہ کا اسلئے تھا کہ پانی زرع کو دے نہر سے
مرد حیراں ہو کے بولا اے خدا پانی دینے کا بھی یہ وقت ہے مرا گریں دوں کھیتی کو پانی اب بہل اونٹ اپنے کو یوں پھر پاؤں کہاں
اور نماز جمعہ بھی دوں ہاتھ سے ہوں خرابی میں پڑا اس بات سے گرنے دوں کھیتی کو پانی اس زمانہ ہوتی ہے بالکل خراب اے مہرباں
جو یوں ڈھونڈوں اونٹ کو جنگل میں جا بس نماز اور زرع دونوں کھو چکا اسی تردد سے وہ مرد خوش بقا ہر طرح کے رنج میں تھا مبتلا
آخرش بولا تامل کر کے وہ چل نماز جمعہ کو جو ہو سو ہو کیونکہ اس دولت کو ہے بیشک بقا اور سوا اسکے ہے سب شے کو فنا
یعنے کار دین کو ہو دے بقا اور کار دنیوی کو ہے فنا جو کہ فانی سے لگاوے دل عزیز اُس سے زیادہ کون ہے پس بے تمیز
کہتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ حج مسکینوں کا ہے دن جمعہ کا باغرض تکبیر مسجد اُس نے کی اجز قر بانی کا پایا اونٹ کی
جا کے مسجد میں ہوا مشغول ذکر اور بھلائی دل سے سب دنیا کی فکر باخضوع دل بصد عجز و نیاز سامنے حق کے پڑھی اُس نے نماز
ہو کے فارغ جبکہ آیا اپنے گھر ہے دیکھا کیا ہے کہ وہ اُسکا شتر ہے کھڑا اپنے مکان پر اے میاں عاجز و مسکین غریب و ناتواں
اپنی بی بی سے یہ پوچھا اُننے جا یہ کہا عورت نے اسکی اے میاں اک درندہ اسکو لایا ہے یہاں
ہو کے گرد اسکے قوی سا بیٹریا مار کر یاں تک اسے پہنچا گیا یہ کہ رب لایا ہے میرے اونٹ کو
اب میں جا کر سنیچا ہوں کھیت کو اپنے اس معمول پر چٹنا کہ ہو گل نہ آوے ہاتھ میں تیرے اگر جز کو تو مت چھوڑ پرے بہرہ ور
آخرش اٹھکر وہ مرد نوجوان کھیت کی جانب ہوا اپنے رداں جا کے دیکھا کھیت کو جو غور کر پایا سب سرسبز اور خوش تازہ تر
خود بخود اُس نہر سے بس لگیاں اُسکی ہر کباری میں پڑ پانی رداں ہو کے حیراں مرد بولا اے خدا
ہے نہ ہمسایہ مرا ایسا بھلا پوچھا آخر اُس نے ہمسایوں سچا کھیت میں پانی مرے دیتا جو آ
بولے سب ہی یہ عجیب اک ماجرا خود بخود پانی ادھر کو بہ لیا سینختے تھے ہم تو اپنے کھیت کو
لوکتے تھے ہر طرح سے ہم اگر ہو گئے ناچار جب اے باادب ہو گئے ناچار جب اے باادب
حکم حق سے کھیت میں تیرے میاں ہو کے شاداں اور خرم وہ جوان شکر حق کرنے لگا بس بیکراں
جو کوئی دنیا نے دوں کو ترک کر آپ خود آ کر یہ دنیا نے قلیل پاؤں میں اُسکے پڑے ہو کر ذلیل
دین کو دل سے کرے جو اختیار اور جو حق کو چھوڑ دنیا میں پڑے دین دنیا سب خراب اپنی کرے
جس نے کی دنیا مقدم دین پر ہو گیا اُس شخص پر قبر خدا جو ہوا دنیا نے دوں میں مبتلا
بہتہ حاصل دین اور دنیا نے دوں سا قیادہ جام دے اب تو بہو عیش دنیا جس سے مجھ پر سرد ہو

چھوڑ کر دنیا نے دوسرے کو سر بسر حکم پر دلدار کے باندھوں کمر
سوال کرنا کسی زائد کا ایک امیر سے کہ کس قدر سعی اس امیر نے کی بیچ حاصل کرنے اسباب
دنیا کے اور تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا اس کا اوپر حاصل کرنے سامان آخرت کے

ایک عارف نے کہ تھا صاحب کمال ایک منعم سے کیا اس نے سوال
سعی تیری بہر دنیا نے دنی کس قدر ہے کہہ تو اے مردِ غنی
یہ کہا عارف نے اس کو تو بھلا رہتا ہے اسکی تک و دو میں سدا
پر جب ہے مقصود اے روشن ضمیر پر نہ آیا اس سے کچھ عشرِ عشر
رچ غم میں تو عبت اس کے میاں عمر کو کرنا ہے اپنی رائگاں
جانتا ہے وہ جو کچھ تو اے فتا اس سے کچھ حاصل نہیں تجھ کو ہوا
ہے بھلا دنیا بھی یہ عقبہ کا گھر سعی کچھ اسکی نہ کی تو نے مگر
یعنی اس دنیا نے دوسرے سے اب تجھے دارِ عقبی ہو دے حاصل کب تجھے
اور تو مہر کا و نفیس بے حیا کرتا ہے ہر دم نماز اپنی قضا
اس جہاں فانی میں تو فانی ہوا راہِ عقبی کو دیادل سے بھلا
خود بخود یہ زال دنیا ہو ذلیل خود نہیں پڑتی ترے باقالِ قیل
اس میں یہ بیان ہے کہ جو شخص دنیا کو چھوڑتے اور ترک کرتے ہیں دنیا انکے پیچھے
ڈوڑتی ہے اور جو لوگ دنیا کے درپے ہوتے ہیں دنیا ان سے بھاگتی ہے حرکایت

ایک صاحبِ دل ولی باغِ وجاہ باخوشی بیٹھا تھا اندر خانقاہ
ناگہاں تھ جانور اک طرف سے سامنے کو آگئے اڑتے ہوئے
ان میں آگے تھا کبوتر بس رواں سب سے علیٰ ز اور حقیر و ناتواں
اور پیچھے مرغِ زریں کے اوڑا جاتا تھا بد بخت کو اجڑا ہوا
دیکھ یہ بولے مرید اے شاہ دیں ماجر ایسا کبھی دیکھا نہیں
ہے کبوتر کا مطیع کیوں مرغ یوں زار باغی مرغ کا تابع ہے کیوں
جنس کا طالب ہے اپنے ہر کوئی جنس سے ہے جنس کو میل اے اخی
ہوتا ہے مومن کا مومن آشنا اور کافر پر ہو کافر مبتلا
زارِ ہر زار کے ہو کر اڑیں بلبوں کیساتھ بلب خوش رہیں
انہی اس واسطے پیدا ہوئے جنس ہے انسان کے اے نیک پیے

آئی تاملکے اپنے جنس سے	بے تکلف راہِ حق کی سیکھ لے	جنس سے جنس اپنی کامیاب	فیض ہے ہم جنس سے سب کو شتاب
انبیاء ہوتے فرشتوں سے اگر	کب پکڑتے اُن سے اُسیت بشر	کب بھلا انسان ہو کر نہ بھجاب	راہِ حق لینے فرشتوں سے شتاب
اک خلافِ جنس سے ہوں سو حجاب	اور ہوں بجنس سے لک فحیات	فائدہ بجنس سے ہو جس قدر	غیر جنسیت سے ہوا تنا ضرر
روح جو آئی ہے ملکِ امر سے	زہد و طاعت سے ہے راغب اسلئے	جسم ملکِ خلق سے پیدا ہوا	خواب و غور میں اس لئے ہے مبتلا
اُس کی پیدائش ان در سے ہوئی	حق نے جو دقوں کی اسمیں جمع کی	جو کرے یہ میل جانبِ خاک کی	نفسِ آمارہ بنے ہے اس گھڑی
اور کرے جو روح کی جانب گذر	نفسِ لوامہ بنے اُس وقت پر	میل ملکِ امر کا جب اسمیں ہو	آوے لوامہ کی جانب دُور و
جو بہت کوشش سے لاہوتی کو جا	لمبہ کی طرف پھر کھنچا ہے پا	بہت مذہب اور کمالِ اجتہاد	مطمئن ہووے وہ اہل و داد
ابنِ سخن کی کب ہے امداد انتہا ماجرا ان طائروں کا پھر سنا			

جواب دینا اُس صوفی کا مریدوں کو واسطے تسکین اور دلِ جمعی کے اور بیان کرنا حالِ طائروں کا کہ ایک کے پیچھے دوسرا اڑتا تھا

مردِ صوفی کو نہ آئی نہاں	یہ مریدوں سے تو کرا اپنے بیاں	جو اڑے جاتے ہیں یہ میں جانور	ہے مثال انکی سمجھ اور غور کر
بھاگتے ہیں ایک جو دنیا سے دُور	دوسرے طالب ہیں اسکے بالضرور	یہ مثال اُن کی ہیں مینوں جانور	ایک سے اک بھاگتا ہے دور تر
طالب و تارک ہیں جو دنیا کے اب	ایک کو ہے دوسرا کرتا طلب	بھاگتا ہے یہ کہوتر پے بہ پے	مرغِ زریں کے فریب و مکر سے
اور درپے مرغِ زریں اسکے ہے	تاکہ اس پر آپ کو قرباں کرے	لیک ہرگز یہ کہوتر ناز نہیں	ہاتھ آتا مرغِ زریں کے نہیں
اور پیچھے مرغِ زریں کے اڑا	حرص سے جاتا ہے کو ابھیا	پر نہ ہاتھ آتا ہے اک کے دوسرا	گرچہ کوشش کرتے ہیں بے انتہا
جانِ عارف ہے کہوتر کی مثال	جاتا ہے حق کی طرف بقبیل و قال	اور زریں مرغ تو دنیا کو جان	دوڑے ہے عارف کے پیچھے بیکمان
زاغ یعنی اہل دنیا حرص سے	چوں زغنِ مُردار دنیا میں پڑے	کر تو دنیا دار کو کو آشمار	ہوتا ہے مُردار دنیا پر نثار
اہل دنیا واسطے دنیا کے یار	دوڑتا ہے ہر طرف ہو بے قرار	لیک وہ مکاھ اُن سے بھاگ کے	مردِ حقانی کے جا پیچھے پڑے
بھاگتا ہے مردِ حقانی مگر	مکر سے اس بھیجا کے خوف کر	دوڑتی ہے اسکے پیچھے یہ سدا	بھاگتا ہے اس سے وہ مردِ خدا
ہے یہی دنیا کا یار و ماجرا	بھاگے ہی جو اس سے اُس کے پاس جا	اور جو اس کو طلب کرتے ہیں یہاں	بھاگتی ہے اُن سے یہ کوسوں میں

نمِ شیل

اور میں اس پر تو مجھے اک مثال	نیک لوگوں کا بیان کرتا ہوں حال	ایک دن ہاروں رشیدِ بادشاہ	تخت پر بیٹھا تھا با صد عز و جاہ
اور گرد اسکے کثرتِ لاکلام	تھے کھڑے آداب سے لوٹری غلام	ہر باں اُن پر جو کچھ سلطان ہوا	حکم یہ مختار کاروں کو دیا

جو کہ نوشہ خانہ میں موجود ہے	سامنے لاکر دھریں ہر ایک شے	سنتے ہی مختار کاروں نے جیجی	پیش شہ ہر ایک نعمت لادھری
حکم پھر لوٹری غلاموں کو دیا	شہ نے کیس یہ نعمتیں تم کو عطا	جس کو اس نعمت سے جو مطلوب ہو	لے اٹھا اس میں سے وہ بے گفتگو
سنتے ہی اس بات کے لوٹری غلام	گر پڑے ایک ایک ہر نعمت پہ تمام	کچھ کسی نے اور کسی نے کچھ لیا	ہاتھ اک لوٹری نے شہ پر رکھ دیا
ہو خفا باندی سے یوں شہ نے کہا	رکھ دیا کیوں ہاتھ مجھ پر اب بتا	عرض کی لوٹری نے جب اے نیکیو	صاحب ان نعمات کا موجود ہو
اسکی کہتی ہے کیا پھر جو شبہا	چھوڑ صاحب کو پڑے نعمت پہ جا	بادشاہ سنتے ہی جھٹ اس بات کے	اُسپہ عاشق ہو گیا دل جان سے
اور کہا شہ نے اُسے اے بادب	کر دیا آزاد کچھ کو میں نے اب	اور یہ سب نعمائے اور باندی غلام	کر دیے کچھ کو عطا اے نیک نام
اس طرح سے جو کوئی حق کے لئے	دل سے سب نعمائے دنیا چھوڑ دے	چھوڑ کر نعمائے دنیا سر بسر	دل لگا دے اپنے حق سے بیشتر
حق تعالیٰ ہو کہ خوش اُس شخص سے	اتر ت کی نعمتیں سب اُس کو دے	تو بھی اے امداد بہر ذوالجلال	دو جہاں کی نعمتوں پر خاک ڈال
	ما سوا پر ہونہ ہرگز مبتلا	خالصا لہذ حق سے دل لگا	

اس میں مذمت اور بُرائی ان لوگوں کی ہے کہ فخر کرتے ہیں ساتھ مصاحبت بادشاہوں کے اور دعویٰ رکھتے ہیں شامل ہونی کا بیچ اہل سلوک کے اور جمع ہونا دوضدوں کا محال ہے

کیا ہے دنیا جان تو اے بہرہ ور	قرب سلطان ہے تو کراس سے حذر	ہوش سر سے بھی ہے اور لے سرور	قرب سلطان اس سے تو دور دور
ہے سعادت مند وہ ہی اے فتا	آپ کو جس نے لیا اس سے بچا	قرب سلطان سے بچ کر بچ سکے	کیونکہ یہ تیرا دہاں جان ہے
اور ہے ایمان کا بھی اسمیں ضرر	ہو سکے جتنا تو کراس سے حذر	اس کے اور پرکھتا ہوں اک داستاں	کان دل سے تم سنو اے مہر باں
	نیک لوگوں کا طریقہ ہے یہی	جو نیاں کرتا ہوں تجھ سے اے غبی	

داستان

ایک تھا درویش بس روشن ضمیر	راہ حق میں جست و کال بے نظیر	چھوڑ کر دنیا کے سارے کار و بار	کر لیا تھا اُس نے کوشہ اختیار
خلق سے ہو کر جہاں جنگل میں جا	کرنا تھا تنہائی میں یادِ خدا	بیٹھ کر اک غار میں تنہا سدا	ذکر حق میں ہر گھڑی مشغول تھا
باہر آتا تھا نہ وہ اُس غار کے	پر کبھی حاجت ضروری کیلئے	بعد ہفتے کے جو ہوتی اشتہا	کھاتا تھا برگِ شجر وہ پارسا
ایک مدت ہو گئی اُس کو بسر	ذکر حق کرتے ہوئے اس طرح پر	تھی اُس عارف پر عنایات خدا	واصل مولیٰ وہ رہتا تھا سدا
چھوڑے اس عالم کو جو حق کیلئے	بے شہہ وہ اپنے دلبر سے ملے	جہد و کوشش شرط ہے پرانے سپر	راہ میں دلدار کے شام و سحر
ہے بہت بار یک راہِ دل رُبا	چل سکے بے راہ برکے کب بھلا	ہیں گی اس رو میں بہت سی گھٹیاں	طے ہو کب بے راہ برکے اے فلاں
کہتے ہیں حضرت محمد اس لئے	راہِ برے ساتھ پھر تو راہ لے	راہِ برے تا تو سیدھی راہ جا	گھاسیوں میں ورنہ ہو گا مبتلا
اولیاء ہیں راہِ بر اس راہ کے	اُن کے دامن کو کھڑا اور راہ لے	عمر بھر گر چہ کرے روزہ نماز	بے مدد مرشد کے کب ہو ستر باز

سُورِ باطن کب ترے دل پر کھلے	تو عبادت گرچہ کیسی ہی کرے	گرچہ کی تو نے عبادت سالہا	لیک بے مرشد تو ویسا ہی رہا
جو کہ تھی حرص وہو ادلیں بھری	اس عبادت سے نہ وہ کچھ کم ہوئی	جو نہ جا حرص وہو ادلیں ترے	اُس عبادت کو ترے پھر کیا کرے
کہنا ہے حق دیکھ دیدہ کر کے باز	منع کرتی ہے گناہوں سے نماز	عادت ہے یہ تری روزہ نماز	سُورِ باطن اس کب تجھ پر ہونا ز
بیرونی کرجان سے مرشد کی تو	تاکہ کر دے تجھ کو سیدھی راہ کو	ورنہ اس رہ میں تو بے مرشد سدا	ٹھو کریں کھا تار میگا جا بجا
سوچ تو دلیں ذرا اے نیک پے	بے کماں کے تیر کیونکر چل سکے	تیر دیکھا ہے کوئی بھی اب بتا	بے کماں کے جانسانے پر لگا
کس نے پایا ہے صراط المستقیم	بے مدد مرشد کے بتلا اے کریم	انتہار کھتا نہیں ہے یہ سخن	حال اُس درویش کا اب مجھے مَن
آنا دنیا کا ایک عورت نازنین کی صورت بن کے آگے مرد عارف کے			
درمیاں اُس غار کے وہ پارسا	ذکر و فکر حق میں رہتا تھا سدا	ناگماں اک روز اے فرخندہ فال	ایک عورت صاحبِ حسن و جمال
باہر اراں خونی و زریبندگی	اگنی خدمت میں اس درویش کی	دست بستہ باادب ہو کر کھڑی	عرض خدمت میں یہ کی درویش کی
جو کرو اسدِ م قبولِ حضرت مجھے	کیا کریموں کے کرم سے دور ہے	تیری خدمت میں رہو گی میں ملازم	جو کہ فرماؤ بجا لاؤں تمام
دیکھ کر درویش نے اُسکے تئیں	کر لیا معلوم باطن سے وہیں	ہے یہ دنیا بگراور نابکار	سامنے آئی مرے کر کے سنگار
یہ کہا درویش نے اے بیجیا	دور ہو مجھ پاس تو ہرگز نہ آ	بھاگ کر تجھے یہاں آباہ نہیں	چھپکے آ بیٹھا ہوں تنہا غار میں
بچ کر نہ یوں آئی ہے اسجاے پلید	مکر سے ڈرتا ہے تیرے ہر سعید	یہ کہا اُس نے کہ اے درویش جان	حکم سے حق کے میں آئی ہوں یہاں
حق میں میرے تجھ کو لے مر دقتیں	فائدہ کچھ منع کرنے میں نہیں	آئی ہوں میں حکمِ حاکم سے سیال	کیوں خفا ہوتا ہے مجھ پر اے میال
کہلے یہ نظروں سے وہ غائب ہوئی	اور عارف کو سوئی وحشت بڑی	یہ کہا عارف نے وہ جو آئے گی	جو تیاں مجھ سے بہت سی کھائی گی
اگر نہ جائے گی وہ میرے پاس سے	گور کا مصرف کر دنگائیں اُسے	گرنہ جا مجھ پاس سے دنیا نے دوں	خرچ اُسکو راہِ عقبی میں کروں
مال دنیا ہے یہ زہرِ سہمِ ناک	گرا سے پاؤں تو اُس پر ڈال خاک	یعنے اُسکو صرف کرنیک امر میں	تاکہ کام آوے وہ تیری قبر میں
واسطے حق کے جو دے نواک یہاں	اُسکے بدلے پاؤں تو مجھے وہاں	کر سخاوت کا تو پیشہ اختیار	تاکہ راضی تجھ سے ہو پروردگار
چاہتا ہے وہ جو کچھ پروردگار	کرتا ہے اسباب اُسکے آشکار	دس برس تک وہ فقیر اُس غار میں	تھار ہا مشغول حق کے کار میں
کوئی آتا تھا نہ اُس پاس اے سپر	کیونکہ بستی سے تھا جنگلِ دور تر	گائیں بکری اونٹ خیر اور گدھے	واں ملک آتے نہ چرنے کیلئے
اتفاقا اک برس تقدیر سے	تھوٹ عالم میں پڑا حد سے پرے	خشک سب کھیت اور جنگلِ سو گئے	آرمی حیوان گل مرنے لگے
گلہ ہلے اشترو گاواں و خر	پھرتے تھے چرواہے ایدھر اور اُدھر	کچھ بھی جس جا پاتے تھے سبزے کی بو	دوڑتے چوپائے جھٹ اس طرف کو
یوں ہی پھرتے پھرتے ایک دن ناگہاں	اُسے پس اُس غار کے سب رعایاں	چند اک چوپائے گرد اُس غار کے	دیکھ سبزہ کھاتے کھاتے آگئے
پھر تو چرواہے وہاں آنے لگے	لے لے چوپائے چرانے کے لئے	ناگہاں اک دن وہ غار غار سے	آیا باہر ایک حاجت کے لئے
کی تھی جو حق کی عبادت پیشمار	نور حق تھا اُس کے منہ سے آشکار	دور سے چرواہے صورت دیکھ کے	گرو اُس درویش کے آکر ہونے

اعتقاد دل سے جاہر ایک نے رکھ دیا پاؤں پہ سر درویش کے
جسکو حاصل ہوئے وصل دلربا پھر بے اسکو اور سے مطلب کیا
اپکو خواہش ہو اب جس چیز کی حکم کیجے ہم بجا لاویں ابھی
کر کے اُن کی عجز و زاری پر نظر یہ کہا کچھ دودھ لاؤ ہو اگر
شیر کے دو ایک دیکر گھونٹ یار تا میں مارِ نفس کا دوں زہر مار
جب نہ انکو چارہ کھانے کو ملا شیر اُنکے خشک پستان سے ہوا
دیکھ کر درویش اُن کا اضطراب یہ کہا اُن کو کدے مردانِ کار
کر کے بسم اللہ اب لے نیک راہ سچی کرتو ہوگی امدادِ آلہ
گوش جاں سے سن ذرا اے ہر باں کہتے ہیں کیا سرورِ پیغمبراں
بے سفر چلنے کے کب ہو راد طے جہد کر چل منزل مقصود پئے
ہو مسافر کو کہاں آرام و خواب ہر گھڑی رہتا ہے اسکو اضطراب
راہ لے چل عیش کے دامن کو بچھاڑ تانا لہجے اُن سے اندر خار و جھاڑ
یعنی یہ کپڑے لہجہ کر جھاڑ میں خوب ساتن کو ترے زخمی کریں
دور ہے منزل بہت رہ میں سپاڑ اور بہت سے جا بجا کانٹوں کے جھاڑ
قطع کر یہ خار رہ سے تاکہ تو جلد پہنچے منزل مقصود کو
یعنی لاسے نیز سے تیشہ بنا سنگِ غیرت کو پھر رہ سے ہٹا
یعنی یہ حرص و مہولے دینوی غیر حق کے ہے ترے دلیں بھری
بے سخن ہے بے بیاں اے دوستو حال اُس درویش کا مجھ سے سنو

قصہ - دوہنا ایک چرواہے کا از مالش اور بد اعتقادی سے

ایک چرواہا عرض ان سے اٹھا پاس گاؤں ارسپدہ کے گیا
اُس جواں نے پاس اُس گائے کجا ہاتھ جھٹ اُسکے تھنوں پر رکھ دیا
ہو کے حاضر سامنے درویش کے دودھ لے با اعتقاد حاضر ہوئے
ریوڑوں کو ایکے ملے رفیاں شہر کی جانب ہوئے یار و رواں
دن کئی گندے غرض اس طرح پر آتے تھے چرواہے وے آسفا پر
تھا خلائق کی زباں پر یہ کلام شاد نگ بھی ہو گیا یہ قصہ عام
اُسکے دوہنے کا ارادہ کر دیا تاکہ لیوے امتحاں درویش کا
ہاتھ رکھتے ہی تھنوں پر بیگیاں دودھ کی دھاریں ہوئیں اُسے اُن
دودھ لے عارف نے اُس پی لیا بعد اُس غار میں جا کر چھپا
شہر میں وہ سب کے سب داخل ہوئے اس کرامت سے ولے حیران ہوئے
رفتہ رفتہ پھر شہر میں جا بجا اس کرامت کا بہت چرچا ہوا
سنئے ہی اس بات کے شہ نے کہا سب امیروں اور وزیروں سے بلا

چلکے اُس عارف کی زیارت کیجیے کہ گئے یہ اور اٹھ کے باصدا التجا صحبتِ میر و وزیر و بادشاہ ان کی صحبت سے ہر اک حیراں ہوا پاسِ سلطانوں امیر و نیک نہ جا اس لئے فرماتے ہیں خیر الزماں جو کہ عالم جا امیروں سے ملے الغرض شہ عجز و زاری سے سدا ہوتے ہوئے چاہا یہ سلطان نے باعثِ برکاتِ رحمانی ہے یہ شہر میں ہوا اس طرح کا مرد جو بادب کی عرض یہ درویش سے	کیونکہ وہ دُورے میں اپنے فرد ہے خدمتِ درویش میں حاضر ہوا ہے بڑا فتنہ سمجھ اے نیک راہ عاجزاں کے مکر سے شیطان ہوا آپ کو ان سے بہر صورت بچا دین حق کے ہیں امیں یہ عالماں دین کے بیشک ہوئے وہ چوٹے پاس اُس درویش کے رہنے لگا خوب ہو جو شہر میں عارف چلے سایہ انوارِ ربانی ہے یہ زیب شاہی رونقِ اسلام ہو شہر میں چلے تو اب کیا خوب ہے	اُس کا ثانی کوئی عالم میں نہیں شہ کے آنے سے ہوا درویش کو ہے سلاطینوں کی صحبت مثلِ آگ ہے تکبر آنکے دلیں یوں بھرا صحبتِ انکی کبر و غفلت لائے ہے پر نہ ہو جو ہنشین و ہم طعام بس ڈروان سے بچو اے مومنین پھر تو دونوں عارف و شہ بے خطر سوچ کر دل میں کہا دستور کو اس کے قدموں کے طفیل الحبر و الغرض آیا وزیرِ حیلہ جو مرد آزادہ تھا وہ مردِ خدا	عالم و کامل ولی سلطانِ دین شغل میں حق کے حرج بے گفتگو تیر کے مانند ان سے دور بھاگ بکریوں میں جس طرح ہو بیٹھ یا اور قناعت کا اثر لیجائے ہے ساتھ سلاطین امیروں کسدا تا تمہارا بچ سکے اسلام و دین ہو گئے آپس میں جوں شیر و شکر جو چلے محلوں میں عارف خوب ہو رحمتِ حق ہووے نازل شہر پر پاس اُس عارف کے باصد گفتگو بھاگتا تھا خلق سے کوسوں سدا اختلاطِ خلق سے ہے سوبلا میں نہیں ہوں اے وزیرِ بادب گاؤ خرمیں رہنے کا کیا فائدہ جان اپنی کو سلامت لیگیا ملک وحدت کا ہوا سلطان رہتا گمراہی میں ہر اک مبتلا جو کہا تو نے یہ حق ہے اور بجا بے شبہ وہ ہاتھ دھوئے جانے رنج و بیماری سے ہیں پاک لے متیں کسر نفسی سے یہ اب کہتا ہے تو آپ کی خدمت میں اے پیر بُدا عیش دنیا سر بالکل لا کلام ہے وہ سب لوگوں میں بہتر بالیقین فیض اپنا چل کے سب کو دیجئے
۲۸ بولا وہ سناے وزیر اب مجھ کو کیا ہے موافق طبع ویرانہ مجھے مرضی حق کا ہوں طالب میں سدا کہتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ فائدہ وحدت میں ہووے جسقدر پھر وزیرِ حیلہ جو نے عرض کی یوں اگر گوشہ پکڑتے اولیا لیک جو بیمار ہوا اے باشعور اور صحت جس نے پائی مرض سے ایک مجھ میں حرص کچھ باقی ہے اب تارک دنیا ہو تم تو بالیقین تیرے نفس پاک سے اے ہر باں سامنے تیرے ہوا و حرص سب نفع جس سے ہو خالق کو تمام	خلق کے ملنے سے بتلا فائدہ اور ہر اک طالبِ آرام سے خوب تنہائی میں ہو فرضی ادا جو رہا تنہا وہ آفت سے بچا اس سے تنویرِ جہ ہو کثرتِ بصر گر پکڑتے اس طرح گوشہ نبی وہ حق پاتی یہ کب خلقِ خدا چاہئے پر ہمیں اُس کو بالضرور کیا دوا پر ہمیں کی حاجت اُسے چاہئے پر ہمیں مجھ کو اس سبب آپ سے ہم پاس تم آئے نہیں ہو گئی رخصتِ ہماری جانِ جان محو دل سے ہو گئے یک لخت اب فائدہ اُس سے اٹھاویں خاص و عام	مجھ کو آبادی سے ویرانہ بھلا طالبِ آرام نفس اپنے کا اب ہے بھلا حق میں مرے گوشہ سدا اختلاطِ خلق سے ہے جو بچا جس نے کثرت سے بچا یا آپکو کب پہنچتا خلق کو دینِ خدا یوں کہا درویش نے اے باخدا جو نہ بیماری میں پر ہیز اب کرے انہیا اور اولیا نے راسخیں منکے بولا وہ وزیر لے نیک خو خود بخود آتے ہیں ہم بالتجا تیری صحبت سے ہوئے ہم پر تمام میں یہ فرماتے امام المرسلین تم بھی اس پر اب عمل کچھ کیجئے	

<p>فیض سے ہوں تیرے وہ ذکر تمام بولا عارف جائے تشنہ چاہ پر ایک مدت الغرض اس طرح پر بولا بہتر تیری فرحت کے لئے سہولیا درویش ہمراہ وزیر وہ فقیر اپنی خلاصی کے لئے باسز درویش واں مستانہ وار بھاگ کر نکلا جھٹ اس لئے شاہ نے جانا کہ عارف لطف سے مارنے میں اسکے یہ تھا فائدہ چاہئے تھا یہ تو کہ ہو بد اعتقاد عرض کی اے پیشوا اے عارفان نظر نے کشتی جو توڑی جوڑ سے جانا عارف نے کہ ہے حکم خدا مرضی حق پر ہی رہنا چاہئے مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا شہ نے عارف کیلئے باعز و چاہ وہ فقیر پاک جان و راست باز پوستیں اور دلق کو پہنے ہوئے بانوشی رہتا تھا اس گڈڑی میں گرچہ دنیا ہے یہ ملعون ازل نیک کاموں میں تو مسکوف کر واسطے دانا کے دنیا خوب ہے گر نہ ہو منتر تجھے معلوم یار مال دنیا کے نہ ہرگز گرو چا دس برس اسکو سے بوں ہی نذر</p>	<p>جو بیڑے رہتے ہیں غفلت میں ملے چاہ پیا سے پاس کب جا لے پسر عرض کرتے ہو گئی اس کو پسر میں چلوں کا شہر میں سلطان کے سوئے دولت خانہ شاہ کبیر مارنے پتھر لگا سلطان کے مارتا تھا بے خطر پتھر ہزار جس میں بیٹھا تھا وہ سلطان سے مارتا تھا مجھ کو پتھر اس لئے تاکہ اس صدمہ سے مجھ کو بچا اور ہوتا شہ کو زائد اعتقاد لطف کا تیرے کرو نہیں کیا بیان تاکہ وہ ظالم کے ہاتھوں سے بچے کیا ہے چارہ جب ہوا امر قضا زہر بھی اک عرصہ چکھنا چاہئے زہر بھی چکھئے ذرا سہرہ خدا کر دیئے تیار محل اور خانقاہ ہو گیا ظاہر میں اندر عز و ناز نفس پر کرتا جہاد ہر دم دے فقیر بکرتا تھا محکم آپ کو پر ہے مومن کیلئے بیت العمل در نہ تو گتا سا ہے مردار پر اور نادانوں کو بد اسلوب ہے سانپ کے من گرو پھر تو زینہار جو تو جاوے خرچ کر راہ خدا پر ہوا لیسائی اپنے حال پر</p>	<p>کرتے ہیں کفران نعمت جو کوئی جو کہ چاہے مجھ سے وہ آوے یہاں آخر شجہ جانا جو عارف نے کہیں بعد اس کے جو صلاح وقت ہے شاہ نے دیکھا جو اس کو دور سے تاکہ دیوانہ سمجھ کر اس گھڑی بے محابا اس قدر مارا کہ شاہ اس مکان سے شاہ جب باہر ہوا اس مکان میں تانہ یہ دیکر مرے چاہے تھا عارف چھٹا نا آپ کو صدق دے باہر اراں التجا کیا کروں احسان کا تیرے شکر میں اس طرح مجھ کو بھی تو نے خضر دار دلیں اپنے پھر وہ یوں کہنے لگا یعنی خواہش پر خدا کی بر ملا الغرض کہنے سے عارف شاہ کے اور نعمت بھی ہر اک موجود کی عیش دنیا میں تھا ظاہر میں پھنسا ایک حجرے میں وہ تنہا بیٹھ کر کچھ نہ اس دولت سے صل تھا مے مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا مال دنیا کو بقا گرچہ سنیں جانتا ہے جو کہ منتر سانپ کے تانہ دھو دے ہاتھ اپنی جان سے الغرض درویش کو رہتے ہوئے زینہ خاست میں آیا کچھ بھی فرق</p>	<p>تیری صحبت سے ہوں متا کر دے لہجی میں بھلا کسوا سطلے جلوں دیوان یہ وزیر آبیاں سے طہنے کا نہیں وہ کروں گا تیری خاطر جان کے اٹھ کے آیا واسطے تعظیم کے چھوڑ دے سلطان مجھ کو اے ولی بھاگ کرواں سے گیا بار در و آہ حکم حق سے وہ مکان جھٹ کر پڑا کیونکہ تھا معلوم اسکو کشف سے حکم حق تھا مبتلا یہ اور ہو آکے شہ عارف کے قدموں پر پڑا جوڑ میں تیرے ہزاروں لطف میں کر دیا سوور طہ قائل سے پار مرضی حق تو اب یاں آپھنسا چاہئے راضی رہے صبح و مسا شہر میں آیا نکل کر غار سے واسطے درویش کے با صد خوشی لیک باطن میں تھا وہ سب جدا کرتا تھا یاد خدا شام و سحر پر فقیروں کو دیا کرتا تھا مالے نیک ہے گر خرچے اسکو نیک جا خوب ہے گر خرچے اندر کار دیں سانپ ہو دے دوست اسکا دیکھلے یاد رکھ یہ بات میری مان لے ہو گئے دس سال پاس اس شاہ کے گرچہ ظاہر میں رہا دنیا میں عرف</p>
---	--	--	---

میر نظم ملک یا بہر شکار اسکی زیارت سے ہوا وہ بہر ور سامنے سے دوسری بار لگی تجسس میں ہوتی ہوں رخصت نمل ہو ترابع تو اُس سے دور ہو میں نہیں آیا ہوں تیرے داؤ میں اسکے فتنے کا ہوا عارف کو فکر آپ سے مجھ کو کرے کیونکر جدا دیکھے سوا کرے کیونکر مجھ ہو ویں سب تدبیریں باطل دراز شاہ جنگل کو گیا بہر شکار دل ہوا گرمی سے شہ کا تخت تخت پاؤں پر بوسہ دیا سو صدق سے کچھ ہوا آسودہ شہ اُس سے ماں خنجر سلطان نکل کر از میاں اک طرف رکھ دوں غافل باو شاہ پر غضب سے آگ کا شعلہ بنا تا کہ دیکھے فعل کی اپنے سزا کھینچے خنجر جو ہمارے قتل کو جان بخشی اسکی کر لے نامور کر کے نکا شہر سے باہر نکال دم میں ہوں شیطان اور دم ہلی ہو گیا بظن اُسی عارف سے کہ جو ہزاروں جرم بخشے اور خطا اُس سے زائد ہو قوف اور کون ہو دل لگا نا اُس سے بیشک خطا	دقت مٹنے کے وہ سلطان اپنے اور اسی حالت میں وہ پیر بردا پوچھا عارف نے کہ تو کس واسطے یوں کہا چل دور ہوا بے حیا دور ہو مجھ سے کہیں اب اے غبی دور ہویاں سے تو جلدی بیخیا دیکھے کس طرح ہو دے گا جدا دیکھے تقدیر سے ہو کیا سبب پڑھ کے پھر لاجول ہوا غل رب جو کیا چاہے بے کوئی کار رب جستجو کی اور محنت بے شمار واں سے ہٹ کے شہ اُسی معمول پر آیا تھا گرمی میں گھبرا یا ہوا اک طرف تکیہ لگا دیوار کا ننگا ہوشہ کے شکم پر گر پڑا چونک اٹھا کیا بارگی شہ خواب سے بولا غصے سے کہ جھٹ آوے وزیر کیا کیا تھا میں کہو اُس کا بُرا جو وزیر اس امر سے آگہ ہوا شاہ بولا تجھ کو بخشی اُس کی جاں ہو بے یہ صدق و وفا بل دل استقاد اہل دولت پر کبھی دشمن جاں اس قدر اسکا ہوا دیکھ کر کے سب وہ جرم و گناہ سو خطا میں کر کے تو آدے جو پھر جاں سلامت اپنی عارف لیا گیا	مختصر یہ رسم شاہ جو سوتا سوار العرض اک دن اسی معمول پر ناگہاں وہ زن جو پہلے آئی تھی مرض کی اسنے کہ اے سلطان جان تو دعا دے ہے ہر اک کو پر جو درد پاس میرے دونوں یہ موجود ہیں ہو گئی غائب نظر سے مئی یہ ذکر معتقد مجھ سے ہے ہر چھوٹا بڑا شاہ رکھتا ہے بہت تعظیم سے جو قضا آوے تو ہو برعکس کار ایک دن تقدیر سے ناگہاں یار رنج بید پایا اور تکلیف سخت گر کے قدموں پر وہ اُس دوش کے شدت گرمی تھی رستے کی نکال شاہ تنہا اور وہ عارف تھا واں چاہے تھا اُس کے شکم پر سے ٹھا دوڑ کر جھٹ محل میں داخل ہوا اور کرے قتل اس کو بڑلا کیا نگوئی کا ہے بدلہ یہ کہو کر کے اپنے لطف و احسان پر نظر چھین کر اُس سے یہ سبیل و منال مت ہو نماز ان لطف پرانے کبھی ایک دم بے حقیقت سے وہ شاہ دل لگا اُس شاہ اے بیوفا چھوڑ دے جو ایسے شاہنشاہ کو مال دنیا کا بھی ہے بس بیوفا
---	--	---

جو دغا کھاتا وہ اس کے مکر سے	قتل ہوتا ہاتھ سے سلاطین کے	زیر تیغ بے دریغ شاہِ دوں	سہوتا عارف بے شبہ زاروزیوں
کی تھی اُس نے احتیاطِ حد بدر	مالِ دنیا پر نہ کی تھی کچھ نظر	جان و تن اپنا سلامت لیگیا	مکر سے دُنیا ئے دوں کے وہ بچا
حیف ہے صد حیف اے صاحبِ سلوک	تو تو یوں نازاں بتعظیمِ ملوک	خاص لذت اُس کے جو وقتِ خطاب	ہے نہ آوے وہ ز صد خُم شراب
شیخ اپنا شہ تجھے ہر دم کہے	یہ نہ اُسکر کے تو مدہوش ہے	مست و مدہوش اس خطابِ شہ ہے	ہر دم آگے شہ کے تو سجدہ کرے
پوچتا ہے گویا تو اُس شاہ کو	کچھ نہیں کرتا ہے یاد اللہ کو	اللہ اللہ ہے یہ کیا اسلامِ دین	شرک ہے یہ تو رب العالمین
جرعہ اک بحرِ قدم سے نوش کر	آہیت کا قشر بُوا پر گوش کر	ساقیا اب اکہیں مت دیر کر	دل مرا تجھ بن ہوا زیرِ زبر
عتیق کے سامان سب موجود ہیں	تجھ بنا پر ساقیا نابود ہیں	اکہیں دے بہر حق اک بھر کیجا	عیش و عشرت جس سے ہو دیر تمام
اس میں مذمت ان کی ہے جو مضمون دنیا میں غرق ہیں واسطے حظِ بے بنیاد کے			
کیا ہے دنیا منصبِ دنیائے دوں	گرد مت جا اس کے تولے پر فنوں	اس سے آلودہ کئے تو نے اگر	ہاتھ اور منہ اپنے اے نیکو سیر
روئے آسائش کو دیکھ گاتو جاں	اک سر مو ہے کہیں اندر جہاں	منصبِ دنیا نہیں تو جانتا	ہے وہ کیا سُن لے تو اب مجھے ذرا
راہِ حق سے دُور جو تجھ کو کرے	اور ڈالے کوئی قزق میں تجھے	ہے یہی دنیا سمجھ اے نیک تن	نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
مایہ بدنامی اس کا نام ہے	سر بسر ناکامی اس کا کام ہے	یہ نہاں ہر لحظہ خاص و عام ہے	زہر کا پیالہ پلاتی ہے تجھے
واسطے اُس نہ ہر کے تو دنِ رات	ہوگا تو کب تک خراب کیکذرات	منصبِ دنیا ہے وہ جس نے دیا	خرمن دین کو ترے بالکل جلا
منصبِ دنیا ہے وہ اے پر فنوں	اس طرح جس نے کیا تجھ کو زبوں	خوش ہے وہ مقبول جس نے یاں بھو	ہاتھ سے چھوڑا نہ اپنے دین کو
اور اس حلو و دنل سے اے فنا	منہ کو اپنے کچھ نہیں شیریں کیا	خوش ہے وہ داناکر جو یاں چھو کر	منصبِ دنیا ئے دوں کو سر بسر
مار کر اس پر وہ اپنے پشتِ پا	خلد میں جوں شاہِ مردان کیگیا	مثنوی میں مولوی معنوی	نکتہ اک فرماتے ہیں سُن اے انجی
ترکِ دنیا گبز تا سلاطین شوی	ورنہ ہم چوں چرخِ سرگرداں شوی	چھوڑ دینا کو کہ تا سلطان ہو تو	ورنہ مثل چرخِ سرگرداں ہو تو
زہر دار در در در دنیا چومار	اگر چہ دار داز برون نقش و نگار	زہر ایں مار نقشِ قاتل مست	می گریز دوزہر آں کو عاقل مست
زہر قاتل ہے یہ مار نقش وار	بھاگتے ہیں اس سے جو ہیں ہوشیار	زہر سبب فرمود شاہِ اولیا	آں گزینِ انبیا و اولیا
اس سبب کہتے ہیں شاہِ اولیا	ہیں وہ مقبول ولی و انبیا	حُبِ دنیا راں کلِ خطبتہ	ترکِ دنیا راں کلِ عبادۃ
حُبِ دنیا سب خطا و نکا ہے سر	ترکِ دنیا سر ہے ہر طاعتِ کلہر	چھوڑ دینا کو جو تو ہوشیار ہے	عاقلوں پر جان یہ مردار ہے
پہلے تو تحصیلِ ہی اس کے تو یار	کھینچے محنت اور ذلتِ بیشمار	بعد اُس کے چھوڑ کر پھر راہ لے	حسرت اور افسوس کو سہرا لے
اس میں اول تو سبزاروں محنتیں	اور آخر میں ہوں حاصلِ حشریں	اہلِ دنیا الغرض یاں اور وہاں	محنت اور حسرت میں ہینگے بیگماں
یا الہی مجھ کو بھی بہرِ خدا	الفتِ دنیا ئے دوں سے رکھ بچا	حُبِ منصبِ حُبِ جاہ و حُبِ مال	واسطے اپنے مرے دل سے نکال
حُبِ مولیٰ حُبِ حق حُبِ خدا	مجھ کو اب بہرِ محمد کر عطا	غیر کی الفت سے کر کے مجھ کو دور	ہر دم دہرِ لحظہ تو رکھ اپنے حضور

اس میں بیان ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ خلق کے بھلے بُرے کئے پر خیال

نہ کرے اور موافق حکم خدا و رسول کے کئے جاوے

گزشتہ چھوٹا خلق میں خلقت سے اب بد زبان خلق سے چھٹتا ہے کب کون ہے بد زبان سے ہو بچا حق پرست ہو یا کہ ہووے خود نما

گو کہ ہوں تجھ میں کرامتیں ہزار اور ہو گھوڑے پہ گرتو بھی سوار گز نہیں سے آسمان تک تو اڑے پر نہ طعن خلق سے ہرگز بچے

گر سکے کوشش سے نالہ بند تو پر نہ بند ہووے زبان عیب جو جمع ہوں اہل نفاق آپس میں جب اہل تقویٰ کی بدی کرتے ہیں سب

تو خدا کی بندگی سے منہ نہ موڑ کہنے دے جو کچھ کہے خلقت کو چھوڑ چاہئے راضی ہو بندے سے خدا بغیر کی راضی و ناراضی سے کیا

حق سے بداندیش کب آگاہ ہے خلق کے غوغا سے وہ بیراہ ہے چھٹ سکے ہے ان سے کتو اے دلی گو کرے سوچیلے اور از حد سعی

چھوڑتی ہے خلق کب پیچھا ترا گر چہ تدبیریں کرے تو لاکھ ہا جو کوئی گوشہ کرے ہے اختیار اختلاط خلق سے رکھتا ہے عار

یوں کہیں اسکو کہ ہے یہ کرو یو آدمی سے بھاگتا ہے مثل دیو اور جو ہوئے خندہ رو و خوش ادا اسکو کب جانے یہ نیک اور پارسا

اور جو کوئی ہو غنی اور کامراں اسکو بولے میں یہ فرعونِ زماں اور جو کوئی مرد درویش نکو فقر وفاقے سے کوئی سختی میں ہو

یوں کہیں اس کو جو یہ ناچار ہے اسکی بد بختی کا یہ ادا بار ہے اور جو کوئی کامراں تقدیر سے رتبہ شاہی سے اپنے گر پڑے

خوش کہیں کب تک ہو یہ گردن کشی ہو خوشی کے بعد آخر ناخوشی اور جو کوئی مفلس و مسکین فقیر تنگدستی سے وہ ہو جلوے امیر

۳۲ کھولیں حق میں اسکی کینے سے زباں ہے یہ دوں پر و فرومایہ زماں ہاتھ میں دیکھیں جو تیرے کوئی کلام سمجھیں تجھ کو بس حریص اور دنیا دار

اور جو بے کاری کرتے تو اختیار سب گدا پیشہ کہیں اور پختہ خوار اور جو تو باتوں میں ہو بولیں تجھے چتی حق و بقی بقی سدا کرتا ہے یہ

اور جو خاموشی کرے تو اختیار نقش دیوار کی کہیں تجھ کو پکار اور کہیں نامرد جو ہو بردبار ڈرتا ہے ہر شخص سے تو زینہار

اور دلیری مرومی گرتو کرے تجھ کو دیوانہ سمجھ بھاگیں پرے اور کم کھا دیں کریں طعنہ اُسے مال اسکا ہے یہ اوروں کیلئے

اور جو ہوش خوراک و خوش لباس تن شکم پرور کہیں اسکو یہ ناس یہ کہ زمینت باتمیزوں پر ہے مار خوش لباس او خوش وضع ہو باقادر

اسکو یوں طعنہ کریں یہ بے حیا ہے یہ بد قسمت نہ پنپے اور نہ کھا اور جو گھر اچھا بناوے نقشدار جو مسافر ہو نہ کوئی عمر بھر

اُس کو دیں طعنہ کہ اپنے کو جوان رکھتا ہے آراستہ مثل زناں اور کریں اہل سفر کو یوں خطاب جو مسافر ہو نہ کوئی عمر بھر

یعنی ہے زن کی بغل میں یہ پڑا کس طرح عقل و سہ آوے سجا اور کریں اہل سفر کو یوں خطاب

یعنی یہ صاحب نصیب ہوتا اگر پھر ناکہیوں شہر و شہر و در بدر مرد بے زن کو کہیں یوں خردہ میں

اور کرے گزن کوئی کہتے ہیں یوں پڑ گیا دلہن میں سر سے خرکے جوں گر کسی سے بُرد باری تو کرے

اور سخی کو یوں کہیں کرا ب توبس ہاتھ تیرے ہو گئے کل کو پیش پیش جو ہو ا قانع بنانِ خشک و دلق کون ہے جو زباں سے جو بچا

باپ کے جوں یہ بھی آخر سفلہ مرد جائیگا دنیا سے با افسوس و درد باخوشی کنج سلامت میں رہا

جب نہ چھوٹے ہاتھ سے حضرت نبی دشمنوں کے کیا حقیقت اور کی کیا کہا ترسانے اسکو اٹے سنگفت

مہریم عیسیٰ کو اس کا بر ملا	پاک ہے وہ ذات ازوجہ ولد	لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
بتلا کو صبر ہر دم چاہئے	کب کوئی یاں جو مرد سے بچا	نیک ہو یا بد بڑا ہو یا بھلا
صبر کر کے مجھ سے سُن یہ داستان	اگر سُنے تو دل سے یہ میر بیاں	خلق کے ہاتھوں سے جب پاؤں
حکایت بوڑھے مرد بوقوف کی		
ایک بوڑھا مرد عقاب سے متعور	عقل کے غم سے تھا وہ جینے سے دور	ناگہاں غمزم سفر اس نے کیا
ایک گھوڑی پاس تھی اُس پہر کے	ہو سوار اُس پر کیا رستے کو طے	تھا سپر اس کا پیادہ در رکاب
بل گیا جو اک گروہ رہ رواں	یہ کہا سب نے کہ اے بوڑھے میاں	خود سوار ہو کر کے طے کرتا ہے تو
باری باری چاہئے ہونا سوار	تاناہ ہو تو اور بیٹا تھک کے زار	پیر نے جب یہ سنا اُس کا کلام
کر دیا گھوڑے پہ بیٹے کو سوار	خود پیادہ ہو لیا زار و زار	سامنے اگلا خلقت آگئی
یہ عجیب بوڑھا ہے بے عقل و شعور	ہے یہ خطبی یا کہ مجنوں بالضرور	طفل کو بے عذر رکب کر دیا
راہ طے آساں کرے طفل اور بچواں	بیر ہو اک کوس میں بس ناتواں	یہ نصیحت جو سنی اُس پیر نے
کر کے دونوں قول کے برعکس کار	ایک گھوڑے پر سوئے دونوں سوار	سوچ یوں گھوڑے کو اب تکلیف دی
اتنے میں اور اک جماعت آگئی	جھٹ ملا مت پیر کو کرنے لگی	اے سنگم رحم کر بے زباں
چاہئے اک اسپہ ہووے اب سوار	رکھا اس عاجز پہ تو نے دو کا بار	یہ ستم اس بیزباں پر کب روا
شکر کر حق کا سواری تجھ کو دی	مہربانی کر تو اس پر اے اخی	جو سنا بوڑھے نے یہ ان سے بغور
یعنی دونوں پھر تو گھوڑے سے اتر	پا پیادہ ہو لئے بہر سفر	گرتے پڑتے جاتے دونوں پائیش
اور اک فرقہ ملا آکر براہ	دیکھا اُس بوڑھے کو باحال تباہ	گرتا پڑتا جاتا ہے آپ اور سپر
ہے سواری ساتھ موجود ان کے پر	ہیں پیادہ دونوں اور خستہ جگر	پہلے تو اسکے بڑھاپے پر سہے
کبوں نہیں ہونا سواری پر سوار	تاناہ ہوں محنت سے پائیرے فگر	جیف ہے ہوتے سواری چھوڑ کر
تجھ سا ناداں کوئی عالم میں نہیں	نے سنا ہے اور نہ دیکھا ہے کہیں	اٹے ہوں سب کام جب آوے قضا
عقل کامل پر ہو حاصل خیرگی	فہم روشن پر ہو مائل تیرگی	پیر مرد القصہ حیراں ہی رہا
جا کے منزل پر کیا سب مقام	وہ رہا رہ میں پڑا با عقل خام	گر نہ سننا یہ کبھی قول فضول
جو کیا ہر قول پر اس نے عمل	راہ چلنے میں پڑا اسکے خلل	رکھتا ہے ہر کام میں جو اشتغال
لغو سے بچتی ہے کب خلق خدا	آپ کو امداد تو اُن سے بچا	خلق کے اچھے بڑے کہنے سے تو
کہنے سننے پر نہ کر اُن کے خیال	کام کر ارضی ہو جس سے ذوالجلال	نیک اور بد پر نہ کر اُن کے نظر
		کام کا جو کام ہے وہ کام کر

ساقیا آکھو غم دنیا و دیں اس آئیں سے تائیں ہوں فلغ کہیں ہونہ دنیا میں خیال اکتساب اور نہ عقبیٰ میں غم اجر و ثواب
شغل ہو ہر دم خیال یار سے بے خبر ہوں اپنے کار و بار سے ہوں میں یوں اندر خیال عشق یار غیر استغراق کے ہو کچھ نہ کار
اس میں بیان ہے خاموشی کا جو بہتر ہے سب خوبوں و علوتوں سے انسان کی

کیا ہے دنیا جان اے صاحب کمال یہ جو ہے یہاں تیری قیل و قال کھول کان اور بند کر لب از مقال ہفتہ ہفتہ ماہ و ماہ و سال سال
کر تو خاموشی کی عادت اختیار جس سے جو جاوے ترا دل ہوشیار ہووے بعضی گفتگو اے نیک پے ہو کے وہ زنا گرد نہیں پڑے
خوش نصیب ہوتے ہیں مردانِ خدا بند رکھتے ہیں زبان اپنی سدا کر کے خاموشی بہت سی اختیار کرتے ہیں دل سے وہ یاد کردگار
خاموشی پس ہے مقالِ دلِ حال گر بلا دیں تو وہ ہو جاتے ہیں لال بیٹھ جا خاموش ہو کر اے جوان تا خاموشی ہو تری لفظ و بیاں
یوں رہیگا کب تک اے بیغورغ تو گرفتار دروغ اندر دروغ ہوش میں آ اب بھی تو بہر خدا آپ کو گفتار باطل سے بچا
بیٹھ کر خاموشی مجھ پاس اے جوان گوش دل سے سن ذرا یہ داستان تاکہ ہو معلوم تجھ کو زینہار فائدہ اور نقص خاموشی کا یار

حکایت تمثیل

۳۴ تھا کہیں اک بادشاہ عالی جناب ایک بیٹا اُسکا تھا نائب مناب شاہ چاہے تھا کہ ہو یہ ذوفنون
اک معلم باہنر تعلیم کو کر دیا شہ نے مقرر نیک خو تاکہ اُس سے سیکھ لے بیٹا ضرور
چند عرصے میں غرض اُسکا پسر عالم و فاضل ہوا با کر و فر حل معلومات و مجہولات کے
عقل کامل جو کرے کسب کمال ذوفنون دہر ہووے لا محال چند برسوں میں غرض اے نیک نام
دیکھ کر فضل و کمال اسکا تمام کرتا تھا سو آفریں ہر خاص و عام ایک وہ شہزادہ والا حسب
وصف خاموشی کا تھا اُس نے پڑھا اسیلے خاموش رہتا تھا سدا علم سے دل پر تھا لب خاموش تھا
بادشاہ نے جو کمال اُس کا سنا پاس اپنے جھٹ لیا اُس کو بلا سامنے اپنے بیٹھا کر باخوشی
وہ پسر خاموش تھا اندر جواب سنا تھا سب کچھ صواب انا صواب بادشاہ اس بات سے حیراں ہوا
کر بیاں باعث ہے کیا اے باہنر رہتا ہے خاموش کیوں میرا پسر عرض کی اُس نے کہ جسد کشہا
ہو گیا خاموشی جب سے یہ پسر کچھ نہیں اچھی بُری کہتا خبر شاہ نے اُس پر معین کر دیئے
کہدیا سب سے یہ جب بولے کلام پاس میرے لاؤ اس کو دالسلام الغرض اک دن گیا شاہ جہاں
تھا پسر سمراہ گھوڑے پر سوار درشتہ جنگل میں مشغول شکار صید گد میں ایک تیر تھا سنہاں
ناگہاں بولا وہ تیر ایک بار شاہ نے جھٹ کر لیا اُسکا شکار شتا ہزارہ دیکھ کر یہ ماجرا
جو یہ اس دم جانور رہتا خاموش بند رکھا لب نہ کرتا کچھ خردوش عید کب ہو تانا نہ یہ گر بولتا

تاوی عہدا سکویں اپنا کردوں
ہر طرح کے علم و فن اے باشعور
بحث منقولات و معقولات کے
ہو گئی تحصیل اُس کی اختتام
رکھتا تھا ہر گفتگو سے بند لب
مثل دریا زیر لب درجوش تھا
گفتگو کرنے لگا ہر طرح کی
اور معلم کو بلا کر یوں کہا
وصف خاموشی کا اُس نے پڑھا
چند مردم تا سخن اُس کا سنے
دست میں بہر شکار و حشیاں
چھوڑا اُس کو شہ ہوا آگے رواں
سہنس پڑا اور یوں ندریموں لگا
کھولا جوب ایک دم میں سردیا

گرنہ اسدم بولتا یہ جانور	قطع کیوں ہوتا اب اسکا نچر	جا کے جاسوں نے دی شہ کو خبر	ہو مبارک آپ کا بولا پسر
شاہ نے خوش ہو بہ اکرام تمام	سامنے آسکو بلایا کلام	یوں کہا شہ نے پسر سے میر بجاں	جو کہا تھا تو نے کر مجھ سے بیاں
ہریشیاں اُس سخن سے وہ پسر	رہ گیا خاموش لب کو بند کر	شاہ نے گرچہ بہت تاکید کی	شاہزادہ پر نہ کچھ بولا اخی
غصے سے بولا وہ شاہ بے خبر	مدوا اس کو تازیانے بے شمر	اُس پسر نے پھر ندریموں سے کہا	کیا یہ تم باتیں بناتے ہو سدا
ایک دفعہ وہ جانور بولا تھا وال	قطع سراسر اسکا ہوا اور میں سیال	اک سخن کہنے سے یہ پانی سزا	اے سخن گوڈر تو از روز جزا
اک سخن کہنے سے دیکھو بغضب	تازیانے تن پہ تنو کھائے ہیں اب	چن چن دلچسپی میں جو رہتے ہیں	دیکھو کیا حال ہو ان کا وہاں
تو بھی اے امرا اب باہوش رہ	تلو کایت گرسنے خاموش رہ	خاموشی کا ہے قلعہ مضبوط تر	صاحب اس قلعہ کا رہتا ہے نڈر
کیونکہ اس عالم میں مسود زریاں	ہوں زباں سے آفتیں کثر یہاں	تا دم آخر زاول دم مزین	از دم خود کا خود برہم مسزن
ساقیا آہے کہاں تیرا خیال	بے قراری ہے یہاں مجھ کو کمال	آہیں دے ختم کے ختم منہ سے لگا	جرعہ جرعہ دے کے نرساتا ہے کیا
	ختم سے بھی تسکین ہوتی ہے محال	آج قفل میکدے کو ٹوڑ ڈال	

اس میں مذمت اور بُرائی اُن لوگوں کی ہے کہ مشابہت رکھتے

ہیں ظاہر ہیں ساتھ فقراد کے اور باطن میں وہ اشقیاء سے ہیں ۳۵

کیا ہے دنیا یہ ترا اعمال ہے	جبتہ بشتیں روئے شال ہے	یہ مقام فقر خورشید اقتباس	سوئے کب حلال کسی کو در لباس
اس رواؤ جبتہ پر تیرے اخی	مجھ کو یاد آئیں دوست تنوئی	ظاہر ت چوں گور کا فر پر حلال	واندروں قبر خدائے عزوجل
از بروں طعنے زنی بر بایزیدؒ	واز بروں ننگ میدار ویزید	ہے ترا ظاہر خباثت سے بھرا	جس طرح ہو گور کا فر پر بلا
اور تیرا اندرون اے پسر	ہے بھرا قبر خدا سے سر بسر	رکھتا ہے ظاہر سے تو طعنے سدا	بایزیدؒ پاک پر اے بے حیا
اور باطن سے ترے اے جان بلید	سو حیا اور ننگ رکھتا ہے یزید	سن ریا کو آپ سے کر کے بعید	پاک لوگوں کا طریقہ اے پلید

حکایت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

ایک کوچہ تنگ میں سے بایزیدؒ	جاتے تھے اتنے میں اک کتا پلید	ناگہاں اُنکے برابر آ گیا	اپنے دامن کو لیا اُس سے بچا
یک بیک کتے نے کھولے اپنے لب	عرض کی اُس نے کہ اے مقبول رب	اپنے دامن کو بچا یا کس لئے	مجھ سے اب اسکا سبب سن لیجئے
خشک ہوں گریں تو بچہ کڑا بھی پاک	اور جو ترہوں تو ہو دھونیسے پاک	اور جو دیکھے اپنے اندر غور کر	وہ جنابت تجھ میں ہے اے باخبر
سات دریاؤں سے بھی دھوئے اگر	پاک کب ہو اُس سے تو اے بہرہ ور	یہ لگے کتے سے کہنے بایزیدؒ	تیرا ظاہر میرا باطن ہے پلید
آکر میں آپس میں ہم تم دوستی	خوب گذرے گی ہم میری نری	عرض کی کتے نے اے سلطان دیں	دوستی کے میں ترے قابل نہیں

مچی ہوں مردود اور تو مقبول ہے	تیری میری اب بھلا کون کرے	دیکھتا ہے مجھ کو جو کوئی بشر	دور سے مارے ہے پتھر بے خطر
اور تجھے جو دیکھتے ہیں خاص دعام	کرتے ہیں تعظیم سجد اور سلام	اور یہ ظاہر ہے کہ میں رکھتا نہیں	کچھ ذخیرہ وقت اگلے کا کہیں
اور تجھ پاس ایک مٹکا ہے بھرا	آرد گندم کا اے مردِ خدا	مجھ میں تجھ میں دوستی کس طرح ہو	میں پلید اور تو ہے پاک اے نیکو
رو پڑے سکر کے یہ وہ پاک دیں	وائے میں کئے کے بھی قابل نہیں	آہ کیونکر ہو گا پھر میں بے خلل	قابل درگاہ حضرت لم یزل
پاک لوگوں کا تو ایسا حال ہے	اور یوں تیرا خلیفہ اب فال ہے	میراثانی کوئی عالم میں نہیں	عالم وزاہد ولی اور پاک دیں
اور حقیقت میں ہے یہ حال آپ کا	جس سے شیطاں بھی ماں چاہے سدا	دست بر تسبیح در دل گاؤں خرا	ای جنین تسبیح کے دارد اثر
ہاتھ میں تسبیح دل میں گاؤں خرا	ایسی کب تسبیح رکھتی ہے اثر	ہاتھ سے تسبیح کو تو دور کر	ذکر دہر سے تو دل معمور کر
پھونک دے اس جُتہ ناپاک کو	اور عصا و شانہ و مسواک کو	ظاہر اور باطن ترا اگر ایک ہو	پاؤں بیشک جب تو حق کی راہ کو
مختلف ہو ظاہر اور باطن اگر	تیرا ہو جاوے جہنم میں مفر	تو بھی اے امدادِ حق کیلئے	میخودی میں اب خودی کو چھوڑ دے
ہے خودی میں جہنم کیخود ہے نو	ہو تو میخود پھر تو خود ہے ہو بہو	خود ہے تو کس کی کرے ہے جستجو	تو حجاب اپنا ہوا ہے آپ کو
آپ کو اپنے میں اول دیکھ لے	غیر کو ترک بل اُس یار سے	معرفت پیدا ست از عرفان خویش	گر شناسی خویش را گشتی ز خویش
سنا تیا وہ میخود کا جام لے	جس میں آپے میں آؤں آپ سے	آپ کھو کر محو ہوں در حق یار	محو اندر محو ہوں میں زینہار
نام عین رسم اتارا اپنا سب	ہو فنا اندر فنا یک لخت اب		

۳۰

اس میں بیان ہے کہ خدائے تعالیٰ کو صرف خدائی کے واسطے پوجے
نہ طمع جنت کیلئے اور نہ خوف دوزخ سے

کیا ہے دنیا جان اے نیکو شریعت	یہ عبادت ہے تیری بہر بہشت	ہے ہی نزدیک الہی دل مقرر	دین گھٹا نا جان تو اے بہرہ ور
یعنی مزدوری عبادت پر یہاں	مانگتا ہے حق تعالیٰ سے وہاں	جا حدیث ماعبد تک اے پسر	تو کلام مرتضیٰ سے یاد کر
یعنی فرماتے ہیں یوں حضرت علیؑ	عاشقِ حق نائبِ حضرت نبیؐ	اے خدائے خالق ہر دو جہاں	ہے تو ہی مطلوب مجھ کو ہر زمان
پوچھا ہوں اب نہ تجھ کو اس لئے	طمع جنت اور نہ خوفِ نار سے	پوچھا ہوں تجھ کو نیرے واسطے	ہر طرح تیری رضا مطلوب ہے
جب نہ پایا میں کہیں تیرے سوا	پوچھنے کے لائق اے میرے خدا	پس میں پوچھا تجھ کو مکتا جان کر	غیر کی الفت کو کی دل سے بدر
لیتی ہے طاعت پہ اجرت یہ گروہ	رکھتی ہے اجرت کی طاعتِ شکر	آرزو اجرت کے عملوں پر اگر	رکھتا ہے تو ہے یہ گمراہی تیر
واسطے حق کے ہے کب اے پر خل	طع اجرت کے لئے ہے یہ عمل	یاد آئی اک مثال اس پر مجھے	ہوش کر کے سن تو اسکو غور سے

حکایت محمود بادشاہ غزنوی اور ایاز غلام کی

کہتے ہیں اک شخص نے محمود کو یہ دیا طعنہ کہ اے مردِ نکر ہے ایاز ایسا نہ کچھ صاحبِ جمال
جسپہ تو عاشق ہے یوں اے بالکمال

اور نہ عاشق اسکے رنگ و روپ کے	اسکی خوئے نیک پرہوں میں فدا	اُس سے یوں کہنے لگا اے نیک	سننے ہی اس بات کے محمود شاہ
چند صندوق اونٹوں کے اور پرہے	ساتھ اُسکے تھے جو اہرے بھرے	ایک کوچہ تنگ کو عز و جاہ	نقل ہے ایک دن کہ وہ جانا تھا شاہ
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے صندوق کے	گرتے ہی اُس اونٹ کے اچھالے	اُس گلی میں گر پڑا اے بہرہ ور	انفاقا کھا کے ٹھوکر اک شتر
لوٹنے کا حکم دے کر چل دیا	دیکھ کر اس حال کو محمود شاہ	لعل و یاقوت و زمر و سیم و زر	ہو گئے اک لختِ دامن اُس سے بدر
لوٹنے پر پڑ گئے بے اختیار	چھوڑ نہ کو سب سب پیادہ سوار	یک بیک سب لوٹنے پر پڑ گئے	سننے ہی یہ حکم جو ہمراہ تھے
تو نے بھی لوٹا ہے کہ مجھ سے تو راز	دیکھ کر سلطان بولا اے ایاز	رہ گیا پر اک ایاز اے نیک پے	اور رہا ہمراہ نہ کوئی شاہ کے
کچھ نہیں حاصل کیا نعمت سے میں	دور ہو کر اب تری خدمت سے میں	جسکی سب نعمت اُسے لاتا ہوں میں	عرض کی اُس نے کہ اے سلطان دیں
غیر حق کو حق سے مانگے زینہار	بے طریقت کی خلاف اب یہ کہ یار	چھوڑ اسکو پھر وہ کیوں نعمت کو لے	قرین سلطان حاصل ہو جسے
دوست سے جو دوست کے احسان پر	نفس پرور ہے جو رکھے کچھ نظر	جو سوا حق کے کرے حق کی طلب	اُس سے زیادہ کون ہے بس ادب
یعنے بہرِ جنت و حور و قصور	نفس کی خواہش سے کرتا ہے ضرور	واسطے حق کے ہے کب لے نالبار	تو جو کرتا ہے عبادت بے شمار
خواہشاتِ نفس کو پوجے ہے تو	کہتا ہے پوچوں ہوں میں اللہ کو	زہد کے پردے میں کرتا ہے طلب	خواہشاتِ نفس میں یہ سب کسب
بہتر اس سے اجر کیا چاہیگا یار	اجر پر کب تک تو ہے امیدوار	ہے وہ طاعت گر سمجھ اے پیغمبر	اجر عابد چاہے طاعت پر اگر
اپنی قدرت سے مزین کر دیا	باوجود آلودگی کے قدر ترا	اپنی خدمت کے لئے پیدا کیا	اُس نے فضل و لطف سے تجھ کو فنا
جس سبوں میں خود اندر روئے یار	ساقیا آدے وہ جامِ بیقرار	خلعتِ عرفاں کیا آرا سنہ	اور اس قدر ترے اے باوقا
دورِ خم ہم کو ہے ظہور انِ جلال	خدا اپنی مظہرِ لطف و جمال	نے امیدِ غلہ نے خوفِ سفر	ہوں میں یوں دنیا نے دُوں سے پیغمبر

اس میں بیان ہے چھوڑنے کا ماسوا کے اور شائق ہونا طرفِ شراب
ظہور کے۔ مراد اس سے محبتِ الہی ہے

راٹکاں گدرا ہے جو اے نیکو	تا کہ پیچانوں میں اپنے وقت کو	انے ندیم اب بہر حق اٹھ تو سہی	عمر ضائع اور قضا میری ہوئی
اُس سے من رکھ بہر حق تجھ کو بعید	ہے خوشی کے درد کی بیشک کلید	اُس شرابِ پاک سے اے نیک نام	کر عطا بہر خدا اب بھر کے جام
تن بدن کو رنج و غم کی قید سے	اور چھڑا جلدی خدا کی واسطے	قید سے رنج و الم کے جلد تو	اور رہا ساقیا ارواح کو
اور نہ کچھ اب سیر سے حاصل ہوا	نے تو مجھ کو نفعِ خلوت سے بلا	خانقاہ و مدر سے سے دل اٹھا	اس خراب آباد ویران میں مرا
سو مری مشکل کا تو مشکل کشا	اب بہت پیچیں ہوں اے ساقیا	نے ملا مقصودِ دل کا کچھ پتیا	دیر و کعبہ میں پھر اسرار تا
ہے وہی درکار مجھ کو ساقیا	وہ جو عالم سے اس عالم کے سوا	قید سے تائیاں کی دل چھوئے مرا	بس شرابِ بے خودی مجھ کو پلا
خاک ڈالوں ہستیِ مومہم پر	تا کہ ہوں مقصودِ دل سے بہرہ ور	ہو نرالا اس سے اُس عالم کا غور	ایک عالم چاہوں اس عالم سے اور

آہ و نالہ شور و عمل ایسا کروں آتش مومئی سے اک شعلہ ہے یار پس بلا لاکر کے وہ چھ کو شراب اٹھ کہیں بہر خدا ہو جلوہ گر مطر با کچھ کہہ یہ میری التجا کریاں کچھ یار کی باتوں سے باد فونے سے تو اٹھ کر مطربا آہ کب تک میں کروں آہ و فغاں پھر سنا چھ کو وہ نظم مستطاب مطر با اب بہر حق اٹھ تو سہی اور کہہ کوئی توبیت مثنوی بشنواز نے بشنوار صاحب نفس ہو مخاطب اٹھ کہیں اے بہر دل مرا غافل ہے اچھے حال سے اور کہتا ہے کہ ہوا اس سے سوا ہے غفلت سے مدہوش اسفند قہقہہ مارے ہیں کافر بر ملا غیر دلبر کو تو دل سے دور کر یعنی یہ حرص و ہوا و حب غیر دلیں جب تک نیرے حب غیر ہے غیر سے تو خالی گھر کو جلد کر الغرض امداد تو اپنی کتاب	خلق میں اک حشر سا بر پاکوں اچس شرار پاک کا نور آشکار جس سے واپس ہو مرا عہد شباب صبح ہونے آئی اب مت دیر کر رائگاں گزری ہے ور نہ بچ و نسا دل مرا اس بن ہے غم میں مبتلا نچھ کو اشتعار عرب سے کچھ سنا ایک بھی سنا نہیں وعبان جاں جو کبھی تھی میں نے در عہد شباب کچھ بھی طاقت اب نہیں مجھ میں رہی از حکیم مولوی معنوی کز حمادے نالہ شنیدست کس سب زباں سے تو مجھے آگاہ کر ہے سدا مشغول قیل و قال سے یعنی پامیں جڑی ہے حرص و ہوا آپ کی بھی کچھ نہیں رکھتا خبر دین اور اسلام پر اسکے سدا جلوہ دلبر سے دل معمور کر سب یہ بنگانے ترے ہیں اور دیر مل نہیں سکتا تو اپنے یار سے نور دلبر تا ہوا اس میں جلوہ گر ختم کرو اللہ اعلم بالصواب جب ہوئی یہ مثنوی یار و تمام	وہ شراب اب ساقیا چھ کو تو دے طور ہے اس نور کا سینہ مرا ہو وہ ایسی چو پئے اسکو ذرا ماہ بھی اور سب ستارے چھپ گئے عیش ہے بے عیش میرا مطربا دور کر چھ سے اب آیام فراق تاکہ ہوں ہم پر یہ سب اے نیک نام آہ وادیل در لیا حسرتا عمر سب گزری مری در قیل و قال پھر کوئی شعر عجم چھ کو سنا بشنواز نے چوں حکایت میکند نے سے مت سن سن تو صاف نفس سے وہ کوئی نغمہ سنا اے نیک خو بند آہن میں پڑا ہے پس او پر سر بسر گمراہ ہوا اے نیک خو ایک مدت گزری ہے اسکے تئیں اب بھی اے امداد تو بہر خدا ماسوا دلبر کے دلیں ہے جو شے ہو سکے جتنا انھیں دل سے نکال غیر سے ہے نیز اسکو اے جوان ہو کے تو خاموش قیل و قال سے سال بھری بھی ہوئی جب ختم یار رکھ دیا اسکا غذائے روح نام	استخوان کہنے کو جو زندہ کر لے ختم ہے اسکا قلب اپنا اے فتا دو جہاں کی قید سے ہو رہا اور صدائیں مرغ بھی دینے لگے بے غنا کے کچھ غنا چھ کو سنا ہو گئی طاقت مری دوری سے طاق عیش و عشرت خطو کیفیت تمام حسرتا صد حسرتا صد حسرتا اپنی غفلت سے ہوا میں پائمال تاکہ دل قید الم سے ہو رہا وز جدائی ہا شکایت میکند کیونکہ جامد سے کوئی نالہ سنے خواب و خور سے تاکہ دل بیدار ہو جہل سے بھی اپنے قائل ہے مگر اپنی گمراہی سے بھولا راہ کو ہے یہ بتخانہ میں یوں گوشہ نشین خواب غفلت سے ذرا تو چونک جا جان لے تیرا وہی معبود ہے اپنے دلبر سے تو پھر سو ہم مقام غیر ہو جس گھر میں وہ اسکا کہاں ہو خبر دار اب تو اپنے حال سے یکہزار درد و حسرت و شہت و چہار
---	---	---	---

خاتمة الكتاب

علم نظم و نثر بھی رکھتا نہیں

کردیا ہے یہ جو کچھ میں نے بیان / شاعری سے کچھ کو کچھ بہرہ نہیں

بعد اسکے میں لو اب اے دوستاں

پاٹھے مقصود دل اُس یار سے	ہے نہ مطلب خوبی اشعار سے	شاعری سے کچھ نہیں ہے کچھ کلام	چاہتا ہوں یہ کہ ہوئے فیض عام
سُنکے یہ زیادہ ہو عشقِ عاشقان	اور ہوئے دورِ فراقِ فاسقان	شاعروں سے کچھ نہیں ہے اتجا	عرض ہے اہل صفا سے یہ ذرا
جو کہ دیکھیں اس میں کچھ ہو خطا	دین بنا اپنے کرم سے بر ملا	کر کے اپنے لطف و احسانِ نظر	اس میں دیں اصلاح بخوف و خطر



نکتہ قابل یاد ہر ذرہ اسم ذات اللہ کا مظہر ہے اور ہر چیز سے نام مبارک اللہ ظاہر ہے

رباعے

ہر چیز کہ خواہی عددش گیر دو بار
یک ساز زیادہ و سہ چنداں بشمار
پس از طرح ششم جو باقی ماند
در بست و دوم ضرب کردہ اللہ برابر

تفصیل اس اجمال اور تحلیل اس اشکال کی یہ ہے کہ خالق اکبر کے اسم کی ظاہریت اور مخلوق اصغر کے اسم کی مظہریت اس صنعت سے بالبداهت یوں ظاہر ہے کہ جس وقت منظور ہو کسی شے سے نام مبارک اُس صانع حقیقی کا تو اس چیز کے عدد بحساب ابجد نکالیے اور اُن اعداد کو دو چند کیجئے اور اُس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دیجئے اُس کے بعد چھ سے تقسیم کیجئے جو باقی رہے اُس کو بائیس^{۲۵} میں ضرب دیجئے۔

اعداد ذات باری ہو پیدا ہوں گے۔ مثلاً اگر ہم چاہیں کہ ولی سے اعداد ذات بحت پیدا ہوں تو بحساب ابجد عدد ولی کے چھ بائیس^{۲۵} ہوئے اُس کو دو میں ضرب دو بانوئے ہوئے اس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دو (۲۷۹) ہوئے کو چھ سے تقسیم کیا تین باقی رہے اُس کو بائیس^{۲۵} میں ضرب دو اعداد ذات مقدس (۶۲) پیدا ہوئے اور یہی مطلوب ہے و علیٰ ہذا القیاس من سائر الاسماء الغیر المتناہیۃ المستحجۃ محمد جعفر علیٰ نگیوی سلمہ اللہ

تاریخ وفات شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی مرحوم

عالم و عارف شہ عبدالغنی
ابن ندامت زہر سو غم فزا
کرد چوں جملہ مراتب عمر طے
داد جاں عبدالغنی با جلوہ سے ۱۲۹۴ھ

تاریخ وفات مولانا محمد یعقوب صاحب دہلوی مرحوم

بست و ششم ذیقعدہ جمہ کو
روکے کہا سب نے کہ جہاں سے
چلے جہان کو یعقوب
ماہ ہذا ہوا آہ غروب ۱۲۸۲ھ

رسالہ دردِ غمناک

از شیخ العرب والعجم حضرت حاجی ابداد اللہ صاحب مہابھوکی تدریسی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سنو یار و عجب قصہ بہارا
سناتا ہوں تمہیں اُس کو سراسر
گذرتا ہے جو مجھ پر ان دنوں حال
پڑا سوتا تھا میں خوابِ عدم میں
سوا کر عشق نے مج کو جگا یا
کچھ ایسا اس نے پھر نقشہ دکھایا
عجب اک عشق نے رنگت دکھائی
مرا اک دلبر سے دل گیا مل
اٹھا کر زلفِ رخ اپنا دکھایا
یکایک لیگیا وہ جانِ جاناں
چمک اک حسن کی دکھلا کے مجھ کو
ہوئی زلف اُسکی آمیری گلوگیر
کچھ ایسا دامِ گیسو میں پھنسا یا
شرابِ شوق کا اک گھونٹ دیکر
جنوں نے آلباسِ تن کو کرچاک
خزانہ مفلسی کا مجھ کو دے کر
غم و دردِ عالم کی فوج کرساتھ
خراب آباد کے قلعہ میں لا کر
وزیر اک کر کے نادانی کا سہرا

بیاں کرتا ہوں میں جو غم کا مارا
گذرتا ہے جو کچھ اب میری جان پر
نہ تھا کچھ اس سے پہلے غم کا جنجال
نہ تھا کچھ مبتلا ہستی کے غم میں
جگا کر سو مصیبت میں پھنسا یا
کہ جس نے مج کو سودا ئی بنایا
کہ جس میں عقل تک میں نے گنوائی
ہوا تیغِ نگہ سے اس کے بسمل
بلا میں عشق کی مجھ کو پھنسا یا
قرار و صبر ہوش و جملہ ساماں
کیا بیخود بھلا یا مجھ سے مجھ کو
کیا مجھ کو وہیں بس طوق و زنجیر
گو یا قیدِ دو عالم سے چھڑایا
کیا رسوا مجھے عالم میں دردِ
پنہائی مجھ کو عریانی کی پوشاک
رکھا اک تاجِ رسوائی کا سر پر
دیا اک آہ کا جھنڈا مرے ہاتھ
بٹھایا بیخودی کے تختِ اوپر
بنایا عشق کی اقلیم کا شاہ

ہزاروں غم کی لا آتش لگائی
 گیا اس دن سے سونا اور کھانا
 اجی جس کے ہودل میں درد و فرقت
 وہ کیا جانے ہے اس درد و الم کو
 اٹھا چھاتی میں درد عشق جس کی
 پڑا جو غم کا لشکر دل پہ آٹوٹ
 تڑپ کر غم میں شب کو صبح کرنا
 وہ جن آنکھوں میں خار ہجر ہووے
 گیا سب بھول کھانا اور پینا
 لگی کہنے مجھے خلقت دیوانہ
 سمجھ کر مجھ کو سودائی جہاں نے
 غرض دیوانہ مجھ کو جان کر کے
 سراک کھیل خلقت نے بنایا
 کہوں میں آہ کس سے اس الم کو
 کہاں جاؤں کہوں کس سے حقیقت
 وہ کیا جانے ہے اس درد و الم کو
 وہ جانے اس تڑپنے کے مزے کو
 جو اپنے دل کے دلبر سے جدا ہو
 وہ جانے اس تڑپنے کی حقیقت
 کروں میں آہ غم کا کس سے اظہار
 یونہی کہتے ہیں اپنی اپنی سارے
 اگر ظاہر کروں حالِ درونی
 جو میں ظاہر کروں سوزِ جگر کو
 دکھاؤں بے کلی اپنی کو میں گر
 جو آئے دردِ دل اپنا زباں پر

مری سب عیش کی پوجی گنوائی
 ہوا میں غم کے تیروں کا نشا نا
 اسے کیا ہووے خواب و خور کی فرصت
 نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو
 اسے پھر نیند کس کی بھوک کس کی
 متاع صبر و تسکین لیگیا لوٹ
 صبح سے شام تک رو رو کے مرنا
 بھلا وہ عمر بھر کیوں کر نہ رووے
 پڑا مشکل مجھے اب اپنا جینا
 کسی نے درد کو میرے نہ جانا
 کیا ٹھٹھا ہر اک پیرو جواں نے
 ہووے گردِ آمرے لڑکے شہر کے
 تماشے کو بھی وہ لیکن نہ آیا
 سمجھتا ہے ہر اک سودائی مجھ کو
 کوئی مہدم نہیں جز درد و فرقت
 نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو
 گذر جس دلیں حضرت عشق کا ہو
 وہی اس درد غم سے آشنا ہو
 کہ ہو جو بتلائے درد و فرقت
 غم فرقت سوا کوئی نہیں یار
 نہیں واقف کوئی غم سے ہمارے
 بناؤں ایک عالم کو جنونی
 کروں شرمندہ دوزخ کو شر کو
 تو اک پچل پڑے عالم کے اندر
 پڑے آفت کا ٹکڑا ایک جہاں پر

حقیقت دل کی گرا اپنے دکھاؤں
 نہ کہہ سکتا ہوں کہ اب کیا کروں میں
 ہوئی ایسے ستمگر سے محبت
 تڑپتا ہوں میں جس کے غم سے دُنرات
 ارے یار و کہو ہو جس کو الفت
 محبت نام جس کا یاں رکھا ہے
 کہے ہے عشق جس کو ساری خلقت
 ارے یار و کسی کو دل نہ دیجو
 کیا جب عشق نے بیتاب مجھ کو
 کہ صبر آئے دل غمگیں کو کیوں کر
 نہ دیکھے جب تلک دیدارِ دلبر
 سوتیرے عشق میں اے دلکے دلبر
 کہ اک تو سر پہ افلاک الم ہے
 بے چاروں طرف فوجِ درد گھیرے
 یہ آ کر ناتوانی نے کیا زور
 جنوں نے مجھ پہ کی آ کر چڑھائی
 کیا وحشت نے آ کر جب مجھے تنگ
 جو آ کر مجھ کو رسوائی نے گھیرا
 پڑی یہ مجھ پہ فوجِ بے قراری
 ڈبوتے ہیں ادھر اشکو نکلے نا۔ لے
 ہوا ہے ہاتھ سے عاجز گریباں
 لگاتا ہے سدا سوزِ جگر آگ
 بچوں کیوں کر کہو اب اس بلا سے
 کروں میں صبر اب کس کس بلا پر
 کہ تیرے عشق نے مجھ کو ستایا

۳

ہنسوں میں اور عالم کو رلاؤں
 نہ ہو سکتا ہے جو چپ ہی رہوں میں
 نہیں ہے اس میں اصلا بوئے الفت
 خبر اس کو نہیں ہیہات ہیہات
 مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت
 بلا اوپر بلا اوپر بلا ہے
 قیامت ہے قیامت ہے قیامت
 جو دو امید جینے کی نہ کیجو
 کہا میں نے یہ اس پیارے سے رورو
 ہو تسکیں عاشق مسکیں کو کیوں کر
 قرار اور صبر ہووے اسکو کیوں کر
 ہوا ہے حال میرا حد سے ابتر
 تلے پاؤں کے پھر دریا لے غم ہے
 سدا آہوں کے مارے تیر میرے
 کیا تاب و تواں کا مار کر سمجھو
 میری سب ہوش کی یونہی لٹائی
 گئے اس کے سبب ناموس اور رنگ
 لیا عزت کا سب اسباب میرا
 متاعِ صبری ہے لوٹ ساری
 لگے ہیں اس طرف آہوں کے بھالے
 ہے گریاں سیلِ اشک غم سے دایاں
 میرے پیارے بتا جاؤں کہ ہر بھلا
 میں ہوں اک اور ہزاروں خونکے پیاسے
 ہے بہتر جاؤں اس غم سے کہیں مر
 مرے دل کو بھر اک دشمن بنایا

اجی جس کا ہو دشمن دل سا پیارا
خدا کی واسطے جلدی خبر لے
جو اپنی جان کی جاں سے جدا ہو
اگر آنے میں ہو گی دیر تجھ کو
کہ بس جب پاس اپنے دلبر با ہو
طیب دردِ دل ہے گا مرا تو
جو کوئی عشق کا بیمار ہو وے
میں دامِ زلف میں تیرے پھنسا ہوں
محبت میں بلا کی جو پھنسا ہو
خدا کے واسطے جلدی سے آؤ
لگائی تھی جو بوم سے پیارے
جو تھی منظور کرنی بے وفائی
کوئی ایسا بھی کرتا ہے پیارے
اگر یہ بیوفائی جانتا میں
بہت سرہم نے رگڑا خاک پا سے
ہر اک صورت سے میں نے غم اٹھایا
ہوئی ہے کیا خطا اب مجھ سے جانی
اگر تقصیر مجھ سے کچھ ہوئی ہو
نظر مت رکھ مری تقصیر پر تو
میں جانوں ہوں نہیں ہے چاہ تجھ کو
دوا اب کیا کروں اے میرے دلدار
نہیں لگتی ہے بھوک اور پیاس مجھ کو
خدا کے واسطے اب مت ستم کر
اگر رونا مرا خوش آؤ تا ہے
تو درد و غم سے نت روتا رہوں گا

۴

بچے کیوں کر کہو پھر وہ بچہ سارا
کہیں یہ آپ خوں اپنا نہ کر لے
نہ کیوں اس زندگانی سے خفا ہو
نہیں پانیکے زندہ پھر تو مجھ کو
فنا ہونے سے پہلے وہ فنا ہو
کروں کس سے علاج اپنا بتا تو
علاج اس کا نہ جز دلدار ہو وے
خلاصی تو بتائیں کس سے چاہوں
وہ جز دیدارِ دلبر کب رہا ہو
تڑپ اور بیقراری کو مٹاؤ
پھر آتے کیوں نہیں ہو گھر ہمارے
تو کی تھی مجھ سے پھر کیوں آشنائی
تڑپتا چھوڑ عاشق کو سدھارے
تو پھر کیوں خاک درد چھانتا میں
نہ گذرا تو مگر اپنی ادا سے
وے تجھ کو نہ مجھ پر رحم آیا
جو پہلی سی نہیں ہے مہربانی
خدا کے واسطے تم بخشد بگو
کرم پر اپنے پیارے کو نظر تو
کہ میری کچھ نہیں پرواہ تجھ کو
ہوا ہوں عشق کے ہاتھوں سے ناچار
کیا جیتے سے اب بے آس مجھ کو
خدا کے واسطے اب تو کرم کر
یہ درد و غم تجھ کو بھاؤ تا ہے
تری الفت میں جی کھوتا رہوں گا

جو ہوگا شعلہ رخ کا ترے دھیان
جو یاد آئیگی وہ زلفِ پریشاں
تصور تیری پیشانی کا گر ہو
جو آئے تیرے گوشِ وحشتم کا دھیان
خیال اس تیغِ ابرو کا اگر ہو
تصور تیری مثرگاں کا گر آئے
دردندان کو تیرے یاد کر کے
جو خالِ رخ کا ہو تیرے تصور
جب آوے یاد تیرا قد و قامت
ترے ناز و ادا کی یاد کر چال
وہ تیرا یاد کر آرام و بستر
میں یاد اس شمع رو کو جب کرونگا
جو ہو گلزارِ تن زخمِ جگر سے
تری تیغِ نگہ کا قتل ہوں گر
غرض جو روحِ جفا سارے سہوں گا
ترے غم سے نہیں خالی رہوں گا
نہ بیٹھوں چین سے تجھ بن کبھو میں
اگر پوچھے کوئی یہ مجھ سے آکر
نہ ہرگز حالِ دل اپنا کہوں گا
نہ چھوڑوں گا کبھی الفتِ تمہاری
ذرا اس ناز اور غمِ زلے کو دیکھو
رہو پردہ میں یوں باتیں بناتے
ذرا بہرے خدا پردہ اٹھاوے
بہت نزدیک ہوں دل سے تو اے یار
ہے بو و گل کی جوں مجھ تجھ میں قربت

تو ہونگا خاکِ جل بھنکر میں اس آن
تو بیچ و تاب کھائے گی مریدان
تو ہو دیوارِ غم اور میرا سر ہو
کروں میں گو ہر اشکِ اسپہِ قربان
وہیں قربان اسپہ میرا سر ہو
ہزاروں برچھیاں دل میں لگائے
سہاؤں اشک سے ٹکڑے جگر کے
سیہ داغوں سے ہو سینہ مرا پُر
کروں برپا وہیں شورِ قیامت
کروں میں خاک میں آپ ہی کو پامال
گزاروں عمر ساری میں تڑپ کر
تو پروانہ کی صورتِ جل مرونگا
کروں سیراب اس کو حشتم تر سے
نہ لاؤں اس کو میں ہرگز زباں پر
نہ گھبراؤں گانے غمگین ہوں گا
جو نالہِ ختم رہا رویا کروں گا
سدا کرتا رہوں بس ہائے ہو میں
کہ کیا گذری ہے اے دیوتے تجھ پر
سہنسوں گا اور رو کر چپ رہوں گا
اسی میں جان جاو گی ہماری
مری جانبِ ذرا منہ اپنا موڑو
نہیں صورت و لے اپنی دکھاتے
وہ کھڑا چاند سا مجھ کو دکھا دے
وہ تجھ تک پہنچتا ہی ہے دشوار
نہیں معلوم پھر کیوں ہے یہ فرقت

میں ہوں سایہِ نمطِ ہمراہ تیرے
 رہے دل میں مرے پیارے سدا تو
 مجھے چھپاتی سے ٹمک اپنی لگاؤ
 ہو تو نزدیک میرے مجھ سے اے یار
 ہے مجھ میں اور تجھ میں ربط ایسا
 اجی کس کی ہے پھریوں انتظار سی
 قریب اتنا ہو اور پھر دور ایسا
 یہ پردہ دور تک اللہ کو تو
 کہیں بے پردہ ہو کر کے پیارے
 ٹمک اپنے حسن کا جلوہ دکھا دے
 رہو گے کب تک پردے میں پیارے
 یہ ناز و شوخیاں پیارے تمہاری
 ولے اتنا تو گا ہے گا ہے جانی
 یہ جانو تم تڑپتا ہے بچارا
 ذرا اپنی مجھے صورت دکھاؤ
 کہ جس سے دور ہو یہ رنج و کلفت
 میں جان و دل سے ہوں مشتاق تیرا
 ترے ملنے کی ہوں بس آرزو میں
 تڑپتا ہے ترے غم سے مراد دل
 رہو غیروں میں تم خوشیاں مناتے
 سبھوں پر ہے کرم پیارے تمہارا
 کرو غیروں پہ لطف و مہربانی
 تہیں تدبیر کچھ ملنے کی تیرے
 نہ جانے ٹھو کریں کھاؤ لگا بکتک
 ملے گا یا نہ تو مجھ سے ملے گا

۶

نہیں ہے وصل پر قسمت میں میرے
 ذرا تو سامنے آنکھوں کے آ تو
 یہ شعلہ عشق کا میرے بجھاؤ
 غضب ہے تسپہ بھی ملنا ہو دردِ شوار
 رواں ہو دے بدن سے خون جیسا
 یہ کیسی ہے تڑپ اور بیقراری
 نہیں کھلتا ہے یہ پردہ ہے کیسا
 مجھے اس بھید سے آگاہ کر تو
 ذرہ تو رو برو ہو جا ہمارے
 کہ اب بیخود مجھے مجھ سے بنا دے
 کبھی تو سامنے ہو گے ہمارے
 کرو گے جو اٹھاویں گے وہ ساری
 کرو ہم پر کرم سے مہربانی
 نہیں تم بن اے اک دم گذارا
 پھر اس کے بعد چھپاتی سے لگاؤ
 تڑپ جی کی گھٹے ہو جی کو راحت
 کروں کیا بس نہیں چلتا ہے میرا
 سراسر محو ہوں بس اس جستجو میں
 رہے افسوس پھر غیروں میں تو مل
 ہم اس حسرت میں خون دل ہیں کھاتے
 نہیں ہے فکر کچھ لیکن ہمارا
 ہمارے نام سے نفرت ہے جانی
 خدا جانے ہے کیا قسمت میں میرے
 یہ ایذا ہجر کی پاؤں گا کب تک
 خدا جانے مقدر کیا کرے گا

نہ اب تفصیر اس میں کچھ تری ہے
 ہے تیرے وصل کی منزل بہت دُور
 کشش میں کچھ اثر میری جو ہوتا
 جو کزنا شوق میری رہنمائی
 کہوں میں آہ کیا تیری حقیقت
 نہ میرے درد و غم کا کوئی غم خوار
 کہو کس سے کہوں میں اپنا احوال
 سنے جو درد کا طومار میرا
 سو تو نے غم مرا رکھا گوارا
 یہی بہتر ہے اب رویا کروں میں
 سنے تو یا نہ سن غم میرا مجھ سے
 ترا دیدار پاؤں یا نہ پاؤں
 مشرف وصل سے ہوں یا نہ ہوں
 نشانِ عیش اور عشرت مٹاؤں
 کہاں تک درد و غم ظاہر کروں میں
 یہی بہتر ہے اب خاموش رہنا
 جو کچھ گذریگا سو گذریگا جاں پر
 کبھی آویگا آخر رحم تجھ کو
 دکھا دیگا مجھے دیدار اپنا
 اگرچہ ہوں بُرا پر ہوں تمہارا
 تمام امداد کر یہ دس دقا ص
 یہ درد اپنا بس اب اظہار مت کر
 کہ تیرے درد اور اس غم کو سنکر
 بس اب شک شکر کرم مت ہو دیوانہ
 نہو ایسا تری گستاخیوں پر

لصیبن میں لکھا میرے یہی ہے
 اثر ہے لنگ اور سبت ہے رنجور
 گذر بیشک ادھر بھی تیرا ہوتا
 تو ہوتی کیوں مری تجھ سے جدائی
 مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت
 ہر اک ہے اپنی اپنی بوجھ کا یار
 کہ ہے غیروں سے کہنا جی کا جنجال
 نہیں تجھ بن کوئی غم خوار میرا
 کہ یوں مجھ کو تپِ فرقت نے مارا
 سر اشک غم سے منہ دھویا کروں میں
 کئے جاؤں گا پر میں عرض تجھ سے
 ولے سب جستجو میں دن گنواؤں
 کروں دن رات تیری جستجو میں
 تمامی محنتیں غم کی اٹھاؤں
 نہیں کچھ انتہا بس چپ رہوں میں
 جو کچھ گذرے ہے دل پر اس کو سہنا
 نہ لاؤں پر کبھی ہرگز زباں پر
 چھڑا دیگا تو درد و غم سے مجھ کو
 مٹا دیگا مرے دل کا یہ کھٹکا
 نہیں بن تم مرا کدم گزارا
 کہیں ایسا نہ پھٹ جائے خامہ
 خدا کی واسطے رکھ جی کے اندر
 بھنا جاتا ہے دل عالم کا یکر
 کہ بہتر درد دل کا ہے چھپانا
 خفا ہو جاوے تیرا تجھ سے دلبر

وہ تیرے حال دے ہے خبردار نہ کر غل صبر کر یہ مان میسری بس اب خاموش ہو گفتار کم کر اسی پر سو نہ پ دے اب کام سارے رضا گم اپنی کر اس کی رضا میں وہ مالک ہے کرے جو کچھ کہ چاہے بس اب خاموش ہو گفتار کم کر	نہ کر اب شور و شر زنبار زنبار کہ تا امید بر لاوے وہ تیری ملاں آوے نہ شاید اسکے دل پر وہ چاہے سو کرے تو دم نہ مارے نہ پڑے ہرگز خودی کی تو بلا میں خلاف اس کے نہ دم تو مارگا ہے تو کہہ اللہ ہی اللہ دل سے ہر دم
--	---

بس اب اللہ بس اللہ بس ہے

سوا حق کے جو ہے باقی ہوس ہے

ت

گلزار معرفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التماس جامع اوراق

بعد حمد و صلوة یہ نیاز احمد معترف بہ تقصیرات احقر متوسلین و کترین مقبلسین حضرت امام العارفین مقدم الراغبین
سراج الاولیاء تاج الکبر از بدۃ الواصلین قدوة الکاملین شیخ المشائخ سید السادات جنید الزماں بابزید الدؤراں سید کلا
سندی و معتمدی و مستندی ذخیرۃ یونی و غدی مکان الروح من جسدی حضرت مرشدنا و مولانا الحافظ الحاج الشاہ
محمد امجد اللہ المہاجر تھانوی مولد المکی مورڈ الفاروقی نسباً الخفی مذبأ الصوفی مشرباً اذ لہ اللہ تعالیٰ
کا سمہ الشریف امداد من اللہ علی العباد و افاضۃ علی طالبی الرشاد خدمت میں اخوان طریقت و خلان الحقیقت کے
عرض رسالہ ہے کہ حضرت پیر مرشد محترم الیہم دامت ظلہم کا کلام منظوم ہدایت مفہوم اس کثرت سے ہے کہ اسکا احصا و ضبط
دشوار ہے مگر احقر کو کچھ متفرق و منتشر اوراق ہاتھ لگ گئے بغرض انتفاع و استمتاع و احتفاظ و التذاذ دوسرے پیر بھائیوں
وغیرہ کے جی میں آیا کہ اُن اوراق کو جمع کر کے اُن کی خدمت میں پیشکش کروں اور نام اس مجموعہ کا گلزار معرفت رکھا
بڑی غرض اس سے حضرت قبلہ پیر مرشد کی رضامندی ہے

گر قبول افتد زبے عز و شرف : یرحم اللہ عبدًا قال آمینا

مناجات

آہی یہ عالم ہے گلزار تیرا	عجب نقش قدرت نمودار تیرا	جہاں لطف گل ہے وہیں غار غم ہے	ہے گل خار میں گل میں ہے غار تیرا
عجب رنگ ہر رنگ میں ہے	یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا	خوشی غم میں رکھی ہے غم خوشی میں	عجب تیری قدرت عجب کار تیرا
یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے	ہے پردے میں روشن سب انوار تیرا	یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یارب	ترے نور کو تجھیں اغیار تیرا
ہر رنگ ہر شے میں جا یہ دیکھو	چمکتا ہے جلوہ قمر دار تیرا	نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکان ہے	کہ جس جا نہیں ذکر و از کار تیرا
تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں ہے تو	تو باطن ہے اور عت اظہار تیرا	تو اول نہیں ابتدا تیرا یارب	تو آخر نہیں انتہا کار تیرا
تو اول تو آخر تو ظاہر تو باطن	تو ہی ہے تو ہی یاد کہ آثار تیرا	نظر کو اٹھا کر جہر دیکھتا ہوں	تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا
الہی میں ہوں بس خطا دار تیرا	مجھے بخش ہے نام غفار تیرا	عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا	کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا
آہی بتا چھوڑ سرکار تیری	کہاں جاوے اب بندہ ناچل تیرا	نگاہ کرم تک بھی کافی ہے تیری	میں ہوں بندہ گر جہ بہت خوار تیرا
دو یا رضا کیا کروں میں آہی	کہ وار بھی نیری اور آواز تیرا	عرض ملاو کی دو اکس سے چاہوں	تو شافی ہے میرا میں بیمار تیرا

میں ہوں چیز تیری جو چاہے سوکرتو	تو محار میرا میں ناچار تیرا	الہی میں سب چھوڑ گھر بار اپنا	لیا ہے پٹراب نو در بار تیرا
سو اتیرے کوئی نہیں میرا یارب	تو مولیٰ ہے میں عبد بیکار تیرا	کہاں جاوے جکا نہ کوئی تجھ بن	کسے ڈھونڈھے جو بطلبگار تیرا
کیا اپنے در سے اگر دور اس کو	کو صر جاوے عاجز نہ ناچار تیرا	نہ پوچھے سوانیک کاروں کے گرتو	کھل جاوے بندہ گنہگار تیرا
گناہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھیرا	سنا جب سے ہے نام غفار تیرا	رہے گا نہ کچھ نقد عصیاں سے میرا	لگے گا جو رحمت کا بازار تیرا
دلیر ہم گناہوں پہ کیونکر نہ ہوویں	کہ ہے نام غفار و ستار تیرا	سدا خواب غفلت میں سونا رہا میں	نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا
چلا نفس و شیطاں کے احکام پر میں	نہ مانا کوئی حکم نہ ہمار تیرا	برے کام میں عمر افسوس کھوئی	کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا
نہ سوا ہوں جیسا یہاں حشر کو بھی	نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا	مری مشکلیں ہوویں آسان اکدم	جو ہو جا کر م مجھ پہ اکبار تیرا
خبر بچو میری اس دم الہی	کھلے جبکہ بخشش کا بازار تیرا	ہوں ظلمات عصیانے حشر و ش	جو ہو مہر رحمت نمودار تیرا
کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت	کہاں خس کہاں بجز رخسار تیرا	لگے کرنے کا فر بھی امید بخشش	لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا
گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یارب	مجھے چاہیے رحم بسیار تیرا	نہ ڈرو دشمنوں سے رہا چھو جب سے	کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا
تمنا ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم	کہ دل سے نہ بائیر ہوا ذکار تیرا	ترا نام شیریں حلاوت ہے دلکی	ہر اک بات سے خوش ہے تکرار تیرا
آہی رہے وقت مرنے کے جاری	بند صلیق دل لب پہ اقرار تیرا	نہ کوئی مرا ہے نہ ہوں میں کسی کا	تو میرا میں عاجز دل افکار تیرا
تو میرا میں تیرا میں تیرا تو میرا	ترا فضل میرا مرا کار تیرا	سہیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں	تو ہے نور میرا میں آثار تیرا
میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا	تو مسجود میں ساجد زار تیرا	الہی بچا تیرے اپنے مجھ کو	کہ ہے عفو بخشش کرم کار تیرا
یہ جو ر و جفا ہم سے ہم پر ہے یارب	نہیں ظلم اور جور اطوار تیرا	بدوں کو کرے نیک نیکیوں کو بدو	کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا
نہیں کافروں کو جو توفیق ایماں	کہ ہے نام قہار و جبار تیرا	حکومت ہوئی اسکو حاصل جہانکی	ہوا جو کوئی محکم بردار تیرا
فنا ہو گیا جو تری دوستی میں	تو ہے یا اسکا وہ ہے یا تیرا	دو عالم خریدار ہوا اسکا بیشک	جو ہو تقدیر جاں سے خریدار تیرا
کھلی اسکی آنکھیں کریں بند جس نے	عیان ہو نہاں اس پہ اسرار تیرا	رہے ہوش اسکو کسی کا نہ اپنا	الہی ہوا جو کہ ہشیار تیرا
آہی مجھے ہوش دے اب تو ایسا	رہوں میں سدا مست دیمخوار تیرا	تو کرے خبر سدا خبروں سے مجھ کو	الہی رہوں اک خبردار تیرا
میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں	جو لگ جا محبت کا آزار تیرا	الہی وہ جلوہ محبت عطا کر	جو کر دے مجھے عاشق زار تیرا
الہی عطا ذرہ درد دل ہو	کہ مرتا ہے بے درد بیمار تیرا	بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو	ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا
جو جاگا سو سو یا جو سو یا سو جاگا	سلا مجھ کو تا ہوں میں بیمار تیرا	بھکاری ترا جاوے محروم کیونکر	کہ نت خوان بخشش ہے تیار تیرا
ترا خوان انعام ہے عام سب پر	ہے شاہ و گداز ہر نمک خوار تیرا	بھکاری کرڑوں ترے ہوں نہ کیونکر	نہیں کرنا معمول انکار تیرا
کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے	میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا	نہیں اس سے زیادہ مجھ کوئی خواہی	ہر اک شے سے ہے وصل طلبگار تیرا
نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو طلب	تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا	ہے جنت کی نعمت تو سب میرے سر پر	میسر ہوا لے کاش دیدار تیرا
دل میں ٹک جلوہ فرما الہی	کہ تجھ ہی ہے ویران اب دار تیرا	نہیں وصل افسوس قسمت بن میری	میں سایہ نط گرچہ ہوں جار تیرا

تو ہے جان و دل سے بھی نزدیک میرے یہ قرب و معیت ہے پھر بعد ایسا ذرا آپ اپنے میں امداد آ تو زبان سے طرف دیکھے مشغول ہو تو نہ ڈر فوج عصیاں سے گرچہ بہت ہے تو پڑھ اسی مناجات کو تیج وقتی نبی کریم آل و اصحاب صلب پر	وے آہ ملنا ہے دشوار تیرا نہیں گھلتا یارب یہ اسرار تیرا کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا کہ تا جاوے ہر غم یہ آزار تیرا درد و اور سلام ہووے ہر بار تیرا	ہوں باوصف اس قرب کے دور ایسا حجاب خودی میرا یارب اٹھا دے تو صیقل آئینہ دل نام حق سے اٹھا غم رکھ امید امداد حق سے اُسی کی تو خدمت میں دے ہر دم اُہی قبول ہو مناجات میری مرے پیر استاد ماں باپ پر بھی	ستانا ہے پھر سحر خو خوار تیرا کہ تا دیکھوں بے پردہ دیدار تیرا کہ تا جلوہ گر اُسی میں ہو یا تیرا تجھے غم ہے کیا رب ہے غم خوار تیرا تو چاکر ہے مسکا وہ سردار تیرا کہ رد کرنا ہر گز نہیں کار تیرا اُہی رہے رحم بسیار تیرا
---	--	---	--

غزل نعتیہ

کر کے شہر آپ پہ گھر بار یا رسولؐ اچھا ہوں یا بُرا ہوں غرض جو کچھ ہوں تو ہوں ذات آپ کی تو رحمت و الفت ہے سرسبز جسد نہ تھا عیسیٰ کے شفیق ہو پیش حق تم نے بھی گرنے کی خبر جس حل زار کی کیا ڈر ہے اسکو لشکر عصیان و جرم سے	اب آپڑا ہوں آپ کے دربار یا رسولؐ پر ہوں تمہارا تم میرے مختار یا رسولؐ میں گرچہ ہوں تمام خطا دار یا رسولؐ اسلام نہ بھولنا مجھے زہار یا رسولؐ اب جا کہا بناو یہ ناچار یا رسولؐ تمنا شفیق ہو جس کا مددگار یا رسولؐ	عالم متقی ہوں نہ زائد نہ پار سا کس طرح آہ میں کروں خدمت میں حاضر کریے نہ میرے فعل بروں پر نگاہ تم بچو خدا کی واسطے اسدن مری خبر دونوں جہان میں جھکو وسیلہ ہے آپ کا گھیرا ہے ہر طرف سے مجھے درد و غم نے آہ	ہوں امتی تمہارا گنہگار یا رسولؐ ہوں نخلت گناہ سے سرشار یا رسولؐ کیجو نظر کرم کی بس اکبار یا رسولؐ عصیاں کا میرے جب کھلے اخبار یا رسولؐ کیا غم ہے گرچہ ہوں نہیں بہت خوار یا رسولؐ اب زندگیاں بھی ہو گئی دشوار یا رسولؐ
---	--	--	--

غزل نعتیہ

دراچہ سے پردہ کھو اٹھا لیا رسول اللہؐ اٹھا کر لطف اقدس کو ذرا چہرہ مبارک سے پیا سا ہے تمہارے شربت دیدار کا عالم چھپی نہی نخلت سے جا کر پردہ مغرب میں ماخوذ یقین ہو جائیگا گفتار کو بھی اپنی بخشش کا ہو اہل نفس اور شیطان ہاتھوں سے بہت سزا	مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہؐ مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یا رسول اللہؐ کرم کا اپنے اک پیالہ پلاؤ یا رسول اللہؐ اگر اپنے حسن کا جلوہ دکھاؤ یا رسول اللہؐ جو میدان میں شفاعت کے تم آؤ یا رسول اللہؐ مرے اب حال پر تم رحم کھاؤ یا رسول اللہؐ	کر دو دئے منور سے مری آنکھ کو نورانی شفیع عاصیاں تو تم ولیہ یکساں ہو تم خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اُس کے لکے کا خوش کھانے خود بخود دریا بخشائش مجھے بھی یاد رکھیو ہوں تمہارا امتی عاصی اگر چہ نیک ہوں یا مبدتہا ہو چکا ہوں نہیں	مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہؐ تمہیں چھوڑا اب کہاں جاؤں تباؤ یا رسول اللہؐ ہے ایسا مزہ کس کا سناؤ یا رسول اللہؐ کہ جب حرف شفاعت لب پہ لاؤ یا رسول اللہؐ گنہگار و نکوجب تم بخشوؤ یا رسول اللہؐ تم اب چاہو ہنسناؤ یا پلاؤ یا رسول اللہؐ
کرم فرماؤ پھر اور کرو حق سے شفاعت تم مشرق کر کے جھکو کلمہ طیب سے اپنے تم	ہمارے جرم عصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہؐ پھر اب نظروں سے اپنی مت گواؤ یا رسول اللہؐ	جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں بچنا ہوں ہر طرح گرداب غم میں نافذ ہو کر	بسن اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہؐ مری کشتی کنارے پر گاؤ یا رسول اللہؐ

اگرچہ ہوں نہ لائق دانک پر امید ہے تم سے	کہ پھر خبر کو مدینے میں بلاؤ یا رسول اللہ	حبیب کبریا ہو تم امام انبیا ہو تم	ہمیں بہر خدا حق سے بلاؤ یا رسول اللہ
شراب بخوری کا جام اک خج کو پا کر اب	دوئی کے حرف کو دے مٹاؤ یا رسول اللہ	بہت جھکا پھر ایسے دلاوی فرمیں جو وحشی	کرم فرماؤ انبوت پھراؤ یا رسول اللہ
مشرک کر کے دینار مبارک سے مجھے اکرم	مرے غم دین و دنیا کے مٹاؤ یا رسول اللہ	خدا کی واسطے رحمت کے پانی سے مرے اگر	تب بھراں کی آتش کو بجھاؤ یا رسول اللہ
	پھنسا کر اپنے دام خشت میں انداد عاجز کو	بس اب قید و عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ	

غزل نعتیہ

کے تئیں ہوں پرہے ہوں کوئے مدینہ	دے ہے رخ کعبہ خبر روئے مدینہ	لانے لگی اب باد صبا بوئے مدینہ	دل اڑنے لگا ہو کے ہوا سونے مدینہ
پہنچا دے مجھے منزل مقصود کہ جلدی	یار بے لگی دل کو نگ و پوئے مدینہ	ابتویہ تمنا ہے کہ یہاں کہیے کیوں گرد	قربانی ہوں سر بر کوئے مدینہ
گرچہ ہیں بہت شہر جانیں خوش و لچپ	لیکن ہے عجب دلبر و دلجوئے مدینہ	حاصل ہے بہشت اسکو یہاں اور وہاں بھی	جو دل سے ہوساکن پہلوئے مدینہ
دل غرقِ حالات ہے وہی ہے سکرستاں	تو طی زباں ہے جو تڑنا کوئے مدینہ	اہاں فیوض ہیں عالم میں جہاں تک	ہے اصل مگر سب کی وہی جوئے مدینہ
وہ چھوٹ گیا بند و عالم سے سراسر	جو پھنس گیا اندر غم کیسوئے مدینہ	محفوظ ہے آفات دو عالم سے وہ مومن	کی جسے سکونت تہہ بازوئے مدینہ
خوش آدے کہا اُس کو خوشبوئے دو عالم	ہے جسکے بسبب مغز میں خوشبوئے مدینہ	کس ذوق سے لپٹے ہے کلام اپنا زبانی	جب ہوئے زباں اپنی طرح گوئے مدینہ
ایذا کے غرض دیتے دُعا سنگدلوں کو	دل نرم تھے کیا سر و رخسار جوئے مدینہ	کب پوچھا عاشق کوئی خواب جہاں کو	
	امداد سے منت کو بہ صلوٰۃ و سلامی	یار بے ہوتا شہ نہ نیکوئے مدینہ	

غزل نعتیہ

کہے ہے شوق نبیؐ یہ آکر چلو مدینے چلو مدینے	میں ہوں گادل سے تہدار بر چلو مدینے چلو مدینے
صبا بھی لانے لگی ہے ابتو نسیم طیبہ	کہے ہے شوق اب ہوا میں اڑ کر چلو مدینے چلو مدینے
خدا کے گھر میں تورہ چکے بس عمر بھی آخر ہوئی سے آخر	مرینگے اب تو نبیؐ کے در پر چلو مدینے چلو مدینے
شہر شہر کیوں پھرے ہے مارا جو دونوں عالم کی چلے دولت	تو سر قدم ہو کے درد یہ کر چلو مدینے چلو مدینے
یہ جذب عشق محمدیؐ ہیں دلوں کو اُمت کے کھینچتے ہیں	کہے ہے ہر دل جو ہو کے مضطر چلو مدینے چلو مدینے
جو کفر و ظلم و فساد عصیاں ہر اک شہر میں ہوئے نمایاں	تو دین اسلام اٹھے یہ کہہ کر چلو مدینے چلو مدینے
رجب کے ہوتے ہیں جب بیٹے پھرے ہیں شوق نبیؐ سے سینے	صدایہ کہے ہیں کو کہو ہے چلو مدینے چلو مدینے
ہلاکت امداد ابتو آئی جو فوج عصیاں نے کی چڑھائی	
سجائے چاہو تو اے برادر چلو مدینے چلو مدینے	

غزل

نہ دیکھا خار میں گل خار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا یار کو گھر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا
جہاں کے گلشن و بازار کو دیکھا تو کیا دیکھا
مہ و خورشید کے انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا
اگر آئینہ جو ہر دار کو دیکھا تو کیا دیکھا
اگر شمشیر کی اک دھار کو دیکھا تو کیا دیکھا
سما پر ابر کو ہر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا
اگر لعل و در شہوار کو دیکھا تو کیا دیکھا
وہاں منصور صاحبدار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا حالِ دل بیمار کو دیکھا تو کیا دیکھا
فلک سے گرچہ لاکھ آزار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا اول آخر کار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا سایہ میں انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا آپ میں دلدار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا یار میں اغیار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا ایک کو دو چار کو دیکھا تو کیا دیکھا
اگرچہ دفتر اشعار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا داغِ دل گلزار کو دیکھا تو کیا دیکھا
اگرچہ کوئے جاناں میں بھی آچھ بچہ کے سر مارا
تماشا ئے دو عالم ہے مرے دلدار کا کوچہ
رُخِ رشتاںِ جاناں کی تجلی چاہئے دیکھنے
کفِ پاکی صفائی کو مرے دلدار کی دیکھو
نہ دیکھا برشِ تیغِ نگاہِ یار کو تم نے
ہماری چشم سے لعل و گہر کی دیکھ کے بارش
لب و دندانِ دلبر کی ٹک آب و تاب کو دیکھو
یہاں توکِ منزہ پر نختِ دل کی دیکھ جانا بازی
طبیہوں نے علاجِ مرض اپنا خوب کر دیکھا
نہ دیکھا ایک بھی تم نے اگر دردِ جدائی کو
یہاں جو دیکھنے کا ہے اسی دم دیکھ لے غافل
دلِ مضطرب ظاہر یار کو تھا چاہئے دیکھا
نظرِ جب کھل گئی اپنی جسے دیکھا اُسے دیکھا
ادھر دیکھا ادھر دیکھا جدھر دیکھا اُسے دیکھا
اُسے دیکھا اُسے دیکھا نہ یہ دیکھا نہ وہ دیکھا
ہمارے شعرِ اندازِ اتنی سے ہیں ٹک دیکھو

غزل

پکتا ہے سنگِ فناعت پہ سدا نان اپنا
شکرِ شکر سے شیریں ہے لبِ جان اپنا
تیغِ تسلیم پہ سر کرتے ہیں قربان اپنا
پوششِ اپنی ہے لباسِ تنِ عریان اپنا

میرِ نعم فیض توکل سے ہے بس خوان اپنا
تلخیِ صبر میں حاصل ہے حلاوتِ دل کو
طوقِ تفویض و رضا کا ہے گلے میں اپنے
بھوک اپنی ہے خورشِ پیاس ہے اپنا تربت

پانہمالی ہے ہمیں تاج و سریر شاہی لالہ و گلشن و گل کی نہیں پروا ہم کو خواب گاہ اپنی ہے اک خاک کی مٹھی آخر دوستی کی سہی اب کس سے توقع یارو درد و غم کا مرے دردی ہے نہ کوئی غمخوار آسکے غیر مرے خانہ دل میں لیے وسعتِ دل کی کیا کرتے ہیں سیراے امداد کون سنتا ہے کہو اپنی پریشانی کو	فوجِ غم سر و سامانی ہے سامان اپنا کثرتِ داغ سے سینہ ہے گلستان اپنا کیوں عبث کھینچیں پھر ہم چرخ پہ ایوان اپنا جب ہوا دشمن جاں دل سا نہربان اپنا غم ہی غمخوار ہے اور درد ہے درماں اپنا کہ خیالِ رُخ دلدرا ہے دربان اپنا کہ یہی باغ ہے اپنا یہی میدان اپنا ہو پریشاں جو سُنے حالِ پریشاں اپنا
--	---

غزلِ نعتیہ

ہو جائے عاشق ہی رہبر کسی صورت ہے بلبلِ دل شائقِ گلروئے ہمیشہ لکھا یا کر دل بس ٹھوکرینِ نوا کی تیرے دی ساقی کو تیرے مجھ بادۂ الفت	جوں نقشِ قدم جاڑوں پر کسی صورت بے دیکھ نہ ٹھہرے گا یہ مضطر کسی صورت اے کاش ہوں درکار تیرے پتھر کی صورت چھوٹے نہ لبوں سے مرے سا کو کسی صورت	ہے سر میں ہوائے شش شوقِ مدنیہ جوں نقشِ قدم سر نہ اٹھاؤں تیرے در سے اے مادرِ شوق کیجئے گزربک تو ادھر بھی ہو تاکیں رہ رہ مر اغلِ تمنا	جوں بادِ صبا پہنچوں کار کسی صورت لڑ جاڑوں مر مر و ہاڑ کسی صورت ہو جائے مرا گھر بھی منور کسی صورت آجائے نظر کندہ اختر کسی صورت
---	---	--	--

۹

غزلِ نعتیہ

ذکرِ ذکرِ خدا اور ہے تذکیرِ عبث حمدِ حق میں ہو یا نعتِ ہمیشہ میں رقم لکھو سکے کون یہاں حمدِ خدا نعتِ رسول لائی ہے بادِ صبا بُوئے قدیم احمد آئی ہے شاہ کی دنیا میں نویدِ مقدم سیکھتے حق سے رہے سارے غلامِ حکمت پیر کے دن جو ہوئے پیر و عالم پیدا نورِ احمد سے منور ہے دو عالم دیکھو آپ کے عتبہِ عالی کا بیاں ہو کس سے رہے اسلام سے اُن کے نہ رہا کفر کا نام	جز کلامِ حق کے ہے ہر بات میں تقریرِ عبث پہلے ان دونوں سے ہے ہر بات میں تحریرِ عبث جز خدا اور کی اس فن میں ہے تسطیرِ عبث کب خوشی سے ہے ہنسی غنچہ کی تصویرِ عبث قصہ شادی کی نہ ہر گھر میں ہے تعمیرِ عبث یاں کے آنے میں نہ تھی شاہ کی تاخیرِ عبث پیرِ ایام ہے دن پیر کا نے پیرِ عبث دیکھتے ہومہ و خورشید کی تنویرِ عبث عرش کی اُس کے مقابل میں ہے توقیرِ عبث یارِ اب زلفِ بتاں کی بھی ہے تکفیرِ عبث
---	---

<p>اٹھ گیا ہے کسی گلزنک کا پرودہ منہ سے آپ کے بخشش و انعام کی کچھ حد ہی نہیں چاہے عشقِ محمدؐ میں مستحکم ہونا دل میں کافی ہے خیالِ رخِ انوارِ تیرا جسم اپنا نہ ہوا ہائے مدینے کا غبار دیکھے کب ہو مسیرِ مجھے وصلِ محبوب شکل کو بھی تو نہ چاہا کہ ہو شبہِ محبوب</p>	<p>ہے نہ رنگِ رخِ گلشن میں یہ تغیرِ عبث ہے قلیلِ آبِ کابوس اور کی تکثیرِ عبث کیا کریں ملکِ سلیمان کی تسخیرِ عبث شمع و مصباح کی اُس گھر میں ہے تویرِ عبث اس میں عیب کے حق میں ہوئی اکسیرِ عبث ہو گئی اب تو مری آہ کی تاثیرِ عبث منع کی حق تے کہ ہے کھینچی تصویرِ عبث</p>
---	---

غزل

<p>ہو کے بس شیفۂ نقشہ تصویرِ عبث خواہش نام و نشان یاں کا ہے اے میرِ عبث ہو گئے سیکڑوں گھر مثلِ بگولہ برباد مثلِ انجم کے ہیں گردش میں یہاں اہل فروغ چہیں و آرام ہے کس کو کہو اس کے نیچے دیکھو غنچے کو کہ آخر ہے گلِ پژمردہ بلبلِ سانسِ اُبھر بھر جہاں میں اتنا مارتا آپ کو تا کہیمیا خود بنِ حباتا لطفِ حینے کا اگر یاس ہو جاں بخش اپنا کہیمیا اپنی ہے خاکِ قدیمِ یارِ لے دل دُصوٹھتا پھرنا ہے دُسمع لئے کچھ تو ضرور اے عروسی مری موزوں طبع کے آگے مسکن اس بحرِ فنا میں نہ بنا تو امداد</p>	<p>جان بے جان کو دے کر نہ ہو دیگرِ عبث مثلِ امواج کے پانی پہ ہے تسخیرِ عبث بس بلند اتنی یہاں کرتے ہو تعمیرِ عبث ہے فلکِ سطلبِ عزت و توقیرِ عبث چرخ سے ہے ہوسِ راحت و تسخیرِ عبث اے جواں ہنستا ہے کیا دیکھ سوئے پیرِ عبث دم میں ہوگا یہ ترانۂ نقشہ تعمیرِ عبث مارا گر پارے کو لے صاحبِ اکسیرِ عبث ورنہ جوں خضر ہے بس عمر کی تکثیرِ عبث کس لئے کرتا ہے پھر خواہشِ اکسیرِ عبث یہ فلک کی نہیں دن رات کی تدویرِ عبث تیری فعلِ فعلاتن کی ہے تفسیرِ عبث صورتِ بلبلِ پانی میں ہے تعمیرِ عبث</p>
--	---

غزل

<p>لی بلا سر پہ ہوا پائے بزنخیرِ عبث جملہ تدبیر کو کر دیتی ہے تقدیرِ عبث پھر تو پھر پھر نہ ستا اے فلکِ پیرِ عبث</p>	<p>ہو کے میں شیفۂ زلفِ گردِ گیرِ عبث ہنستے ہو کیا مری گر ہو گئی تدبیرِ عبث گردشِ بخش سے اپنے ہیں ستارے ہم آپ</p>
---	--

<p>آپ کی چین جبین ہم کو سلاسل بس ہے سروکف میں ہوں یہاں آپ ہیں شمشیر کف تیغِ ابرو کا اشارہ ہے تمہارا کافی صنعتِ تن سے ہوں ہوا سانہ پھنسو نگاہِ گز خوابِ غفلت سے جگاتے ہیں یہ جوں شتر کا شور قوسِ ابرو سے ذرا تیرنگہ کو چھوڑو عشق کہتا ہے کہ نہر لہو کی جاری چشمِ بدر میں دل بند خواہ میں مار لے امداد</p>	<p>پاہ زنجیر کو پھر کرتے ہو پنجیر عبث اب شہادت میں مری کرتے ہو تاخیر عبث تیز کرتے ہو مرے قتل کو شمشیر عبث زلفِ پر باد سے دکھلاتے ہو زنجیر عبث تیرے مستوں کی نہیں نالہ شبنگر عبث لوں گا سینہ پہ بجائے گا تر اتیر عبث تو رواں کرتا ہے فرہاد جوئے شیر عبث چرخِ پر مارتا ہے آہ کا کیوں تیر عبث</p>
--	--

غزل

<p>گرچہ سہرا بہت سب گئی تدبیر عبث قیمتِ اٹلی نے مری لا سے در سے الطاف دل میں آئے غمِ دلبر تو رکھوں آنکھوں میں اُن کی زلفوں کے تصور میں ہے یہ آہ و فغاں ضربِ اک مارِ ناخسرو کے دل سنگین پر مجھ سادہ لیوانہ بھی زنداں میں ٹھہرتا ہے کہیں</p>	<p>سچ ہے پیشانی کی ہوتی نہیں تحریر عبث ہو گئی جذبِ محبت کی وہ تاثیر عبث ایسے مہمان کی کیوں کر کروں تحقیر عبث کب ہے نالہ مرا پالستہ زنجیر عبث اکو کین تیشہ سے کی کوہ کی تکسیر عبث یارو پانوں میں مرے پڑتی ہے زنجیر عبث</p>
--	---

غزل

<p>نام اُس کا دفترِ عشق میں ہر گز رقم نہیں بے مرگ زندگی وصالِ صنم نہیں ہے کون سا قیاسِ ترا جس پر کرم نہیں کرتا ہے تو کو بنوِ دل کو جو میرے ذبح ہم پر جفا و جور جو کچھ ہے نصیب سے پھولانہ تخمِ عشق مرا اور نہ چشمِ و دل غمگین ہمارے غم میں ہے عالم مگر ہمیں روتی ہے خلقِ میری خرابی کو دیکھ کر اے شمعِ جان صحبتِ پروانہ مفتنم</p>	<p>اول قدم پہ جس کا یہاں سر قلم نہیں موجود کب وہ ہو ہے جو اولِ عدم نہیں نمخور تیرے دور سے پر ایک ہم نہیں کیا تجھ کو پاسِ حرمتِ صیدِ حرم نہیں ورنہ طریقِ یار کا جو روستم نہیں گری مہر و ابرِ سبّاری سے کم نہیں غم ہے تو بس بیغم ہے کہ کچھ بھی تو غم نہیں روتا ہوں میں کہ ہائے مری چشمِ نم نہیں ورنہ یہ پھر معاملہ تا صبح دم نہیں</p>
--	---

منعم نہ کر غرور کہ بازار عشق میں | جز نقد جان پر بسش دام و درم نہیں
امداد رکھ کے سرنہ اٹھا دے سے یار کے | اس سے زیادہ کوئی جگہ محترم نہیں

غزل

عرش بریں پہ آپ ہیں زیریں ہوں میں | اے دلدار کھ کے سرنہ اٹھا دے سے یار کے
گر تخت حسن و ناز پہ ہیں آپ جلوہ گر | مثل نظر ہے آپ کا آنکھوں میں میرے گھر
ہے بود گل کی طرح سے مجھ تجھ میں ربط آہ | اے دئے بے نصیبی کہ ملنا نہیں نصیب
وہ تیری تکتے تکتے دم آنکھوں میں آ رہا | دام بلا میں کس کے تو امداد جا پھنسا
ملنا کہاں سے ہو کہ کہیں تم کہیں ہوں میں | اقلیم عشق میں شہ مسند نشیں ہوں میں
باوصف ایسے قرب کے بس دور میں ہوں میں | پھر ڈھونڈتا غضب ہے کہیں کا کہیں ہوں میں
سایہ کی طرح گرچہ جہاں تم وہیں ہوں میں | آجا نظر کہیں کہ دم واپس ہوں میں
موت سے جو تپہ ترا پاتا نہیں ہوں میں |

غزل

دے کے دل دلدار کو جب ہو گئے آزاد ہم | خانہ بستی کہ ہے بس تنگ جڑ سے کھود کر
خاک ہو کر آ پڑے ہیں اب تو کوئے یار میں | میں وہ ہم صید ہوں پھر جا کے چھستے دام میں
چرخ میں ہیں جیسے کھائی عشق کی ہم نے ہوا | مرغ دل اپنا جو اس کے دام زلفوں میں پھنسا
ہم ٹپنے سے چھٹینگے تو ہماری فکر سے | بس ہے اپنا ایک بھی نالہ اگر پہنچا وہاں
ہیں کفن بردوش سر بر کف نال کیا ہے پھر | بال بال اپنا ہے نشتر ہر بن موسے لہو
قصر جنت کا رہے تم کو مبارک و اعظو | زہد و تقویٰ اور عبادت کا سہارا ہے تمہیں
آہ اپنے آپ کو کرتے ہیں بس خوار و تباہ | ہم نہ شاعر ہیں نہ ملا ہیں نہ عالم ہیں و لے

آفریں وہ ہم کو دیں اُن کو مبارک باد ہم | ڈالتے ہیں اب تو قصر عشق کی جنبیاد ہم
پریمی ڈر ہے نہ پڑ جائیں بدست باد ہم | چھوٹ جاتے گر قفس سے تیرے اے صیاد ہم
ہو رہے ہیں اب تو گویا آسیا اے باد ہم | پھنس گئے پر سب بلاؤں سے ہوئے آزاد ہم
ذبح کرا حسان تراما نینگے اے صیاد ہم | گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم
قتل کریم کو ترے قرباں ہوں اے جلاد ہم | ہے رواں خود کیا کریں پھر تجھ کو اے فساد ہم
ہو چکے ہیں اب تو کوئے یار میں آباد ہم | اور یہاں رکھتے ہیں جز فضل حق کچھ زاد ہم
اپنے دشمن آپ میں پھر کس سے چاہیں داد ہم | رکھتے ہیں سر باب میں اللہ سے امداد ہم

اے خدا بخش اس زمیں میں لکھ غزل اک اور تو | تاکہ جانیں شعر گوئی میں تجھے استاد ہم

غزل

یا الہی کس سے تجھ بن جا کر میں فریاد ہم
آپ ہی مظلوم ہیں اور آپ ہی بیداد ہم
آپ ہم قمری ہیں اور میں آپ ہی شمشاد ہم
آپ ہی ہم گل میں اور میں بلبل ناشاد ہم
آپ ہی ہم صید ہیں اور آپ ہی صیاد ہم
آپ ہی شیر ہیں ہوئے اور آپ ہی فریاد ہم
آپ ہی مقتول ہیں اور آپ ہی جلا دہم
آپ ہی شاگرد ہیں اور آپ ہی استاد ہم
الغرض جو کچھ ہیں پر ہیں : مع اصدا دہم
جو کہو سب کچھ ہیں پھر نا چیز بے بنیاد ہم
میں اسی دانش سے یار و صاحب ارشاد ہم
آپ کو کرتے ہیں ویراں تاکہ ہوں آباد ہم
ہو گئے آباد تر جتنے ہوئے برباد ہم
غم ہے شادی میں ہمیں اور غم میں ہیں بس شلوام
ہے مساوی ہم کو گرہوں شادیاں شاد ہم
عاشق ذاتی ہیں ان کے ہر طرح منقاد ہم
یار کو کب جانتے ہیں ظالم و بیداد ہم
بڑے نہیں عشاق کو کرتے ہیں کچھ ارشاد ہم
اور نسپر رکھتے ہیں الدن کی امداد ہم

اپنے ہاتھوں سے ہوئے جاتے ہیں برباد ہم
آپ پر کرتے ہیں ظلم اور اپنے ہی منقاد ہم
بارغ عالم ہیں باآہ فغاں آزاد ہم
داغ دل گشت ہے اپنا مرغ دل ہے نالہ گر
عشق کے صحرا میں اپنا آپ کرتے ہیں شکار
ہو گئے جب محو دلبر عشق پھر کس کا رہا
قتل اپنے آپ کو کرتے ہیں بے تیغ و تبر
دے ہیں اپنے آپ کو فقر و فنا کا ہم سبق
آپ ہی اچھے ہیں اور میں آپ ہی سب سے بُرے
بے نشان بے نام ہیں ذلیشاں ہیں اور میں نامور
علم اپنا جہل ہے اور جہل اپنا علم ہے
اپنے دشمن آپ ہیں اور آپ ہی ہیں اپنے دوست
کیوں نہ ہو گل خار میں ظلمات میں آب حیات
ہے مہار ہم کو خزاں میں اور خزاں اندر بہار
شادی دغم اپنا محو لطف و قہر یار ہے
ہے برابر ہم کو قہر ہجر و لطف وصل یار
ہم سے ہم پر آپ ہے ظلم و ستم ورنہ بحق
میں نہ یہ شعر و غزل ہے اپنی مجذوبانہ بڑ
ڈر ہے کیا فوج گنہ سے ہے خدا بخش اپنا نام

غزل

کہ یہ وہ درد ہے دل میں رہے دیاں جاں ہو کر
ذرا توجہ دے کر ہو جاؤ آنکھوں میں عیاں ہو کر
کہ عظمت اسم اعظم کو ملی آخر نہاں ہو کر

غم جاناں نہ لیں کیوں جان میں ہم شادیاں ہو کر
رہو ہو پردہ دل میں مرے پیارے نہاں ہو کر
نہ رکھیں کیوں نہ ہم پوشیدہ سر الفت جاناں

نہ کیوں ہو تخم ملکر خاک میں سر سبز و بار آور
نکالیں بحر الفت سے درِ مطلوب وہ جن کے
اٹھایا بار غم تو نے دلا صد آفریں تجھ کو
ہمارے غم کے گھر میں خواب راحت آسکے کیونکر
ادب بند نہاں ہے کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا
ہمیں پرواہ کب ہے لالہ و گلزار و گلشن کی
کہاں جادے کہ کر کے ترک جو گھر بار کو اپنے
کہاں جائے کسے ڈھونڈنے نہ ہو جس کا کوئی تجھ بن
ترے قربان پیارے مت اٹھا امداد کو در سے
ملے ہے گوہر مطلوب بحر عشق سے اُن کو

ہوئے ہم نامور ذیشان بے نام و نشان ہو کر
نکل کر بہہ گیا آنکھوں سے دل اشک لٹل ہو کر
لیا کوہ گراں سر پر ضعیف و ناتواں ہو کر
کہ صورت اُن کی آنکھوں میں پھرے ہے پاسباں ہو کر
کہ دل کے دل میں رہ جاتے ہیں بس شور و فغاں ہو کر
دکھنا ناداغ دل ہے سیر ہم کو بوستاں ہو کر
درِ جاناں پہ آ بیٹھا ہو نقشِ آستاں ہو کر
پڑا ہو جب کہ آور پر ترے بے خادماں ہو کر
مرضِ عشق تیرا پڑا ہے ناتواں ہو کر
کہ جن کے بہہ گیا آنکھوں سے دل اشک و لٹل ہو کر

غزل

صوفی نہ شیخ عالم مسند نشین ہوں میں
عافل ہوں یا دیوانہ ہوں مجنوں ہوں یا بہوش
گمنام بے نشان ہوں ذیشان ہوں نامور
ظاہر ہوں اور چھپا بھی ہوں آنکھوں میں جیسے نور
سر میں ہوائے ماہ ہے اے ناصح اس لئے
مت کر کوثرِ حسن سے محروم بہر حق
گرچہ ذلیل و خوار ہوں امداد ساو لے

بند و ضعیف و عاصی بس کمتر ہیں ہوں میں
جو کچھ کہ ہوں پہ عاشق ماہ جبیں ہوں میں
سب کچھ ہوں اور جو پوچھو تو کچھ بھی نہیں ہوں میں
عالم میں سیر کرتا ہوں خلوت گزیں ہوں میں
در در پھروں ہوں اور کبھی خانہ نشین ہوں میں
مسکین غریب و عاجز و اندوگین ہوں میں
انگشتری خلق میں مثل نگین ہوں میں

غزل

تپ غم سے جو دیدہ تر میں ہوتا خشک پانی ہے
ہوا بازارِ شوق اب گرم ہے وہ شمع روکس جا
نہ چاہوں کس لئے قاتل سے میں اپنی شہادت کو
نہ اپنی آہ سوزاں ہے دھواں سارا لگاں جاتا
میں طورِ عشق پر تیرے ہوں گرچہ دفترِ آرنی
ادب بند زباں ہے عرضِ مطلب میں مری ورنہ

تو بے آبی سے باغِ دل میں اک سوز نہانی ہے
کہ جان اپنی ہمیں اُس آتشِ رو پر جلانی ہے
کہ واں آبِ دم شمشیر یاں تشنہ دہانی ہے
کہ پہنچانے کو کعبہ وصل تک مرکبِ رخانی ہے
نہیں لاتا زباں پر کیونکہ خوفِ لہجہ ترانی ہے
گرہ میں اپنے خامہ کی شکایت کی کہانی ہے

ہمارے کارواں میں کب ہے جس قیل و قال ایل ہے آوازِ جس گویا جگنا ر ہز نوں کا بس صدف کی جوں رہے گا منہ کھلا اُس کا قیامت تک جو ہیں ہم صاف مشرف سمجھے ہے ہر قوم اپنا سا غزل اور اس زمیں میں پڑھکے امداد الہی سے	کہ راہ کشف میں گمراہ دلیل طے لسانی ہے زباں کا گھولنا غارت گر ستر نہانی ہے جہاں غامہ سے دائم مثل دریا در فشانے ہے کہ اپنے رنگ پر ہر طرف لتبا صاف پانی ہے حلاوت بخش عالم کو تری شیریں زبانی ہے
--	--

غزل

تپ بھراں میں جی جلتا ہے جا آنکھوں سے پانی ہے حریف نفس کب ہو عقل جو سحر معانی ہے ہے اپنا نطق ہر نکتے میں سونگ شکر رکھنا ہے بے دردوں سے اپنے درد کی کرنی دوا ایسی نہیں ہے کسر شاں ہونا مقید بند عزت میں گل آسا صبح پیری میں وہ بے حسرت کھنڈیا زلے جو ز آتش میں گم ہو جا تو خاکستر سے ملتا ہے لئے جاتا ہے کوثر ساتھ صحرائے قیامت میں ہمارے جرم سے چلیں برجیں کیوں عفو ہو اُس کا سکے ہے دیکھنا بادیدہ کثرت نور وحدت کو نہ کیوں ہو رنگ آئینہ کا ریر سوئے روشنی گہ عبث کھا تلے ہے فکر میں غم سخت انسان کیوں بڈاریں قبر سے گروہ نہیں شکوہ ہیں اُن سے بلاویں نہر بانی سے بڈاریں کچھ نہیں شکوہ مثال جان و تن ہے بچھیں ہمیں قرب پھر قوری نہ دونا شاد کو آرام دن کو اور نہ شب کو تم	اجی دیکھو تو اس بارش میں کیا آتش فشانے ہے کہ روغن پر کبھی غالب نہیں ہو سکتا پانی ہے حلاوت بخش تلخوں کو مری شیریں زبانی ہے کہ نوک خار پا کو نیش کر دم سے اٹھانی ہے مثال اسم اعظم بلکہ خود عظمت بڑھانی ہے جو کھوتا خواب غفلت میں شب قدر جوانی ہے جوانی کا مل پیری میں پیری میں جوانی ہے کہ جو اشک ندامت سے لٹا کھو نہیں پانی ہے کہ آئینہ کو بد صورت سے کب ہوتی گرانی ہے کہ حرف و جسم ہر اک شاہد روح و معانی ہے مجھے زشتی سے حاصل کجہ مقصود جانی ہے کہ تابِ نور سے پتھر میں غزلے لعل کافی ہے بلاویں نہر سے اپنی تو اُن کی نہر بانی ہے ہمیں اُن کی بہر صورت بجا مرضی کو لانی ہے نہیں کھتا ہے اے امداد کیا ستر نہانی ہے اجی اے دل نہیں کیا علالت ایذا رسانی ہے
---	--

غزل

رخ سے کاہل اٹھایا کس نے عرش اور فرشتی سب کو پانہ سکیں ابر گریاں میں برق حسن دکھا ہے نہ عالم میں وہ نوعالم میں شعلہ رخ دکھا کے اپنا ہمیں میں تو نام و نشان مٹا بیٹھا شخص واحد ہے سیکڑوں میں نام	رات میں دن دکھایا کس نے میرے دلیں سما دیا کس نے روتے روتے ہنسا دیا کس نے شورائیں کا چا دیا کس نے سر سے پانک جلا دیا کس نے شہرہ میرا اڑا دیا کس نے ایک کو سو بنا دیا کس نے جن پیلے دکھا کے اے امداد	لاکھ کو ایک ایک کو لاکھوں دھونڈنے لکے آپ کو کھو یا منہ تو عاشق سے پھیرا تو نے اُسے نغمہ سرمدی سٹا کے ہمیں عشق معشوق عاشق اک کہہ کر اول آخر عیاں نہاں ہو کر ہنستے ہنستے جو دم میں رونے لگی تجھ کو مجنوں بنا دیا کس نے	کر کے ظاہر چھپا دیا کس نے مجھ کو اُس میں گما دیا کس نے ہنستے ہنستے رولا دیا کس نے مست و بخود بنا دیا کس نے سرو صحت سچھا دیا کس نے حرف شرکت مٹا دیا کس نے شمع تجھ کو جلا دیا کس نے
--	---	---	---

غزلیات فارسی

اگرچہ بخود دستم ہے ہشیار میگردد چو دیدم رونے خوش را بہرے بہرے ز چہمت مے بخور اداں سید از لبہاں بتل قدر شراب شوق عالم را توئی طلبی دلی غنچی	بیاطن شاہ کو نیم بظاہر خوار میگردد انہی در بحر و بر کوچ و بازار میگردد چو من با این نہاںم ز حرام خوار میگردد مگر محروم گرد خانہ خمار میگردد بیانور محمد کن دل امداد را روشن	مرا بطیست جاہاں چو نور خور لغرض آن عجب بخود و بدستم کہ طرفہ ماجرا این است چو شد منظور قبل من تغافل چیست اقبال مرا نافع خود باشد نصیحت ناہما ہرگز کہ عکس نوبے کیف ہے انوار میگردد	بصورت زو جواں اگرچہ سادہ و زیور میگردد کہ دلدارے نبور ارم ہے دلدار میگردد کہ سر بر کف کفن بردوش گزوار میگردد کہ سودایش لبس دارم نہ من بیکار میگردد
---	---	--	---

جواب خط شاہ سید علی احمد صاحب تخلص صل علی احمد انبٹھوی

چو آمد ساقی مشکل کشا دشوار کار من صبا آور دچوں بوئے گل وصل نگار من بجد اللہ چہ راحت یافت جان بیقرار من خبر آمد خط آمد قاصد آمد ہم پیام آمد بایں شکرانہ برویدہ نہادم پلے قاصد را چو من منظور جذب اشتیاقم در جناب تو پس از مدت برآمد آرزوی جان و دل یعنی بے ذوق حیات من بسا تلخ از غم ہجران بدیدہ گریہ لب نالاں بجانم سوز تن لرزاں بعین گریہ من خنداں و ہم درخندہ من گریاں گئے گریاں و گہ خنداں گئے حیراں گئے نالاں	بیک جبرے زے بکشو و عقد و لفگار من برآمد بر ہو اٹے شوق این مشیت غبار من کہ آمد گا کہاں نامہ ز کوئے شہر یار من و لم حیراں کہ باشد بر کدانی جاں نثار من کہ از نامہ منور کرد چشم انتظار من بجرم دوستان گوئی و لبس عز و وقار من سحر گردید از مہر خط شہا جے تابہ من خوشا این طالع شیریں کہ گشتے غمگسار من ہمیں تسکین دل بودے ہمیں صبر و قرار من بہارا اندر خزاں بود و خزاں اندر بہار من بجز این شغل یک لحظہ نہوے روزگار من
---	--

نمیکرد و بیان شوق وصل و شکوہ ہجران کہ آمد نامہ خوش ناگہاں وصل علی احمد آدا ئے شکر آں ساقی نہ گرد و از زباں و دل بیاد خود نگہداشت ز مشغولی غیر حق ز لطف چشم آں دارم کہ دایم بچین جاری کنم تھریرا لے امداد تا کے شوق وصل او	غرض جز ذکر و فکر تو بنودے پیچ کار من یکایک رفت غمہائے دل اندوہ گار من کہ از یک جرعه زان مے بود کل رنج و خمار من با حسا نیکہ یاد م کردائے پروردگار من بماند در ولت یاد دل امیدوار من رسدائے کاش جائے نامہ آں نانی نگار من
--	---

غزل شوقیہ ارکان حج

رفتیم چو بمکہ ہوں کوئے تو کردم چوں حلقہ در کعبہ بصد عجز گز نفتم در سعی طواف و یہ حطیم بمقامے در عرضہ عرفات بپا حشر نمودم	دیدم رخ کعبہ در کوئے تو کردم در گردن خود سلسلہ گیسو تو کردم ہر سمت تمنائے نیکوئے تو کردم چوں یاد من آن قلمت دلجوئے تو کردم	محب جرم گرجہ بہ پیش نظر شد سر میدہ عالم پے بوسہ حجر اسود لبیک و دعا خوان تمہ مخلوق بعرفات قربانی حیوان بمنی میکند عالم	من سجدہ دے درجہ ابروئے تو کردم من میل نجال سبہ ہندوئے تو کردم حوں قبلہ نما من دل خود سوئے تو کردم قرباں سر خود من بسر موئے تو کردم
---	---	---	---

عرضی عبداللہ مسکین در مدح شریف عبداللہ بن عون بصنعت تو بشیح

شاد باش اے شاہ اقلیم عرب خون حق باتو بودائے ابن عون لنگر انعامت اے شاہ کرم نصیرت قوتش شد کنوں محتاج سخت	رحمت حق بر تو باد روز و شب باد خوش از تو غزلے بر دو کون ہست جاری وائما بر ہر اہم عین رحمت بر کشا اے نیک بخت	یا الہی وارسایش را ورا نہ دوست خوش دشمنت بر باد باد ای دعا گو ہم ز خوان عمام تو در دما کن جاری وہ لقمہ مرا	فیض بخش بر سر اہل حجاز اہل حرمین از تو بس دل شاد باد بود نعمت خوار از انعام تو نعمت داریں بخشد حق ترا	نام حمد و صحت چو خوار ہی اے امیر
--	--	---	--	----------------------------------

شجرہ قادر یہ فیصیہ منظومہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمانی حمد اے محبوب مطلق خداوند بحق ذات پاکت بانکہ اسمہ احمد محمد بحق مرتضیٰ شاہ ولایت	بذات تو سزاوارست دلائق پذیرا کن مناجاتم بر حمت امام انبیا سلطان سرمد خداوند انمارا ہدایت	سپہ ہمد و ثنا صلوات بجد خداوند بحق شاہ لولاک عطا فرما طریقت با شریعت بحق شیخ حسن بصری الہی	بدر گاہ تو بندہ عرض دارد مرا کن از غم دنیا و دین پاک دل روشن کن از نور حقیقت ز سر خوش کن آگہ کما ہی
--	---	---	--

بحق حبیب عجی شہ دیں	دُعا بفضلِ خویش گزین	بحق حضرت داؤد طائی	مرا ز قیدِ استی وہ رہائی
بحق خواجہ معروف کرخی	مرا محفوظ دار از شرِ چرخ	خداوند بحق سری سقطی	شبانم وہ براہِ نیک بختی
بحق شہ جندیل آن شیخ بغداد	ز قیدِ دو جہاں مارا کن آزاد	بحق خواجہ بو بکر شبلی	بکن برا عشقانِ خود تجلی
بحق عبد واحد بو الفضل شاہ	خداوند کن از اسرار آگاہ	بحق بو الفرج آن شاہ طوسی	بکن بازارِ رحمت خویش یابوس
بحق بو الحسن بنکاری باحق	بہ تیغِ عشقِ خود کن سینہ ام شق	بحق بو سعید آن شاہ بوالخیر	بکن محو از دلِ من الفتِ غیر
خداوند بحق شاہ جیلان	محی الدین غوثِ قطبِ دوران	بکن خالی مرا از ہر خیا لے	ولیکن آنکہ زو پیدا است حالے
بناج الدین شاہ عبد رزاق	بدہ چالاکیم در راہِ عشاق	بحق شاہ زین الدین والا	مزین کن مرا از دین و تقویٰ
بحق شیخ بیجی زاہدِ حق	مشرق ساز از دیدارِ مطلق	خداوند بحق شاہ موسیٰ	بمانم بردرتِ دائمِ جہیں سا
بآن عبد الوہابِ بحرِ ثانی	مرا کن عزق در موجِ معانی	بہ عبد القادر راسی الہا	بملکِ معرفت کن شاد مارا
بحق احمد قدسی عاقل	نشانِ ماسو اگزار در دل	بحق شاہ مولانا مے مغرب	بگرداں مدقم در خاکِ یثرب
بحق شاہ عبد الحق عالی	دلِ مرا کن ز حبِّ غیر خالی	خداوند بحق شاہ الیاس	پناہ خواہم بتوازِ سرِ خناس
بحق حضرت قمیص الاعظم	بکر یہ چشمِ راہِ عشقِ باہم	بحق بو محمد شاہ محمد	عطا فرما مرا عرفانِ بے حد
بحق شاہ محمد غوث ثانی	مددِ دردِ غم و سوزِ نہانی	بحق شاہ عبد الحق کامل	جمالِ خویش چشتم سازِ شامل
بحق شاہ سید عبد رزاق	بوصلِ خویش مارا دارِ مشتاق	خداوند بحق رحم علی شاہ	باسرارِ لدنی ساز آگاہ
بشیخ عبد الرحیم آن شاہ شہدا	شبیدم کن بہ تیغِ عشقِ شاہا	بحق حضرت نور محمد	منور کن دلِ مرا از نورِ یحدا
خداوند بحق جملہ پیراں	مرا ہم در طریقِ شاہِ ہمیراں	بحق آل و ازواج و صحاب	بجملہ اولیا ابدال و اقصاب
بغوث و فرد و ابرا و باد تاد	بشاق و لعباد و بز تاد	ز دستِ نفسِ کافر کیشِ خوخواہ	آلہ العالمین مارا نگہدار
بخود مشغول دار اندر حیاتم	اگر میرم بدہ یاربِ نہا تم	بہ صباں میشوم برباد اللہ	بیاؤ جلد کن امداد اللہ
خداوند بایں پیراں عظام	بوقتِ مرگ کن بالجیر انجام	بیراں شہے کہ ایں شجرہ بخواند	مرا ہم از دُعا ئے یاد آرد

رباعے

ہے بُرا اچھا جو سمجھے آپ کو	اور بالاسب پہ کھینچے آپ کو
مردم دیدہ سے سیکھ امداد تو	سب کو دیکھے اور نہ دیکھے آپ کو
عید کی	
عید گاہ ما غریباں کوئے تو	انبساطِ عید دیدن روئے تو
صد بلالِ عید قر پانت کنم	اے بلالِ عید ما بردے تو

رسالہ در بیان وحدۃ الوجود

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

از فقیر حقیر امداد اللہ فاروقی چشتی صابری عفا اللہ تعالیٰ عنہ
بعد حمد و صلوة و اقیات و بتقدیم سلام و تحیات مودت سمات بخدمت مکرم و معظم درویشان و قدر
ایشان حقایق آگاہی معارف و سنگاہی جناب مولوی محمد عبدالعزیز صاحب چشتی صابری زاد اللہ تعالیٰ مجدہ
مہربن و مکشوف باد معاوضہ سانی بمضمون عجیب باشارات غریب موصول شدہ ممنون یا و آدرسیہا فرمود
بلحاظ ہم مشرعی و ہم طریقی در بارہ مسئلہ وحدۃ الوجود ماینتعلق بہا استدراکی شدہ است و بطلب جوابش
مبالغہ رفتہ محذور ما فقیر این لیاقت کجا دار و خود را در زمرہ عارفین حقایق شناس کجای شمار کہ متصدی
چنین امر خطیرہ گردد۔ اما از آنجا کہ جناب بکمال جوشش و کوشش جواب طلب فرمودہ اند و پیامہا لکثہ فرستادہ
لا علما جاً امثالاً للام قلم برداشت و ہر چه حق ست در فہم رسید از رطب و یابس نگاشت واللہ الموفق والمعین
رجائی بدارم کہ اگر سبوی و خطای و یا بند پوشتند بلکہ باصلاح آن کوشند کہ منت خواہد بود۔ چرا کہ فقیر بیچمدان
راجز منصب ترجمانی بیسج نیست۔

آغاز

فقیرہ ما خود مکتوب بطریق انتخاب مضامین آن سوال اول مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم معتقدان
وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود را ملحد و زندیق میگفتند مرید و شاگردش مولوی احمد حسن صاحب نیز ہمچنان
میگویند و اقوال ضیاء القلوب را ماول میدانند تاویل و آن جو خود دیگرے را نمی شمارند و مولوی رشید
احمد مولوی محمد یعقوب صاحب نیز ہمہیں مسلک بودہ اند باوجود آنکہ اجازت از تو گرفتہ اند و مشرب اہل چشت میدانند
خلاف مشارح چشت سخنان می گویند

جواب

نکتہ شناسا مسئلہ وحدۃ الوجود حق و صحیح است در این مسئلہ شک و شبہ نیست معتقد فقیر و بہر مشارح

فقر و معتدکسانیکه با فقر بیعت کرده و تعلق میدارند، پس دست مولوی محمد قاسم صاحب برجوم و مولوی میر تقی میر صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی احمد حسن صاحب و غیرهم از عزیزان این فقیر اند و تعلق با فقیر میدارند، هیچگاه خلاف اعتقادات فقیر و خلاف مشرب مشائخ طریق خود مسلکی نخواند پذیرفت مگر با اعتماد کیفیت است قلبی که بنده را از کمال علم و یقین صدق برامری و رد دل مستحکم گردانید و در این راه عرف شرع شریف تصدیق قلبی کافی است این مسئله و حدة الوجود چنان نیست بلکه در نیخانه تصدیق قلبی و تنقید و کف لسان واجب است چرا که اسلام شرعی تعلق با خدا و با خلق میدارد اسلام حقیقی محض تعلق با خدا دارد و آنجا تصدیق با قرار ضروری است اینجا فقط تصدیق باید - سولے آل و راستنفس این مسئله فائده همین که اسباب ثبوت این مسئله بسیار نازک و نهایت دقیق فهم عوام بلکه فهم علماء ظاهر که از اصطلاح عرفا عاری اند قوت درک آن نمی دارد و چه علماء بلکه صوفیای یکم بنور سلوک خود کام ناکرده باشند از مقام نفس گذشته بمرتبه قلب نارسیده از این مسئله ضروری یا بند از مکر نفس و تزلزل و لغزش پا در چاه اباحت و فقر ضلالت سرنگون می افتند بلکه گروه با افتاده اند کما شهدنا بعد نعوذ بالله من ذلك جناب هم نیکو میدانند که این مسئله خاصیت عجیبی دارد و بعضی را هادی و بعضی را مضل هر چند نعمت خوشگوار است اصحاب از ازل لذت حلاوت حاصل مرضی را تبلیغ و ناگوار و در حق نشان اوزهر قاتل برای همین فرمود من مراح اسرار الربوبية فقد كفرت استعار آن لازم افشای آن ناجواز اول کیسه در این مسئله خاص فرمود شیخ محی الدین ابن عربی است قدس سره اجتهاد او در این مسئله و اثبات آن بهر این واضح بر گردن جمیع موصیان تا قیام قیامت منت نهاد لطف اینها است که شیخ الشیوخ شهاب الدین عمر سهروردی قدس الله سره همعصر بهم بلد او بود مردمان حال شیخ اکبر از او پرسیدند گفت هنوز ندانم که مردمان از صحبت او احترازی کردند چون وفات یافت از شیخ الشیوخ حال آخرت او پرسیدند فرمود صلات قطب الوقت من کانت ذلی الله سیر مردمان تعجب کردند پرسیدند که چرا او را زندقه گفته ما را از استغاده محروم داشتی گفت او ولی و واصل بحق بود اما مجذبه قوی داشت هر چند مقرب بارگاه بود لکن قابل اتباع نبود و در زمان اخیر مجذوب شده بود زبان او در افشای اسرار بے اختیار شده اگر شما در صحبت او میرسیدید گمراه می شدید چرا که از غلبه حال سخنان که می گفت در فهم شما نمی آمد و عوام را زیاں دارد اگر دانید بر شما منت نهادم پس اینجا غور باید فرموده که مردمان را چه می رسد که با کس او ناکس بازار مسئله و حدة الوجود گرم داریم و عوام را که جزوی از ایمان تقلیدی میدارند از آن هم بی نصیب سازیم در اینجا گفتگو می حاصل است وقت خود اعتقاد عوام ضائع کردن دست معارف آگاه را بر آنستیم احتیاط احباب فقیر مثل فقیر زبان از این قبیل و قال لبته میدارند و احتراز میکنند سائلان را اشارت بتاویلات می نمایند ممانکار آن مسئله نکرد و بسیار مردم بدستادین این مسئله سریشی برداشته مجلسهای آرایند خود گمراه شده گروه مسلمانان را گمراه می سازند چنانچه مشاهد می افتد پس از این قبیل و قائل چه فائده اگر بیاید مردمان را بطلب حق و ترک تعلق و نیاید

و کثرت ذکر و فکر تحریریں باید فرمود و در آن باید کوشید چو ازین سلوک تزکیہ نفس و تصفیہ قلب حاصل گردد خود ضرورت آن قسم مراقبہ کہ در ضیاء القلوب مرقوم شدہ پیش می آید خدا خود در پیری میکند و **الَّذِينَ جَاهِدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَهُمْ سُبُلَنَا** غرض از ہدایت کردن سبیل تجلی ذاتی است بر قلب سالک تا حقیقت مسئلہ وحدۃ الوجود منکشف گردد۔ این را رفتنی ست گفتنی نیست از گفتن تا دانستن تا دیدن و شدن فرق بسیار است خدا لے تعالیٰ ما واجباً ما را شما و احباب شمارا در این راہ از ذلت پائیکہ دارد۔ پیرو شیخ اکبر حضرت جانی قدس اللہ سواہی میگوید **قطعاً** از ساحت دل غبار کثرت رفتن بہ خوشتر کہ بہرہ در وحدت سفتن بہ معرور سخن مشوکہ توجہ خدا لے واحد دیدن بود نہ واحد گفتن۔ اگر از راہ انصاف نگذاریم و بتعمق نظر در حقیقت این مسئلہ نگرییم جز حیرت در حیرت برون فنا در فنا پیچ بدست نمی آید چہ خاک نویم کہ چنین ست و چنان ست ع آں سوخته را جاں شد و آواز نیامد ناطقہ در تشریح این اسرار وجدانی لال ست مثل نابینائی مادر زاد کہ در خواب رنگہا و چیز ہائے عجیب می بیند با مردمان چہ توان گفت کہ چنین بود یا چنان بود چرا کہ در محسوسات چیزے ندیدہ است کہ بدان مشابہ کند و فہماند اگر احیاناً گوید و فہماند واقعی نگفتہ باشد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

فقرہ دوم بطریق انتخاب از مضامین مکتوب

سوال ۲۔ حالانکہ در ضیاء القلوب بوزنش لا موجود الا اللہ و مراقبہ ہمہ اوست بتصریح تاکید است و ہم در مراقبہ ہمہ اوست ملاحظہ معنی لازم گفتہ پس این مراقبہ بلا لحاظ عینیت و اتحاد صورت نبند و نیز جائے دیگر ضیاء القلوب درجہ ست تا وقتیکہ فرق در ظاہر و مظهر پیش نظر سالک ست بولے شرک باقی است ازین مضمون معلوم شد کہ در عابد و معبود فرق کردن شرک است۔ جواب ۲۔ شک نیست کہ بغیر این ہمہ در ضیاء القلوب نوشتہ است اگر گویند کہ ہر چہ گفتہ نمی شود چگونہ نوشتہ شد گویم اکابر دین مکشوفات خود را بہ تمثیلات محسوسات تعبیری کنند تا طالب صادق فہمابند نہ آنکہ کانہ گفتہ باشند مثلاً اگر نابینا در خواب ماری بیند و در بیان آن عاجز آید گوید کہ مثل ساعد من بود و در آن حال بدست ادا اگر رسد و بند و گویند کہ آچنین بود گوید ہاں چنین بود نیست تفہیم بہ تمثیلات ازین قبیل است تحریرات پیشینان برای آگاہی پس آیندگان تا افاضہ برقرار ماند و وقت حاجت رفع شک کہ کرد و اسرار یکہ سینہ بسینہ فی اندوہ القلم کردن مناسب دانستند در راہ حقیقت کشاودہ دانستند و گفتند آں کسانیم کہ ماہل را در کتاب ما نظر کردن حرام است حقیقت حل نیست بغیر ہم بتقلید ایشان قول ایشان را ترجمانی کردہ است با جہود و اجتناب استفسار می فرمایند و انکشاف چگونگی آن می خواہند اعلاماً متناً لا لامر بل بیزی ایضاح آن ضروری افتاد تا خاطر نشین آن حقایق شناس گردد و اطمینان دست در اترود و نمایند ختصارش اینکہ۔ از بیان ما سبق مبرہن گردید کہ در اصل مسئلہ مذکور حق و بالیقین ست صدق

آن آنگاه معلوم گردد که طالب از محنت و دقتها و ممارست استغراق و ترک حظرات مایه از خودی خود دور شود چنان از خیال خود گذشت و هیچ شئی در نظر او و خیال او نماند همه شئی حق میماند کند و تنبیه از نظر سالک آفتاب است و بستی بر سوا مرتفع گردید جز خدا هیچ نه بیند و تنبیه کرد بلکه شعور این معنی هم مرتفع شود هر چه بیند خدا بیند هر چه بشنود نفس چه معنی آنا گوید این مرتبه را فنا در فنا گویند این گفته را زنی نباید فهمید بلکه نانی میگوید مولانا قدس سره است -

فی که هر دم نغمه آرائی نمی کند؛ فی الحقیقت از دم نانی کند؛ بے فانی خویش و بے جذب قوی یکی حکیم و صل را محم شوی
ایضاً عارفی گفته تو مباش اصلاً کمال نیست و پس؛ تو در آن گم شود وصال نیست و پس - از این وقت خود خبردار
سلطان الانبیاء صلی الله علیه و سلم می گوید لا یستغنی فیه ملائک مقرب و لا نبی مرسل و از خواص
امت دی گفت باید بدبطائی سبحانی ما اعظم شأنه منور علاج آنا الحق این همه از این همه باب است
با وجود این همه غریب اعتباری که اصطلاحی است از میان عهد و رب مرتفع نه شد هر چند در حالت فانی شعور و نظر سالک
نمانده باشد زیرا که چون از بے شعور بے باز شعور درآمد دانست که من از خود بیخبر شده بودم مثل آن آئین یاره که
در آتش سرخ شده نغز زد که من آتشم انکار این قول دے کرده نمی شود اما واقعی آتش نشده است این حالتی است
بسیار آئین عارض شده و گرنه آئین آئین است آتش آتش این است که از حقیقت وحدۃ الوجود در اینجا کیفیت
عینیت و غیرت اند که دانستن از واجبات است تا آنکه از این آگاهی نه باشد کیفیت وحدۃ الوجود مفهوم گردد و در
درزش مراقبه همه دوست و ملاحظه عینیت صورت نمی بندد کسانیکه بجز و خوض در مسئله وحدۃ الوجود در زنده
افتاده اند از نا دانستن مسئله عینیت و غیرت بوده است بهر که اول پیش دو امر به تحقیق دانستن هر
مسائل برادر آسان گردد اگر چه تحقیق این مسئله عینیت و غیرت متعلق است بدانستن نزلات سته آفاق باطنات
آن همه پرداختن نمی تواند مختصری نگار و آن انیکه در عبودیت و غیرت و در وثابت و مستحق است آن بوحی
و این بوحی اگر در بادی النظر اجتماع ضدین در شخص واحد محال ینماید الضدان لای اجتماع صحیح است اما این
دو ضد لغوی است ضد اصطلاحی جمع میشود برای همین است که محققین را جامع الاضداد می گویند که اصطلاح صوفیان
دیگری باشد مثل آنکه نور و ظلمت ضد لغوی است این ضد در یکجا در یک وقت جمع نمیشود زیرا که معنی این دو لفظ
بر وضع خود قائم است اگر بر وضع خود قائم نباشد اجتماع آن جائز است مثل آن سایه را اگر ظلمت گویند مجازاً
از روی استعاره میتوان شد و این سایه را که ظلمت نام نهاده شد بانور در یک جا و در یک وقت جمع میشود
زیرا که سایه ظلمت اصطلاحی بود پس از این تمهید معلوم شد که در عبودیت و غیرت حقیقی لغوی نیست و هم
غیرت حقیقی لغوی نیست - اجتماع این هر دو ضد در شئی واحد محال است که پس ضد که در علم معقولات ممنوع واقع شده
آن بمعنی لغوی است نه اصطلاحی این قوم محققین از پنج جهت جامع الاضداد اند که دو ضد را جمع نمی کنند آن دو ضد

معنی لغوی نیست زیرا که اجتماع ضدین لغوی نزد ایشان هم محال و لایحوزست بمثال دیگر تقسیم اینکه اگر شخصی گرداگرد خود آئینه ها گذارد و در هر آئینه بذات خود و صفات خود کانه نمودار شود نموداری صفات آنست که هر حرکت و سکون و هر هیات شادمانی و غمگینی و خنده و گریه شخص در عکس هویدا میشود از جهت شخص عین عکس است عینیت حقیقی اصطلاحی است اگر لغوی بودی هر کیفیت که بر عکس گذرد بر شخص گذشتن واجب گشتی چرا که عکس در برابر آئینه است این کثرت در وحدت شخص فرقی نمی آرد اگر بر آئینه و بر عکس سنگ زنند یا نجاستی اندازند شخص از آن متضرر و نجس نمیشود بحال خود دست و از این نقصانات منزله و مبرا است ازین در غیرین حقیقی اصطلاحی به ثبوت میرسد پس در شخص و عکس عینیت و غیریت هر دو مستحق شد بدانکه در عید و رب عینیت حقیقی لغوی هر که اعتقاد دارد غیریت بجمع وجوه انکار کند ملحد و زندیق است ازین عقیده در عابد و معبود و ساجد و سجد و میگوید فرقی نمی ماند این غیر واقع است نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ اگر شخص غیریت حقیقی لغوی در خالق و مخلوق اعتبار کند و هیچ نسبت و تعلق عینیت در عید و رب جز نسبت خالق و مخلوقی ثابت نه نمایند مثل نسبت کلال باظروف اگر کلال بمیر و ظروف ساخته او بجائے خود ماند این بسبب غیریت لغوی است در ظروف و کلال این تم غیریت در عید و رب باقی نیست بدین غیریت که قائل اند علماء ظاهر و متکلمین اند غافل از اصطلاح موحدین شده حتی ترسند که عید و رب یک میشود نمیدانند که موجب اصطلاح محققین و عکس و شخص با وجود ثبوت هر دو جهت گاهی این آن نشود آن این نگردید عکس عکس است شخص شخص عکس مخلوق و حادث و ناقص است و شخص قدیم و باقی و کامل پس اینست حقیقت این مقدمه بیت جامی ۱۰ هر مرتبه از وجود حکمی دارد: بگر حفظ مراتب نکی ز ندیقی و بمصدق مزج البحرین یلتقیان بینهما بزرخ لایبغیان همین بحرین حدوث و قدم است نیز اینچایک تمثیل لطیف یا دآدماعنی بنده قبل وجود خود باطن خدا بود خدا ظاهر بنده گشت کنز الخفایا برین معنی گواه است حقایق کونیه که نتائج علم الهی اند و ذات مطلق مندرج و مخفی بودند و ذات بر خود ظاهر بود چون ذات خود است که ظهور خود بر پنج دیگر شود اعیان و لباس قابلیات شان بجلوه تجلی خود ظاهر فرمود خود از شدت ظهور خود از چشم بصیر ایشان مخفی گردید مثل تخم که شجر با تمام شاخ و برگ و گل و ثمر در آن پوشیده بود گویا تخم بالفعل بود و شجر بالقوه چون تخم باطن خود را ظاهر نمود و وجود خود پنهان گردید هر که بیند شجر می بیند تخم بنظر نمی آید اگر بغور بینی تخم لباس شجر ظهور فرموده تخم بالقوه شد شجر بالفعل شد هر چند از وجهی تخم و شجر یک است جدائی نیست عینیت یافته می شود اما دلائل غیریت و جدائی نیز در و پیداد واقعی است حفظ مراتب ضرورت زیرا که صورت و شکل تاثیر و خواص تخم و دیگر اجزائے شجر دیگر است وجوہات غیریت هم کثیر است مرد صاحب فطانت انکار آن نخواهد کرد از روی عینیت تخم و شجر اگر چه واحد است این وحدت اعتباری و اصطلاحی است در اینجا اول است نه اتحاد معنی بالفعل و بالقوه شراکت دارد پس هر چه بالفعل بود بالقوه شده و آنچه بالقوه بود بالفعل گردید فیهما مَرَّةٌ فَهَمَّ جَعَلَ حَکْمَتَهُ وَعَظُمَتْ شَأْنُهُ بَیت تراز و دست بگویم حکایتی بے پوست پشم از دست اگر نیک بنگری همه اوست

فانکہ چون نسبت دو جهت در عہد سب ثابت و مستحق گردید لازم آمد کہ برای اخرج از مرتبہ پست تریں نزول و حصول
و قرب و وصال در سیدن بدرجہ عبدیت حقیقی کار ہا ضرور افتاد و آن مجاہدہ و مراقبہ است و مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ
وَالْاِنْسَ إِلَّا لِيُعْبَدُنِي وَنِعْبَاتِ كُرْدن اعنی عبد شدن است و در حقیقت عبد اللہ حقیقی خاتم المرسلین محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم است عبد شدن دشوار است تا از دہم الوہیت خود تہا و کمالاً بگذر و بدین مرتبہ نرسد بنا بران
مجاہدہ در ریاضیات و ترک تعلق دنیا و حصّ نفس و ترک توہم ہا و اسوا واجب گردید تا ذکر فکر بدرستی و راستی بظہور
رسد چون اول بمصقلہ ذکر نفس مطیع و قلب صافی شود ذوق و شوق رو بہ ترقی آرد دل از خطرات بایسند وقت مراقبہ
لا موجود الا اللہ در آمد چون درین مراقبہ از سہمہ اوست اغماض نظر کردہ سہمہ اوست را پیش نظر دارد درین
استغراق فیض باطنی و جذبہ غیبی مدد میفرماید از ہر چہ جزا دست بے خبر گردد شعور این بی خبری ہم نمی ماند بنید ہر چہ بیند
داند ہر چہ داند گوید ہر چہ گوید معذور است۔ اینست وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود مثل آہن پارہ کہ در آتش رنگ آتش
گرفتہ لغرہ انا النار و آنکہ بالقلب حقیقت آتش شدہ این از حال تعلق دارندہ از قال مقام غور است اعنی در
حالتیکہ آہن پارہ خود را حوالہ آتش کردہ از خیال آہن پارگی خود گذشتہ منتظر آنست کہ آتش بر خود مستولی گردد
و رنگ خود بخشد درین تصور اگر خیال دیگر گردد در حق دے شرک است کہ مانع مقصود و قاطع الطریق اوست
اینست معنی آنکہ در ضیاء القلوب بملاحظہ سانی در آمدہ کہ در مراقبہ و ہمہا اوست تا و تنیکہ فرق و ظاہر و مظهر پیش نظر سالک
ست بوی شرک باقی است و اللہ اعلم کہ علم انا الاعمال علمتنا گرامی قدر از فقیر بے مہا با طول سانی کرد چہ کند کہ
بدون آن سخن تمام نمی شود ہر چند ازین تحریر خود نادام می شوم اما شادم کہ بہر تقدیر جواب رقائم متعددہ جناب ادا
گردید اگر پسند خاطر و منظور والا گردد بندہ ضعیف را بدعا ئی خیر خاتمہ یاد دارد ورنہ باز فقیر را نیاز از اند و اسلام
وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ۵

درین مشہد بگویائی مزین دم سخن را ختم کن واللہ اعلم
محرمہ ۲۱ - ذی الحجہ ۱۲۹۹ در مقام خیر البلاء مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا و تعظیمہا

سَمِعْتُ

نور مختصر احوال وصال عاشق ذوالجلال والجمال حضرت حاجی امداد اللہ

حضرت حاجی صاحب کی کچھ عمر زائد نہ تھی کل چوراسی سال تین تین مہینے بیس روز کا سن شریف تھا مگر کچھ خلقتہ
ضعیف خفیف اللحم تھے اس پر مجاہدات و ریاضات و تعلیل طعام و منام پھر ہجوم خواص و عوام اور
سب سے بڑھ کر عشق حسن ازلی جو استخوان تک کو گھلا دیتا ہے ان اسباب سے آخرین اس قدر

ضعیف ہو گئے تھے کہ کروٹ بدلتا دشوار تھا کھانا پینا بار تھا مگر دل عشق منزل بہ وقت نشہ تقا میں سرشار تھا
اسی میں اسہال شروع ہو گیا مگر نظافت و لطافت و استقلال و استقامت و شفقت بجال و تربیت طالبان
خدا میں ذرۃ برابر فرق نہ آیا تھا آخر کار ضعف زیادہ ہو گیا حتیٰ کہ بارہ یا تیرہ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۵ھ
روز چہار شنبہ وقت اذان صبح اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہوئے اور جنت المعلىٰ و مقبرہ اہل
مکہ میں ہم پہلو مولانا رحمت اللہ صاحب دہاجر کے رکھے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ واقعہ یہ ہے کہ
ایسا شخص کامل مکمل کسی نے کم دیکھا ہوگا۔ اللہم ارفع درجۃ فی اعلیٰ علیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین اللہم لا تحر
مناجرۃ ولا تفتنا بعدہ آمین یا رب العالمین۔ حقیر نے ایک مختصر مادہ تاریخیہ کہا ہے حتیٰ وکل الخلد کہ قول
اولیاء اللہ لا یوتون سے مستنبط ہے۔ حضرت صاحب کے ایک خلیفہ عالم رویا میں مشرف بہ زیارت
ہوئے اس طرح کہ کوئی مقام نہایت بلند مثل شبلیہ کے ہے اس پر ایک سفید خیمہ کھڑا ہے جس میں حضرت رضی اللہ
عنه رونق افروز ہیں اور خطاب کر کے فرماتے ہیں۔

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی :: نیستی بگزین گرا بلہ نیستی

سبحان اللہ اس خواب میں حضرت رضی اللہ عنہ کے علو مقام و قرب تام پر کئی وجہ سے دلالت
ہے اول مقام کا بلند ہونا کہ مطابق آیہ و رفعناہ مکاناً علیاً و حدیث کشان مسک کے رفعت مرتبہ کی طرف
اشارہ ہے دوم خیمہ میں ہونا جو حسب آیت مقصود رات فی الخیمام نعیم جنت ہے۔ سوم خیمہ کا سفید ہونا کہ احب الایوان
البیاض و اخوۃ وارد ہے و نیز لباس سفید موافق حدیث صحیح و رتہ کے علامت چنتی ہونے کی ہے چہاں تم تعلیم و
تلقین فرمانا کہ اشارہ ہے طرف مقبولیت شان ارشاد حضرت رضی اللہ عنہ کے پیغم معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو
برولت اس پستی و نیستی کے جو خاص مشرف و مذاق حضرت کا تھا جیسا کہ اہل مشاہدہ پر مخفی نہیں بڑی دلنشین
طی میں اسی لئے اس طرف مخاطب کو متوجہ فرمایا۔ ششم ثنوی شریف کے مضامین میں رکہ حسب قول اہل
حقیقت کے معنی کلام حق ہے، آپ کی روح مطہر کا مستغرق و مشغول ہونا دلیل مناسبت روحانی مولوی
معنوی ہے اور حسب آیت مع الذین انعم اللہ علیہم الخ دلیل قرب الہی ہے۔ ہفتم حضرت رضی اللہ عنہ
کی شفقت و توجہ اپنے خدام کی طرف کہ موقوف ہے حصول اطمینان و سکون پر جس سے
ظہور مضمون لا تتخافوا ولا تحزنوا کا بخوبی ہوتا ہے اور اس سے انا غفرہ برزخیہ کی تائید بھی ہوتی
ہے جس کا محققین اثبات کرتے ہیں۔ ایسا ہی خواب رویا نے صالحہ کہلاتا ہے جس کے باب
میں ارشاد نبوی ہے یراہا المسلم او تری لہ والحمد للہ تعالیٰ علی ذالک۔ ختم شد

اللہ تعالیٰ نے جن و انس کو عبادت کیلئے پیدا فرمایا اور اسی میں ان کی عزت و شرف ہے۔ عبادت مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا ایک حق ہے اور عبادت کا فائدہ مخلوق ہی کو پہنچتا ہے، عبادت اسی وقت درست ہو سکتی ہے جب وہ رب کی وضع کردہ شریعت کے موافق ہو، اور خالص اسی ذات اقدس کیلئے ہو، ہر قسم کے شرک کے شائبہ سے بالکل پاک ہو، عبادت کے لئے ایک اہم عنصر صفائی و طہارت قلب ہے جب تک انسان علائق دنیا سے تعلق توڑ کر رب کی طرف مکمل توجہ نہیں کریگا عبادت کی تکمیل نہ ہوگی۔ تکمیل عبادت کے اسی زینے کا نام **تصوف** ہے۔ غرض تصوف اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ احکام شریعت پر بندے کے عمل کرنے کا ما حاصل ہے بشرطیکہ اس کا عمل علتوں اور نفس کی لذتوں سے پاک ہو۔

سید الطائفہ **حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی** کی ذات ایک ایسا چشمہ فیض تھی جس سے نہ صرف برصغیر بلکہ دور دراز علاقوں کے مسلمان مستفید ہوتے تھے جنہوں نے اتباع سنت پر مبنی دین کی خالص اور بے غل و غش فہم کو عملی صورت میں مجسم کر کے دکھایا اور شریعت و طریقت کا حسین امتزاج اپنے قول و فعل اور تعلیم و تربیت کے ذریعے عام کیا۔

زیر نظر کتاب **”کلیات امدادیہ“** حضرت اقدس کی تصوف و سلوک، تزکیہ نفس اور اصلاح اخلاق میں بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور دس کتابوں ضیاء القلوب، فیصلہ ہفت مسئلہ، نالہ امداد غریب، ارشاد مرشد، جہاد اکبر، مثنوی تحفۃ العشاق، غذائے روح، دروغناک، گلزار معرفت، وحدۃ الوجود کا مجموعہ ہے۔

E-mail: ishaat@pk.netsolir.com
ishaat@cyber.net.pk

کلیات امدادیہ



DIU03813